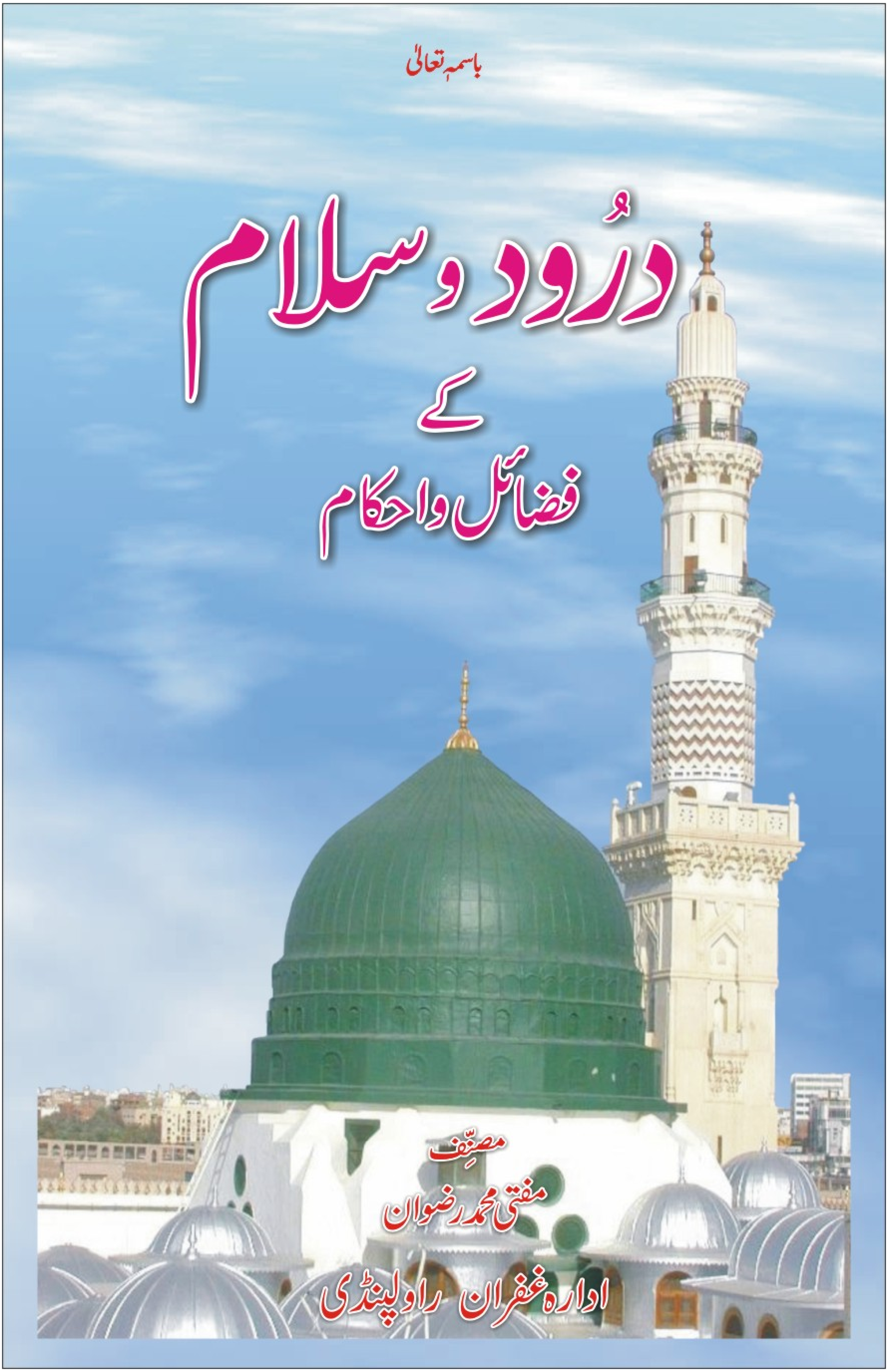

باسمہٖ تعالیٰ

درود وسلام

کے

فضائل واحکام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

درُود وسلام

کے

فضائل واحکام

درودوسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درودوسلام کے خاص خاص مواقع
اوران کی فضیلت واہمیت، درودوسلام کے متعلق شرعی احکام، بدعات ومنکرات
درودوسلام کے مسنون وماثور صیغے

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نام کتاب: درود وسلام کے فضائل واحکام
مصنِّف: مفتی محمد رضوان
طباعتِ اول: ربیع الآخر/۱۴۳۱ھ مارچ 2010ء
صفحات: ۱۶۴
قیمت: روپے

b

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان
فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

فہرست

شمار نمبر H	مضامین H	صفحہ نمبر H
۱	تمہید (از مؤلف)	۷
۲	مقدمہ (صلاۃ وسلام کے معنیٰ کی تحقیق)	۸
۳	(۱)......صلاۃ کے معنیٰ کی تحقیق	//
۴	(۲)......سلام کے معنیٰ کی تحقیق	۹
۵	پہلا باب درودوسلام کے عظیمُ الشّان فضائل وفوائد	۱۴
۶	قرآن مجید میں درودوسلام کا حکم	//
۷	سترّ ہزار فرشتوں کا ہمہ وقت قبرِ مبارک پر درود پڑھنا	۱۷
۸	درودوسلام پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت وسلامتی	۱۸
۹	ایک مرتبہ درودوسلام پڑھنے پر دس رحمتوں وسلامتیوں کا نزول	۲۰
۱۰	درود پڑھنے والے کے دس گناہ معاف اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں	۲۱
۱۱	درود پڑھنے والے کے دس درجات بھی بلند کئے جاتے ہیں	۲۲
۱۲	درودوسلام پڑھنے والے کے لئے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں	۲۶
۱۳	کثرتِ درود حضور ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے	۲۸

۱۴	کثرتِ درود مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے	۳۰
۱۵	درود شریف مال میں برکت وپاکی کا ذریعہ ہے	۳۵
۱۶	نبی ﷺ پر درود وسلام پیش کیا جاتا ہے	۳۹
۱۷	نبی ﷺ کو سلام پہنچانے کے لئے زمین پر فرشتے گشت کرتے ہیں	۴۷
۱۸	نبی ﷺ پر درود پہنچانے کے لئے قبر مبارک پر فرشتہ مقرر ہے	۴۸
۱۹	نبی ﷺ امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں	۵۳
۲۰	**دوسرا باب** **درود کے خاص خاص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت**	۶۳
۲۱	(۱)......حضور ﷺ کے ذکر پر درود (مع متعلِّقہ مسائل)	//
۲۲	(۲)......نماز کے قعدہ میں درود شریف	۷۲
۲۳	(۳)......اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ	۷۵
۲۴	(۴)......نمازِ جنازہ میں درود شریف	۸۲
۲۵	(۵)......جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت	۸۵
۲۶	(۶)......ہر مجلس میں درود شریف	۹۰
۲۷	(۷)......دعا کے ساتھ درود شریف	۹۲
۲۸	(۸)......مسجد میں داخل وخارج ہوتے وقت درود وسلام	۹۶
۲۹	(۹)......حضور ﷺ کی قبر مبارک پر درود وسلام	۱۰۱
۳۰	**درود شریف کے دیگر مواقع**	۱۰۶
۳۱	**تیسرا باب** **دُرود وسلام کے چند احکام**	۱۰۹

۳۲	(۱)...... کیا دُرود کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟	۱۰۹
۳۳	(۲)...... کیا سلام کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟	۱۱۳
۳۴	(۳)...... درود شریف جاہ ومال کی خاطر پڑھنے کا حکم	۱۱۷
۳۵	(۴)...... کیا درود شریف رد نہیں کیا جاتا؟	۱۱۸
۳۶	(۵)...... کیا درود شریف پڑھنے کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے؟	۱۱۹
۳۷	(۶)...... درود شریف کے وقت نازیبا اور لغو حرکت کرنے کا حکم	۱۲۰
۳۸	(۷)...... درود شریف کا مسنون طریقہ	//
۳۹	(۸)...... سلام کا مسنون طریقہ	۱۲۷
۴۰	(۹)...... غیر ماثور درود وسلام کے صیغوں کی شرعی حیثیت	۱۳۱
۴۱	(۱۰)...... کیا درود، سلام کے بغیر اور سلام، درود کے بغیر جائز ہے؟	۱۳۳
۴۲	(۱۱)...... حضور ﷺ کے نام یا درود کے وقت انگوٹھے چومنے کا حکم	۱۳۴
۴۳	(۱۲)...... اذان میں ’’اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ پر درود کا حکم	//
۴۴	(۱۳)...... اذان سے پہلے مروَّجہ درود وسلام کا حکم	۱۳۵
۴۵	(۱۴)...... نماز کے بعد مروَّجہ اجتماعی درود کا حکم	۱۳۶
۴۶	(۱۵)...... جمعہ کی نماز کے بعد مروَّجہ اجتماعی درود وسلام کا حکم	۱۳۷
۴۷	(۱۶)...... درود شریف کی مروّجہ محفلوں کا حکم	۱۳۸
۴۸	(۱۷)...... درودِ تُنجینا کی شرعی حیثیت	۱۴۰
۴۹	(۱۸)...... اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنے کا مروَّجہ طریقہ	۱۴۱
۵۰	(۱۹)...... درودِ حبیب	۱۴۲
۵۱	(۲۰)...... دم بدم پڑھو درود	۱۴۳
۵۲	(۲۱)...... درودِ نورُ اللہ	//

۵۳	(۲۲)......درودِنوری	۱۴۴
۵۴	(۲۳)......درودِتاج	//
۵۵	(۲۴)......درودِکشف	۱۴۵
۵۶	(۲۵)......درودِشفائےقلوب	//
۵۷	(۲۶)......درودِناریہ	۱//
۵۸	(۲۷)......درودِموسوی	۱۴۶
۵۹	**خاتمہ** **درودوسلام کے مسنون وماثور صیغے**	۱۴۷
۶۰	**درودشریف کے صیغے**	۱۴۸
۶۱	**سلام کے صیغے**	۱۵۸
۶۲	مختصر درودوسلام	۱۶۳

ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں حاصل ہونے، دس نیکیاں ملنے، اور دس خطائیں معاف ہونے اور دس درجات بلند کئے جانے کے علاوہ دس مرتبہ فرشتوں کی دعا کی نعمت بھی حاصل ہوتی ہے (صفحہ نمبر ۲۸)

درود شریف پڑھنا، حضور ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے، اور جو بندہ جس قدر کثرت کے ساتھ درود پڑھے گا، اسی قدر اس کو حضور ﷺ کا قرب حاصل ہوگا (صفحہ نمبر ۳۰)

درود شریف کا وِرد دنیا وآخرت کے مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے (صفحہ نمبر ۳۵)

جس کے پاس مال نہ ہو، اس کے حق میں درود شریف کا پڑھنا زکاۃ وصدقہ کے قائم مقام ہوجاتا ہے، اور ایسے شخص کو زکاۃ وصدقہ پر مرتب ہونے والے فوائد وبرکات حاصل ہوتے ہیں چنانچہ مال میں برکت ہوتی ہے، اور گناہوں سے پاکی ومعافی حاصل ہوتی ہے (صفحہ نمبر ۳۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم اور خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کی طرف سے درود و سلام پیش کرنا ایک اہم عبادت ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم فرمایا ہے، اور اس پر عظیمُ الشان اجر وانعام کا وعدہ فرمایا ہے۔

درود وسلام کی عبادت کی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے ہر دور میں امّت کے علماء و اہلِ علم اس عبادت کی طرف لوگوں کو راغب ومتوجہ کرنے کے لئے مستقل مضامین و رسائل تحریر وتصنیف فرماتے رہے، اور ان شاء اللہ تعالیٰ آگے بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر دور کے تقاضے اور حالات دوسرے دور سے کچھ مختلف ہوا کرتے ہیں، ان تقاضوں اور حالات کے پیشِ نظر متعلقہ موضوع کے مختلف پہلوؤں کو واضح اور منقح کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے۔ اس دور میں جبکہ ہر شعبۂ زندگی میں افراط وتفریط اور دین وشریعت کے احکام میں کتر بیونت اور کمی وزیادتی دیکھنے میں آرہی ہے۔ ضرورت تھی کہ درود وسلام کی عظیمُ الشان عبادت کے اہم پہلوؤں کا موجودہ حالات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور اس موضوع میں پائی جانے والی افراط وتفریط کی نشاندہی کر کے اعتدال والے پہلوؤں کو واضح کیا جائے۔

بندہ نے اسی غرض سے ’’درود وسلام کے فضائل واحکام‘‘ کے عنوان سے زیرِ نظر ایک رسالہ مرتب کیا، جس میں اس موضوع سے متعلق قرآن وسنت کی معتبر ومستند تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو واضح کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائیں، اور تمام مؤمنین ومؤمنات اور مسلمین ومسلمات کی ہدایت اور فلاحِ دارین کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔ محمد رضوان

۲۴/ ذوالقعدۃ/ ۱۴۳۰ھ 13/ نومبر/ 2009ء، بروز جمعہ، ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ (صلاۃ وسلام کے معنیٰ کی تحقیق)

صلاۃ کے معنیٰ کی تحقیق

ہماری زبان میں جس عمل کو درود کہا جاتا ہے، عربی میں اس کو ’’صلاۃ‘‘ کہا جاتا ہے، اور لفظِ ’’صلاۃ‘‘ کے لغت (DICTIONARY) میں معنیٰ ’’دعا‘‘ کے آتے ہیں۔

اللہ کے نبی کی شان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود کا مطلب تو رحمتِ خاص نازل فرمانا ہے، اور بندوں کی طرف سے درود کا مطلب اللہ تعالیٰ سے اس رحمتِ خاص کی دعا کرنا ہے۔ [۱]

اور رحمتِ خاص سے ایسی رحمت مراد ہے، جس میں نبی کی تعریف وتعظیم بھی پائی جاتی ہو، کیونکہ عام رحمت تو اللہ تعالیٰ ہر بندے پر اس کے حسبِ حال نازل فرماتے ہی رہتے ہیں، بلکہ درود وسلام پڑھنے والے پر بھی نازل فرماتے ہیں۔ [۲]

---

[۱] قرآن مجید میں عام طور پر یہ لفظ نماز کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، لیکن یہ اس وقت ہماری بحث سے خارج ہے۔ ملحوظ رہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لئے درود کا مطلب نبی کی تعریف وتعظیم بیان کیا ہے، اور ہم نے جو رحمتِ خاص کی قید لگائی، اس میں یہ تعریف وتعظیم بھی داخل ہے۔ کما سیجیئ.

والصلاة فی اللغة :الدعاء ، قال الله تعالی " :وصل علیهم "أی ادع لهم، وفی الشریعة اسم لأفعال مخصوصة من قیام ورکوع وسجود وقعود ودعاء وثناء .وقیل فی قوله تعالی "إن الله وملائکته یصلون علی النبی "الآیة إن الصلاة من الله فی هذه الآیة الرحمة ومن الملائکة الاستغفار، ومن المؤمنین :الدعاء (تفسیر البغوی تحت آیت ۲ من سورة البقرة)

قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ :(هُوَ الَّذِی یُصَلِّی عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُهُ) فَإِنَّ الصَّلَاةَ مِنْ اللَّهِ هِیَ الرَّحْمَةُ وَمِنْ الْعِبَادِ الدُّعَاءُ (أحکام القرآن للجصاص تحت آیت ۴۳ من سورة الاحزاب)

الصَّلَاةُ مِنْ اللَّهِ هِیَ الرَّحْمَةُ وَمِنْ الْعِبَادِ الدُّعَاءُ ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِکْرُهُ (أحکام القرآن للجصاص تحت آیت ۵۶ من سورة الاحزاب)

[۲] واولی الأقوال ما تقدم عن أبی العالیة ان معنی صلاة الله علی نبیه ثناؤه علیه وتعظیمه وصلاة الملائکة وغیرهم علیه طلب ذلک له من الله تعالی والمراد طلب الزیادة لا طلب أصل الصلاة وقیل صلاة الله علی خلقه تکون خاصة وتکون عامة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سلام کے معنیٰ کی تحقیق

لفظِ ’’سلام‘‘ سلامتی کے معنیٰ میں ہے، اوراس سے مراد نقائص، عیوب اور آفتوں سے سالم رہنا ہے، اور حضور ﷺ کے لئے سلام کا مطلب یہ ہے کہ نقائص، اور آفتوں سے سلامتی آپ ﷺ

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فصلاته على انبيائه هى ما تقدم من الثناء والتعظيم وصلاته على غيرهم الرحمة فهى التى وسعت كل شىء ونقل عياض عن بكر القشيرى قال الصلاة على النبى صلى الله عليه و سلم من الله تشريف وزيادة تكرمة وعلى من دون النبى رحمة وبهذا التقرير يظهر الفرق بين النبى صلى الله عليه و سلم وبين سائر المؤمنين حيث قال الله تعالى ان الله وملائكته يصلون على النبى وقال قبل ذلک فى السورة المذكورة هو الذى يصلى عليكم وملائكته ومن المعلوم ان القدر الذى يليق بالنبى صلى الله عليه و سلم من ذلک ارفع مما يليق بغيره والإجماع منعقد على ان فى هذه الآية من تعظيم النبى صلى الله عليه و سلم والتنويه به ما ليس فى غيرها وقال الحليمى فى الشعب معنى الصلاة على النبى صلى الله عليه و سلم تعظيمه فمعنى قولنا اللهم صل على محمد عظم محمدا والمراد تعظيمه فى الدنيا بإعلاء ذكره وإظهار دينه وابقاء شريعته وفى الآخرة باجزال مثوبته وتشفيعه فى أمته وابداء فضيلته بالمقام المحمود وعلى هذا فالمراد بقوله تعالى صلوا عليه ادعوا ربكم بالصلاة عليه انتهى ولا يعكر عليه عطف آله وأزواجه وذريته عليه فإنه لا يمتنع ان يدعى لهم بالتعظيم إذ تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به وما تقدم عن أبى العالية أظهر فإنه يحصل به استعمال لفظ الصلاة بالنسبة إلى الله والى ملائكته والى المؤمنين المأمورين بذلک بمعنى واحد ويؤيده انه لا خلاف فى جواز الترحم على غير الأنبياء واختلف فى جواز الصلاة على غير الأنبياء ولو كان معنى قولنا اللهم صل على محمد اللهم ارحم محمدا أو ترحم على محمد لجاز لغير الأنبياء وكذا لو كانت بمعنى البركة وكذا الرحمة لسقط الوجوب فى التشهد عند من يوجبه بقول المصلى فى التشهد السلام عليک أيها النبى ورحمة الله وبركاته ويمكن الانفصال بان ذلک وقع بطريق التعبد فلا بد من الإتيان به ولو سبق الإتيان بما يدل عليه قوله على محمد وعلى ال محمد كذا وقع فى الموضعين فى قوله صل وفى قوله وبارک ولكن وقع فى الثانى وبارک على آل إبراهيم ووقع عند البيهقى من وجه اخر عن ادم شيخ البخارى فيه على إبراهيم ولم يقل على ال إبراهيم وأخذ البيضاوى من هذا ان ذكر الآل فى رواية الأصل مقحم كقوله على آل أبى أوفى قلت والحق ان ذكر محمد وإبراهيم وذكر ال محمد وآل إبراهيم ثابت فى أصل الخير وإنما حفظ بعض الرواة ما لم يحفظ الاخر وسأبين من ساقه تاما بعد قليل (فتح البارى ،كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه و سلم)

کے ساتھ رہے (معارف القرآن عثمانی، بتغیر ج ۷ ص ۲۲۲)[1]

اور بندوں کی طرف سے انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، اس کی حیثیت تعظیم وشرافت کی ہے، کہ اس سلام کے ذریعہ سے بندۂ مؤمن نبی کی تعظیم وشرافت کا اظہار اور نبی کی اتباع کا اقرار کرتا ہے۔

اور اس سلام کو ''سلامِ مرسلین'' کہا جاتا ہے، جس کا ذکر سورہ صافات کی اس آیت میں ہے:

---

[1] اور صاحبِ روح المعانی نے سلام کے معنیٰ میں تین وجوہات ذکر کر کے مندرجہ بالا وجہ کو ہی ترجیح دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وفى معنى السلام عليک ثلاثة أوجه .

أحدها: السلامة من النقائص والآفات لک ومعک أى مصاحبة وملازمة فيكون السلام مصدرا بمعنى السلامة كاللذاذ واللذاذة والملام والملامة ولما فى السلام من الثناء عدى بعلى لا لإعتبار معنى القضاء أى قضى الله تعالى عليک السلام كما قيل لأن القضاء كالدعاء لا يتعدى بعلى للنفع ولا لتضمنه معنى الولاية والإستيلاء لبعده فى هذا الوجه.

ثانيها: السلام مداوم على حفظک ورعايتک ومتول له وكفيل به ويكون السلام هنا أسم الله تعالى ومعناه على ما اختاره إبن فورک وغيره من عدة أقوال ذو السلامة من كل آفة ونقيصة ذاتا وصفة وفعلا وقيل :إذا أريد بالسلام ما هو من أسمائه تعالى فالمراد لا خلوت من الخير والبركة وسلمت من كل مكروه لأن اسم الله تعالى إذا ذكر على شيء أفاده ذلک وقيل :الكلام على هذا التقدير على حذف المضاف أى حفظ الله تعالى عليک والمراد الدعاء بالحفظ .

وثالثها :الإنقياد عليک على أن السلام من المسالمةوعدم المخالفة والمراد الدعاء بأن يصير الله تعالى العباد منقادين مذعنين له عليه الصلاة و السلام ولشريعته وتعديته بعلى قيل :لما فيه من الإقبال فإن من إنقاد لشخص وأذعن له فقد أقبل عليه.

والأرجح عندى هو الوجه الأول وقيل :معنى سلموا تسليما إنقادوا لأوامره إنقيادا وهو غير بعيد إلا أن ظواهر الأخبار والآثار تقتضى المعنى السابق وكأنه لذلک ذهب إليه الأكثرون والجملة صيغة خبر معناها الدعاء بالسلامة وطلبها منه تعالى لنبيه صلى الله تعالى عليه وسلم(روح المعانى -الألوسى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

والسلام :مصدر بمعنى السلام .أى :السلام من النقائص والآفات ملازمة لک . والتعبير بالجملة الاسمية فى صدر الآية ، للإِشعار بوجوب المداومة والاستمرار على ذلک(التفسير الوسيط،المؤلف :محمد سيد طنطاوى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ(سورة صافات آيت ۱۸۱)

ترجمہ: اور سلام ہے رسولوں پر۔

قرآن مجید میں اور بھی کئی جگہ مختلف رسولوں پر سلام کا ذکر ہے۔ [1]

اور بطورِ خاص نبی کریم حضرت محمد ﷺ پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، اس کی فضیلت واہمیت اور بھی زیادہ ہے، کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ سورۂ احزاب میں مؤمنوں کو حکم فرمایا ہے، اور احادیث میں اس کے مختلف فضائل آئے ہیں (جن کا ذکر آگے آتا ہے)

اور جس سلام کا ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ملاقات (یا قبر پر حاضری) کے وقت حکم ہے، اس کو ''سلامِ مسلمین'' یا ''سلامِ تحیۃ'' کہا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] فی قوله تعالیٰ:

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ(سورة صافات آيت ۷۹)

وفی قوله تعالیٰ:

سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (ايضاً آيت ۱۰۹)

وفی قوله تعالیٰ:

سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ (ايضاً آيت ۱۲۰)

وفی قوله تعالیٰ:

سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ (ايضاً آيت ۱۳۰)

[2] پھر ''سلامِ مسلمین'' کے کچھ درجات ہیں، جو باہم متفاوت ہیں، ایک درجہ عام مسلمانوں سے متعلق ہے، اور ایک صالحین ومتقین سے متعلق ہے، پھر ان میں بھی درجات متفاوت ہیں۔

اور سلام علی الملائک بھی اسی قبیل سے ہے، جیسا کہ حضرت جبریل ومیکائیل وغیرہ کے ساتھ ''علیہ السلام'' کا اطلاق کیا جاتا ہے، اور ملائکہ سے کیونکہ انسانوں کا عام حالات میں حسی خطاب نہیں ہوا کرتا، اس لئے ان کے لئے سلامِ تحیۃ میں حاضر سے غائب کی ضمیر کی طرف عدول کیا گیا۔

سلامِ تحیۃ للاحیاء کا حکم اس آیت میں ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا(سورة نسآء آيت ۸۶)

اور سلامِ تحیۃ للاموات کا حکم ان احادیث میں ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، عَنْ زُهَيْرٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ، أَنَّهُ رَأَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ لا يَمُرُّ بِلَيْلٍ ، وَلاَ نَهَارٍ بِقَبْرٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ مُسَافِرُونَ مَعَهُ يَقُولُ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِيهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّهُ كَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ(مصنف ابنِ ابی شيبة حديث نمبر ۱۱۹۰۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ملاقات کے وقت ''سلامِ تحیۃ'' کرتا ہے، تو احادیث کی رُو سے صرف ''السلام علیکم'' کے الفاظ سے دس نیکیاں اور ''ورحمۃ اللہ'' کے اضافہ سے مزید دس نیکیاں اور ''وبرکاتہ'' کے اضافہ سے مزید دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، اس طرح ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' سے مجموعی طور پر تیس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ [1]

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِىُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ (نسائی حديث نمبر ۲۰۳۹؛ مسند احمد)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِىُّ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِىُّ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِى نَمِرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ *كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا كَانَ لَيْلَةُ عَائِشَةَ يَخْرُجُ فِى اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ قَوْمَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّا وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ(مسند اسحاق بن راهويه حديث نمبر ۱۷۵۶)

اور قرآن مجید میں ایک اور سلام کا ذکر ہے، جس کو ''سلامِ متارکہ ومباعدۃ'' کہا جاتا ہے۔

فی قوله تعالىٰ :

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا(سورة فرقان آيت ۶۳)

وفی قوله تعالىٰ:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى الْجَاهِلِينَ (سورة القصص آيت ۵۵)

وفی قوله تعالىٰ:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (سورة زخرف آيت ۸۹)

وفی قوله تعالىٰ:

قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّى إِنَّهُ كَانَ بِى حَفِيًّا(سورة مريم آيت ۴۷)

[1] عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُونَ(ترمذى، حديث نمبر ۲۶۸۹، كتاب الاستئذان والآداب عن رسول الله ﷺ، باب ما ذكر فى فضل السلام)

هكذا تكون الفضائل أى تزيد المثوبات بكل لفظ يزيده المسلم(مرقاة، كتاب الآداب، باب السلام)

اور ’’سلامِ مرسلین‘‘، جس کا درجہ ’’سلامِ مسلمین وسلامِ تحیۃ‘‘ سے کہیں زیادہ اعلیٰ وافضل ہے، اس پر ملنے والا اجر وانعام کس قدر ہوگا؟ اس کا اندازہ ہر شخص خود ہی لگا سکتا ہے۔

اور جو سلام حضرت محمد ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے، اس کے احادیث میں اور بھی بہت زیادہ فضائل آئے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے، مثلاً حضور ﷺ پر سلام پیش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ سلامتی نازل فرماتے ہیں، اور فرشتے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور حضور ﷺ سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

اور ہمارا موضوع اس وقت ’’ سلامِ مرسلین‘‘ اور بطورِ خاص ’’سلامِ نبی‘‘ ہے، نہ کہ عام ’’سلامِ مسلمین‘‘ و ’’سلامِ تحیۃ‘‘۔

نبی کے لئے درود وسلام کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے، آئندہ آنے والے صفحات میں اسی کے متعلق تفصیل ذکر کی جارہی ہے۔

P

پہلا باب

درود وسلام کے عظیم الشّان فضائل وفوائد

درود وسلام دراصل بندہ کی طرف سے نبی کی تعظیم وتکریم اور اطاعت وتابعداری کے اظہار اور نبی کے حق کی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے، اور اسی وجہ سے درود وسلام ایک عظیم الشان عبادت ہے، اور اس کے مختلف فضائل اور فوائد قرآن وسنت سے معلوم ہوتے ہیں۔

آگے قرآن وسنت کی روشنی میں درود اور اس کے ضمن میں سلام کے فضائل وفوائد اور اہمیت وتاکید کو بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں درود وسلام کا حکم

سب سے پہلے قرآن مجید کی وہ آیت پیش کی جاتی ہے، جس میں درود اور سلام دونوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو حکم ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

> اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا(سورة احزاب آيت ۵۶)
>
> **ترجمہ:** بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں، نبی ﷺ پر، اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام بھیجا کرو (ترجمہ ختم)

اس آیت سے اصل مقصود مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ وہ نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجا کریں، مگر اس حکم کو اس طرح بیان فرمایا گیا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے لئے درود کے عمل کا ذکر فرمایا، اس کے بعد مسلمانوں کو نبی ﷺ پر درود وسلام کا حکم فرمایا، تاکہ معلوم ہوجائے کہ نبی ﷺ کی شان میں جس عمل کا حکم مسلمانوں کو دیا جارہا ہے، وہ

اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے بھی وہ عمل انجام دیتے ہیں، تو مسلمانوں کوتو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ ان پر رسول اللہ ﷺ کے عظیم احسانات ہیں۔

اوراس آیت سے درود بھیجنے والوں کی یہ فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کواس کام میں شریک فرمالیا، جوکام اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے بھی کرتے ہیں (معارف القرآن ج۷ص۲۲۱بتغیر)

اور جب نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ بھی درود بھیجتے ہیں، تو بندوں کے درود کی کوئی ضرورت نہیں تھی، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان وانعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کوبھی اس عظیم عمل کا شرف عطا فرمادیا۔ [۱]

اس آیت کے اندازِ کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر درود وسلام اچھے طریقہ پر پڑھنا چاہئے۔ [۲]

---

[۱] قَالَ (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ) بِلَفْظِ الْمُضَارِعِ الْمُفِيدِ لِلِاسْتِمْرَارِ التَّجَدُّدِيِّ مَعَ الِافْتِتَاحِ بِالْجُمْلَةِ الِاسْمِيَّةِ الْمُفِيدَةِ لِلتَّوْكِيدِ وَابْتِدَائِهَا بِإِنَّ لِزِيَادَةِ التَّوْكِيدِ ، وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَزَالُ مُصَلِّيًا عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ امْتَنَّ سُبْحَانَهُ عَلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ حَيْثُ أَمَرَهُمْ بِالصَّلَاةِ أَيْضًا لِيَحْصُلَ لَهُمْ بِذَلِكَ زِيَادَةُ فَضْلٍ وَشَرَفٍ وَإِلَّا فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَغْنٍ بِصَلَاةِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَيْهِ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

[۲] ونقل عن جمع من الصحابة ومن بعدهم أن كيفية الصلاة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يوقف فيها مع المنصوص وأن من رزقه الله تعالى بيانا فأبان عن المعانى بالألفاظ الفصيحة المبانى الصريحة المعانى مما يعرب عن كمال شرفه صلى الله تعالى عليه وسلم وعظيم حرمته فله ذلك واحتج له بما أخرجه عبدالرزاق وعبد بن حميد وإبن ماجه وإبن مردويه عن إبن مسعود رضى الله تعالى عنه قال :إذا صليتم على النبى فأحسنوا الصلاة عليه فإنكم لا تدرون لعل ذلک يعرض عليه قالوا :فعلمنا قال :قولوا اللهم أجعل صلواتک ورحمتک وبركاتک على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدک ورسولک إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا يغبطه به الأولون والآخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم إنک حميد مجيد .

وفى قوله سبحانه :صلوا عليه وسلموا تسليما رمز خفى فيما أرى إلى مطلوبية تحسين الصلاة عليه عليه الصلاة و السلام حيث أتى به كلاما يصلح أن يكون شطرا من البحر الكامل فتدبره فأنى أظن أنه نفيس (روح المعانى -الألوسى تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)

اوراسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ ا للهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسِنُوْا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ

(ابنِ ماجة حديث نمبر ٨٩٦، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيه ، باب الصلاة على النبى ﷺ)

ترجمہ: جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو، تو اچھے طریقہ سے درود بھیجو (ترجمہ ختم)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کی روشنی میں مسلمان پر زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، خواہ نماز میں پڑھ لیا جائے، یا غیر نماز میں، اُس سے اس آیت کا فریضہ ادا ہوجاتا ہے، وہ الگ بات ہے کہ دوسرے مواقع پر درود شریف پڑھنا سنت ومستحب اور انتہائی فضیلت کا باعث ہے اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک آئے، تو کلام کرنے اور سننے والے پر اس وقت درود واجب ہوجاتا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ [1]

---

[1] اور جو یہ مشہور ہے کہ سورہ احزاب کی مذکورہ آیت جب بھی تلاوت کی جائے، تو تلاوت کرنے اور سننے والے پر درود شریف پڑھنا واجب ہوجاتا ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں ملی۔
البتہ آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے زبان سے کرنے اور کان سے سننے پر درود پڑھنا واجب ہوجاتا ہے، بشرطیکہ کوئی مانع (مثلاً نماز اور تلاوت کی قرأت وسماعت میں مشغولی) نہ ہو۔

قلت وظنى ان الاصح فى الاستدلال بالآية ما ذهب اليه الكرخى حيث لاتوقيت فى الآية ولا اشارة فيها الى الذكر والسماع بل الامر مطلق ، وهو لايقتضى التكرار، وهو الذى رجحه ابوبكر الجصاص فى الاحكام حيث قال: قوله : (يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) قد تضمن الأمر بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم وظاهره يقتضى الوجوب ، وهو فرض عندنا فمتى فعلها الإنسان مرة واحدة فى صلاة أو غير صلاة فقد أدى فرضه ، وهو مثل كلمة التوحيد والتصديق بالنبى صلى الله عليه وسلم متى فعله الإنسان مرة واحدة فى عمره فقد أدى فرضه، انتهىٰ.

نعم صح ماذهب اليه الطحاوى ايضابالسنة والحديث الصحيح ، والذى رواه الترمذى، فالواجب بالكتاب هو الصلاة مرة فى العمر، وبالسنة فى مواضع آخر ايضا (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج٣ ص٤٨٨، سورة الاحزاب)

ستّر ہزار فرشتوں کا ہمہ وقت قبر مبارک پر درود پڑھنا

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"مَا مِنْ نَجْمِ فَجْرٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُوْنَ بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوْا ، وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا انْشَقَّتِ الْأَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُوَقِّرُوْنَهٗ "(شعب الايمان للبيهقی، حديث نمبر ۳۸۷۳، كتاب المناسک، فضل الحج والعمرة، واللفظ لهٗ، العظمة لابی الشيخ حديث نمبر ۵۲۵، حلية الاولياء، ج۲ ص۴۵۰، تحت ترجمة كعب الاحبار، فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۹۸)

ترجمہ: کسی دن کی فجر طلوع نہیں ہوتی، مگر اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اپنے پَروں سے (حضور ﷺ کی) قبر مبارک کو ڈھانپ لیتے ہیں، اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ جب شام ہوجاتی ہے، تو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، اور انہی کے مثل (ستر ہزار دوسرے) فرشتے نازل ہوتے ہیں، پھر وہ بھی اسی طرح کا عمل کرتے ہیں (یعنی اپنے پَروں سے حضور ﷺ کی قبر مبارک کو ڈھانپ لیتے ہیں اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اور اس طرح ستر ہزار فرشتے رات میں اور ستر ہزار دن میں قبر مبارک پر درود پڑھنے کے لئے موجود ہوتے ہیں) یہاں تک کہ جب زمین شق ہوجائے گی (اور قیامت قائم ہوگی) تو نبی ﷺ ستر ہزار فرشتوں کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ قبر مبارک سے برآمد ہونگے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے درود شریف کی اہمیت اور عظمت معلوم ہوئی کہ اس عمل کے لئے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر ہمہ وقت ستر ہزار فرشتے تا قیامت مشغول ہیں۔

اگرچہ یہ حدیث موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات حضور ﷺ سے سنے بغیر صرف

عقل اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر نہیں کہی جاسکتی۔

درود وسلام پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت وسلامتی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَتَوَجَّہَ نَحْوَ صَدَقَتِہِ فَدَخَلَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَخَرَّ سَاجِدًا، فَأَطَالَ السُّجُودَ حَتّٰی ظَنَنْتُ أَنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ نَفْسَہُ فِیھَا، فَدَنَوْتُ مِنْہُ، ثُمَّ جَلَسْتُ فَرَفَعَ رَأْسَہُ، فَقَالَ " : مَنْ ھَذَا ؟ "قُلْتُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ " :مَا شَأْنُکَ ؟ "قُلْتُ :یَا رَسُولَ اللہِ سَجَدْتَ سَجْدَۃً خَشِیتُ أَنْ یَّکُوْنَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَبَضَ نَفْسَکَ فِیھَا، فَقَالَ " :إِنَّ جِبْرِیلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ، أَتَانِیْ فَبَشَّرَنِیْ، فَقَالَ :إِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ :مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ شُکْرًا "(مسند احمد حدیث نمبر ١٦٦۴ ،واللفظ وحدیث نمبر ١٦٦٢ ،مستدرک حاکم حدیث نمبر ٨١٠،السنن الکبریٰ للبیھقی، حدیث نمبر ۴١٠٦ کتاب الصلاۃ، باب سجود الشکر، وحدیث نمبر ١٩٦٥٠ ،معرفۃ السنن والآثار حدیث نمبر ٥٨٧١) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، پھر کھجور کے باغ کی طرف تشریف لے گئے، اور اس میں داخل ہوگئے، اور قبلہ کی طرف رُخ کرلیا، اور سجدہ ریز ہوگئے، اور

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج٢ ص٢٨٧، باب سجود الشكر)
وقال الحاكم:
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ، وَلا أَعْلَمُ فِي سَجْدَةِ الشُّكْرِ أَصَحُّ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ ، وَقَدْ خَرَّجْتُ حَدِيثَ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ بَعْدَ هَذَا(حواله بالا)
تعليق الذهبي في التلخيص :على شرطهما

بہت لمبا سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اللہ عزوجل نے آپ کی روح قبض فرمالی ہے، پھر میں آپ ﷺ کے قریب ہوا، اور بیٹھ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا، اور فرمایا کہ یہ کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ عبدالرحمٰن! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اِتنا لمبا سجدہ کیا، جس سے مجھے ڈر ہوا کہ اللہ عزوجل نے آپ کی روح کو قبض فرمالیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے، اور مجھے یہ خوشخبری سنائی، کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا، تو اس پر میں نے اللہ عزوجل کے لئے سجدۂ شکر کیا (ترجمہ ختم)

یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہے، اور سند کے لحاظ سے معتبر ہے۔ [1]

---

[1] وعن عبد الرحمن بن عوف قال خرج رسول الله حتى دخل نخلا أى بستان نخل وفى رواية فتوجه نحو صدقته فدخل فاستقبل القبلة فخر ساجدا وفى رواية فوجدته قد دخل حائطا من الأسواف وهو بالفاء موضع بالمدينة فتوضأ ثم صلى ركعتين فسجد أى سجدة كما فى رواية فأطال السجود حتى خشيت أن يكون الله تعالى قد توفاه أى قبض نفسه فيها كما فى رواية قال أى عبد الرحمن فجئت أنظر هل هو حى أو ميت وفى رواية فأطال السجدة حتى ظننت أن الله قبض نفسه فيها فدنوت منه فرفع رأسه فقال ما لك أى أى شىء عرض لك حتى ظهرت أمارة الحزن والفزع عليك وفى رواية قال من هذا قلت عبد الرحمن قال ما شأنك فذكرت ذلك أى الخوف المرادف للخشية التى مستفادة من خشيت له عليه السلام وفى رواية قال قلت يا رسول الله سجدت سجدة حتى ظننت أن يكون الله قبض نفسك فيها قال فقال إن جبريل عليه السلام قال لى ألا أبشرك أن الله عز وجل بفتح أن وقيل بكسرها لأن فى البشارة معنى القول يقول لك وفى لك ايماء الىٰ من صلى عليك أى صلاة كما فى نسخة صليت عليه ومن سلم عليك سلمت عليه رواه أحمد قال ميرك ورواه الحاكم وقال صحيح الإسناد ورواه أبو يعلى وابن أبى الدنيا نحوه وزاد أحمد فى بعض رواياته فسجدت شكرا لله انتهى قال السخاوى ونقل البيهقى فى الخلافيات عن الحاكم وقال هذا حديث صحيح ولا أعلم فى سجدة الشكر أصح من هذا الحديث انتهى وله طرق متعددة ذكرها السخاوى فى القول البديع (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب الصلاة على النبى وفضلها)

اس حدیث سے حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھنے والے کے لئے یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ اس پر اللہ تعالیٰ رحمت وسلامتی نازل فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنے پر دس رحمتوں وسلامتیوں کا نزول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ -صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم- بعد التشهد، ابوداوٗد، باب فى الاستغفار، نسائى، مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابوطلحہ انصاری سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرٰى فِيْ وَجْهِهٖ فَقُلْنَا إِنَّا لَنَرَى الْبُشْرٰى فِيْ وَجْهِکَ فَقَالَ إِنَّهٗ أَتَانِيْ الْمَلَکُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّکَ يَقُوْلُ أَمَا يُرْضِيْکَ أَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْکَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْکَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا (نسائى، حديث نمبر ۱۲۸۲، باب فضل التسليم على النبى ﷺ، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۶۳۶۱، مصنف ابنِ ابى شيبة حديث نمبر ۸۷۸۷، وحديث نمبر ۳۲۴۴۸، سنن دارمى حديث نمبر ۲۸۲۹، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۹۱۵)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے، اور آپ کے چہرے سے خوشی ظاہر ہو رہی تھی، ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ کے چہرے پر خوشی محسوس کر رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتہ آیا، اس نے یہ خوشخبری سنائی کہ اے

محمد آپ کے رب فرماتے ہیں کہ کیا آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ (میرے بندوں میں سے) جو کوئی بھی آپ پر درود پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا، اور جو کوئی بھی آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل کروں گا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں اور ایک مرتبہ سلام پڑھنے پر دس سلامتیاں نازل ہوتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی پر نازل ہونے والی رحمت اور سلامتی تو خاص الخاص ہوتی ہے، اور دیگر مومنین پر ان کے عمل اور ان کی شان کے مطابق درجہ بدرجہ نازل ہوتی ہے۔

درود پڑھنے والے کے دس گناہ معاف اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ، وَحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ٨٧٩٥، کتاب الصلاة ،باب فی ثواب الصلاة علی النبی ﷺ، الخراج لابی یوسف حدیث نمبر ۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں اور اس کی دس خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : سَجَدْتُ شُکْرًا فِیْمَا أَبْلَانِیْ مِنْ أُمَّتِیْ : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً کُتِبَتْ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ ، وَحُطَّ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ. (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ٨٥١١، کتاب الصلاة ،باب فی ثواب

---

[1] واسنادہ حسن، لکن شواھدہ کثیرة، تجعلھا صحیحا (تحقیق محمد عوامةفی حاشیة مصنف ابنِ ابی شیبة، ج٦ ص۴۵)

الصلاة علی النبی ﷺ) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس نعمت پر سجدۂ شکر کیا جو (اللہ تعالیٰ) نے میری امت کی طرف سے مجھ کو عطا فرمائی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں تو نازل وحاصل ہوتی ہی ہیں، اسی کے ساتھ دس خطائیں (صغیرہ گناہ) بھی معاف کی جاتی ہیں۔ اور مزید براں دس نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں، اور اس کا ذکر اگلی احادیث میں بھی آتا ہے۔

درود پڑھنے والے کے دس درجات بھی بلند کئے جاتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی حدیث نمبر ۱۲۹۶، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی ﷺ، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۲۲۰، واللفظ لهما، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۱۴۵۵، باب فی تعظیم النبی ﷺ وإجلاله وتوقیره ﷺ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعید بن عمیر انصاری رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عمیر بن نیار رضی اللہ عنہ (جن کو عمیر بن عقبہ بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بدری صحابہ میں سے ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " :مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً مُخْلِصًا بِھَا

---

[1] وعلیٰ کل حال فالحدیث بطرقه المختلفة ثابت (تحقیق محمد عوامة فی حاشیة مصنف ابنِ ابی شیبة، ج۵ ص۴۶۵)

مِنْ قَلْبِهٖ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ " (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ٥٢٥٠)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ ایک مرتبہ درود پڑھا، تو اس پر اللہ تعالیٰ درود پڑھنے کی وجہ سے دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس درجات بلند فرماتے ہیں، اور اس کے لئے درود پڑھنے کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور اس کے دس گناہ درود پڑھنے کی وجہ سے معاف کئے جاتے ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف پر ملنے والا عظیمُ الشان اجر وثواب اس پر موقوف ہے کہ اس میں کوئی ریاکاری وغیرہ شامل نہ ہو، بلکہ اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے۔

اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ (مسند البزار حدیث نمبر ٣٧٩٩) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے اوپر اپنی طرف سے درود پڑھے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ درود پڑھنے کی وجہ سے دس رحمتیں نازل فرمائیں گے، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس کے درود پڑھنے کی وجہ سے دس درجات بلند فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا طَيِّبَ النَّفْسِ يُرٰى فِيْ وَجْهِهٖ

---

[1] قال الهيثمی:
رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ج١٠ ص١٦٢، باب الصلاة على النبی ﷺ فی الدعاء وغيره)

الْبِشْرُ ، قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللهِ ، أَصْبَحْتَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ ، يُرَى فِيْ وَجْهِكَ الْبِشْرُ ، قَالَ :أَجَلْ ، أَتَانِيْ آتٍ مِنْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ :مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ ، وَرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا(مسند احمد حديث نمبر ١٦٣٥٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اس حال میں صبح کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش تھے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک پر نمایاں تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آج آپ نے صبح خوشی کی حالت میں کی، آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا، اور اس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر درود پڑھے گا، تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ درود پڑھنے کی وجہ سے دس نیکیاں لکھیں گے، اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس کے دس درجات بلند فرمائیں گے، اور اس پر اس کے مثل لوٹائیں گے (یعنی اس پر اس کے مثل دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے) (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کے عظیم الشان اجر وثواب اور فوائد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ مسرت اور خوشی حاصل ہوئی تھی۔

اور مصنف عبدالرزاق کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فَبَشَّرَنِيْ أَنَّ لِكُلِّ عَبْدٍ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً يُكْتَبُ لَهٗ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ ، وَيُمْحٰى عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ ، وَيُرْفَعُ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ ، وَتُعْرَضُ عَلَيَّ كَمَا قَالَهَا ، وَيُرَدُّ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا دَعَا(مصنف عبدالرزق، حديث نمبر ٣١١٣، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه و سلم)

ترجمہ: مجھے فرشتہ نے یہ خوشخبری سنائی، کہ ہر اس بندے کے لئے جو مجھ پر درود پڑھے گا، تو اس کے لئے درود پڑھنے کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے دس گناہ معاف کئے جائیں گے، اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے، اور جیسا وہ کہے گا ویسا ہی اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا، اور اس پر اس کے مثل لوٹایا جائے گا (یعنی اس پر اس کے مثل دس رحمتیں نازل کی جائیں گی) (ترجمہ ختم)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود پڑھنے کے فوراً بعد جو الفاظ بندہ کہتا ہے وہی آپ ﷺ پر پیش کئے جاتے ہیں، اور یہ خدمت فرشتے انجام دیتے ہیں، جیسا کہ دوسری روایات میں اس کا ذکر ہے۔

اور معجم کبیر طبرانی اور مسند ابو یعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَتَانِیُ جِبُرِیلُ عَلَیُهِ السَّلامُ آنِفًا ، فَقَالَ : بَشِّرُ أُمَّتَکَ أَنَّهُ مَنُ صَلّٰی عَلَیُکَ صَلاۃً کُتِبَ لَهُ بِهَا عَشُرُ حَسَنَاتٍ ، وَکُفِّرَ عَنُهُ بِهَا عَشُرُ سَیِّئَاتٍ ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشُرُ دَرَجَاتٍ ، وَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیُهِ مِثُلَ قَوُلِهٖ ، وَعُرِضَتُ عَلَیُهِ یَوُمَ الُقِیَامَةِ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۴۵۸۸، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۱۳۹۶)

ترجمہ: میرے پاس ابھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے، اور انہوں نے کہا کہ اپنی امت کو خوشخبری سنا دیجئے، کہ جو آپ پر درود پڑھے گا، تو اس کے لئے درود پڑھنے کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے درود پڑھنے کی وجہ سے دس گناہ معاف کئے جائیں گے، اور اس کے درود پڑھنے کی وجہ سے دس درجات بلند کئے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ اس پر اس کے قول کے مثل لوٹائیں گے (یعنی اس پر اس کے مثل دس رحمتیں نازل فرمائیں گے) اور وہ درود (یعنی اس کا اجر وثواب) قیامت کے دن اس (درود پڑھنے والے) پر پیش کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

اس روایت سے ایک اضافی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ درود شریف کے عظیم الشان فضائل جس طرح حضور ﷺ کے لئے مسرت اور خوشی کا باعث ہیں، اسی طرح امت کے لئے بھی خوشی اور مسرت کا

باعث ہیں، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والے پر ایک امتیازی شان کے ساتھ اس درود کا اجر وثواب پیش کیا جائے گا۔ [1]

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُتِبَتْ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الفضائل، حدیث نمبر ۸۷۹۰، کتاب الصلاۃ، باب فی ثواب الصلاۃ علی النبی ﷺ، واللفظ لہٗ، فضل الصلاۃ علی النبی حدیث نمبر ۱۲)

ترجمہ: جو نبی ﷺ پر درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں حاصل ہونے، دس نیکیاں ملنے، اور دس خطائیں معاف ہونے کے ساتھ ساتھ دس درجات بھی بلند کئے جاتے ہیں۔

درود وسلام پڑھنے والے کے لئے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلَائِکَۃُ مَا صَلّٰی عَلَیَّ فَلْیُقِلَّ

---

[1] معجم کبیر اور مسند ابی یعلیٰ کی روایت کے آخر میں تو:

وَعُرِضَتْ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

کے الفاظ ہیں، جن پر کوئی شبہ نہیں۔

اور ابونعیم کی معرفۃ الصحابہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَعُرِضَتْ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۲۸۸۸)

جبکہ دیگر صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ درود حضور ﷺ پر پڑھنے کے بعد ہی پیش کر دیا جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ قیامت کے دن اعزاز واکرام یا پڑھنے والے کو ثواب عطا کئے جانے کی غرض سے مکرر پیش کیا جائے۔

الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِکَ أَوْ لِيُکْثِرْ (ابنِ ماجة حديث نمبر ۸۹۷، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيه ، واللفظ لهٗ، حلية الاولياء ج ا ص ۱۸۰، مصنف ابنِ ابی شيبة، کتاب الفضائل ،باب مَا أَعْطَى اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ، مسند احمد حديث نمبر ۱۵۶۸۹، مسند الطيالسی حديث نمبر ۱۲۲۵، مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۳۱۹)

ترجمہ: جو مسلمان بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ مجھ پر درود پڑھتا رہے، پس اب بندہ کی مرضی ہے کہ چاہے تو وہ درود شریف کم پڑھے یا زیادہ پڑھے؟ (ترجمہ ختم)

اس حدیث کو دوسری روایتوں سے تائید حاصل ہے، اس لئے اس روایت کی سند پر جو بعض محدثین نے کلام کیا ہے، وہ نقصان دہ نہیں ہے۔ [1]

اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيْکَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَمَلَائِکَتِيْ عَشْرًا ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْکَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَمَلَائِکَتِيْ عَشْرًا (المعجم الکبير للطبرانی حديث نمبر ۴۵۸۵، واللفظ لهٗ، تاريخِ بغداد ج ۴ ص ۲۶۷)

---

[1] رواه عاصم بن عبيد اللّه العمری :عن عبد اللّه بن عامر بن ربيعة ، عن أبيه . وعاصم ضعيف (ذخيرة الحفاظ لمحمد بن طاهر المقدسی ، تحت حديث رقم ۴۹۰۱)
هذا إسناد ضعيف عاصم بن عبيد الله وإن روى عنه شعبة ومالک وابن عيينة فقد قال فيه البخاری وأبو حاتم وغيرهما منکر الحديث ورواه الإمام أحمد وأبو بکر بن أبی شيبة فی مسنديهما من طريق عاصم بن عبيد الله قال الحافظ عبد العظيم المنذری وعاصم وإن کان واهی الحديث فقد مشاه بعضهم وصحح له الترمذی قال وهذا الحديث حسن فی المتابعة (مصباح الزجاجة فی زوائد ابن الماجة للکنانی، تحت حديث رقم ۳۳۳، باب ما يقال بعد التشهد و الصلاة على النبی ﷺ)

اور معجم اوسط کی روایت میں عاصم بن عبید اللہ العمری کے متابع موجود ہیں، وہ روایت یہ ہے:

حدثنا أحمد قال حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا عيسى بن يونس عن شعبة عن معلى بن عطاء عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه عن النبی قال :ما من عبد يصلی علی إلا صلت عليه الملائکة ما صلى علی فليکثر أو ليقل لم يرو هذا الحديث عن شعبة عن يعلى الا عيسى ورواه الناس عن شعبة عن عاصم بن عبيد الله (المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۱۶۵۴)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) جو آپ پر درود پڑھے گا، تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور میرے فرشتے اس کے لئے دس مرتبہ رحمت کی دعا (واستغفار) کریں گے، اور جو آپ پر سلام پڑھے گا، تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا، اور میرے فرشتے اس کے لئے دس مرتبہ سلامتی کی دعا کریں گے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنے والے کے لئے فرشتے بھی دس مرتبہ رحمت وسلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ [1]

خلاصہ یہ کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں حاصل ہونے، دس نیکیاں ملنے، اور دس خطائیں معاف ہونے اور دس درجات بلند کئے جانے کے علاوہ دس مرتبہ فرشتوں کی دعا کی نعمت بھی حاصل ہوتی ہے۔

کثرتِ درود حضور ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلَى النَّاسِ بِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً (ترمذی ،بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الفضائل ،باب مَا أَعْطَى اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ، مسند ابی یعلی موصلی حدیث نمبر ۴۸۸۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۹۱۱) [2]

---

[1] اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی صلاۃ مغفرت ورحمت کی دعا کرنا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَصَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ :اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، وَإِنْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَصَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ :اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۱۹)

[2] وفی سنده موسی بن یعقوب الزمعی وقد تفرد به فیما قاله الدارقطنی مع الاختلاف علیه فیه .فقیل عن عبد الله بن شداد عن ابن مسعود بلا واسطة .وهی روایة الترمذی والبخاری فی تاریخه الکبیر .وابن أبی عاصم وآخرین .وقیل باثبات أبیه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا (ترجمہ ختم)

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ابنِ حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فِیُ ھٰذَا الُخَبَرِ دَلِیُلٌ عَلٰی أَنَّ أَوُلَی النَّاسِ بِرَسُوُلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ فِی الُقِیَامَۃِ یَکُوُنُ أَصُحَابَ الُحَدِیُثِ ، إِذُ لَیُسَ مِنُ ھٰذِہِ الُأُمَّۃِ قَوُمٌ أَکُثَرَ صَلاۃٍ عَلَیُہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ مِنُھُمُ (ابنِ حبان، حوالہ مذکورہ)

ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب لوگوں میں حدیث کے اصحاب ہونگے، اس لئے کہ اس امت میں سے کوئی گروہ ان سے زیادہ درود پڑھنے والا نہیں ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ احادیث کو روایت اور نقل کرنے اور پڑھنے والے محدثین کے درود شریف پڑھنے ولکھنے کی تعداد دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے، وہ ہر ہر حدیث کے وقت ’’قال الرسول وقال النبی ﷺ‘‘ کا وِرد کرتے ہیں، اس لئے وہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہونگے۔

اورحضرت ابواُمامۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فَمَنُ کَانَ اَکُثَرُھُمُ عَلَیَّ صَلاۃً کَانَ اَقُرَبَھُمُ مِّنِّیُ مَنُزِلَۃً (شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۲۷۷۰، باب فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ لیلۃ الجمعۃ ویومھا الخ، السنن الکبریٰ للبیھقی ۲۶۰۸) [لے]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بینھما . وھی روایۃ أبی بکر بن أبی شیبۃ، ومن طریقہ ابن حبان فی صحیحہ . وأبو نعیم لکن وثقہ ابن معین فحسبک بہ . وکذا وثقہ أبو داود وابن حبان . وابن عدی وجماعۃ، وأشار البخاری فی تاریخہ أیضاً إلی أن الزمعی رواہ عن ابن کیسان . عن عتبۃ بن عبد اللہ، عن ابن مسعود، وفی منقبۃ لأھل الحدیث، فإنھم أکثر الناس صلاۃ علیہ کما بینتہ فی القول البدیع(المقاصد الحسنۃ للسخاوی، حرف الھمزۃ)

[لے] قال المنذری: رواہ البیھقی بإسناد حسن إلا أن مکحولا قیل لم یسمع من أبی أمامۃ (الترغیب والترھیب تحت حدیث رقم ۲۵۸۳، کتاب الذکر والدعاء)

قلت: ومع ھذا حسن بالشواھد.

ترجمہ: ’’پس تم میں سے جو میرے اوپر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا میرے نزدیک اس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا‘‘ (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنا، حضور ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے، اور جو بندہ جس قدر کثرت کے ساتھ درود پڑھے گا، اسی قدر اس کو حضور ﷺ کا قرب حاصل ہوگا۔

کثرتِ درود مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِي كُلَّهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ : "إِذَنْ يَكْفِيكَ اللهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ (مسند احمد حديث نمبر ۲۱۲۴۲) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں (اپنے لئے دعا کرنے کے بجائے) آپ پر سارا درود پڑھا کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کے دنیا کے مقاصد کی کفایت فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

اس روایت میں تو دنیا کے مقاصد کی کفایت کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں دنیا کے ساتھ آخرت کے مقاصد کی کفایت کا بھی ذکر ہے۔ [2]

چنانچہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] قال الهيثمی:

رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۱۶۲ ،باب الصلاة على النبی ﷺ فی الدعاء وغيره)

وقال المنذری:

وإسناد هذه جيد (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۲۵۷۷)

[2] وَالْهَمُّ مَا يَقْصِدُهُ الْإِنْسَانُ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، يَعْنِی إِذَا صَرَفْتَ جَمِيعَ أَزْمَانِ دُعَائِكَ فِی الصَّلَاةِ عَلَیَّ أُعْطِيتَ مَرَامَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (تحفة الاحوذی ، تحت حديث رقم ۲۳۸۱)

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِيْ كُلَّهَا صَلَاةً عَلَيْكَ ؟ قَالَ : إِذًا يَكْفِيْكَ اللّٰهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب فی ثواب الصلاة علی النبی ﷺ، واللفظ لهٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۳۴۹۳، معرفة الصحابة لابن نعیم حدیث نمبر ۲۲۹۲)[1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی دعا کا سارا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کے دنیا اور آخرت کے معاملہ کے مقاصد کی کفایت فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی سے صحیح سند کے ساتھ مُرسلًا روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَتَانِيْ؟ آتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ : مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ صَلَاةً إِلَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَجْعَلُ نِصْفَ دُعَائِيْ لَكَ ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ قَالَ : أَلَا أَجْعَلَ ثُلُثَيْ دُعَائِيْ لَكَ ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ قَالَ : أَلَا أَجْعَلَ دُعَائِيْ لَكَ كُلَّهُ ؟ قَالَ : إِذَنْ يَكْفِيْكَ اللّٰهُ هَمَّ الدُّنْيَا ، وَهَمَّ الْآخِرَةِ (فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے فرشتہ نے کہا کہ جو بندہ بھی آپ پر درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے، تو یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی دعا کا

---

[1] قال الهیثمی:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲، باب الصلاة علی النبی ﷺ فی الدعاء وغیرہ)
وقال المنذری:
رواہ الطبرانی بإسناد حسن (الترغیب والترهیب، تحت حدیث رقم ۲۵۷۸)

آدھا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ چاہیں تو کرلیں، پھر اس نے کہا کہ کیا میں اپنی دعا کا دوتہائی حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر نہ کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو کرلیں، پھر اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا میں دعا کے بجائے آپ کے لئے سارا (وقت) درود (کے لئے) ہی نہ مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ تعالیٰ آپ کی دنیا وآخرت کے مقاصد کی کفایت فرمادیں گے (ترجمہ ختم) [1]

اس قسم کا واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اپنی شان میں پیش آنے کی روایات میں بھی ہیں، چنانچہ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أُبَیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ أُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ أَفَأَجْعَلُ لَکَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: (اَلشَّطْرُ) قَالَ أَفَأَجْعَلُ لَکَ شَطْرَ صَلَاتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: (اَلثُّلُثَانِ أَکْثَرُ) قَالَ أَفَأَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ: (إِذَنْ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ کُلُّہٗ) (فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۱۴)

ترجمہ: میرے والد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں رات کے وقت دعا کرتا ہوں، کیا میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ کے درود کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدھا مقرر کرلو، تو حضرت ابی نے

---

[1] اور امالی ابنِ بشران میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ''تنال خیر الدنیا والآخرۃ'' کے الفاظ ہیں، اور بظاہر خیر سے مراد یہی فکروں سے نجات ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أخبرنا أبو عبد اللہ محمد بن زید بن علی بن مروان الأنصاری الأبزاری بالکوفۃ، ثنا محمد بن عبد اللہ الأنصاری، ثنا أحمد بن محمد الأنصاری، ثنا محمد بن یحیی، ثنا عصمۃ بن محمد، عن یحیی بن سعید، عن سعید بن المسیب، عن أبی ہریرۃ، أن رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أجعل ثلث صلاتی علیک؟ قال: نعم قال: أجعل نصفھا علیک؟ قال: نعم قال: أجعل کلھا علیک؟ قال: إذا تنال خیر الدنیا والآخرۃ (امالی ابنِ بشران حدیث نمبر ۱۴۹)

عرض کیا کہ کیا واقعتاً میں آپ کے لئے آدھا حصہ درود کے لئے مقرر کرلوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوتہائی یا اس سے زیادہ بھی مقرر کر سکتے ہیں، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ اگر میں اپنی دعا کا سارا حصہ ہی آپ پر درود کے لئے مقرر کرلوں؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے درود شریف کی کثرت سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہونا معلوم ہوا، اور اس سے پہلی روایات سے دنیاوآخرت کے فکروں سے نجات کا ہونا معلوم ہو چکا ہے۔

اور بعض روایات میں ان دونوں فضائل وفوائد کا ایک ساتھ ذکر موجود ہے۔

چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أُبَیٌّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ إِنِّیْ أُکْثِرُ الصَّلَاۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ أَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قَالَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ قُلْتُ اَلنِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قَالَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ إِذًا تُکْفَی ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ (ترمذی حدیث نمبر ۲۴۵۷، باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض، واللفظ لہٗ، وقال الترمذی: ھَذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ، مسند عبد بن حمید حدیث نمبر ۱۷۲ ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۵۷۸، وقال الحاکم :ھَذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الإِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ، تعلیق الذھبی فی التلخیص : صحیح، شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۱۴۷۷)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، تو میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ چوتھائی حصہ مقرر کرلوں،

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نصف حصہ مقرر کرلوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ دوتہائی مقرر کرلوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اور اگر آپ اور زیادہ کرلیں گے، تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اپنی تمام دعا کا حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر کردیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں یہ آپ کے مقاصد کی کفایت اور آپ کے (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگا (ترجمہ ختم)

درود شریف چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہے، اور اس کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور آپ ﷺ کے ایک حق کی ادائیگی ہوتی ہے، اور اپنی ذات کے لئے دعا چھوڑ کر درود شریف پڑھنے میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات پر ترجیح دینے وایثار کرنے کی شان پائی جاتی ہے، اس جیسی وجوہات کی بنا پر اپنی ذات کے لئے دعا کے بجائے آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا گناہوں کی مغفرت اور دنیا وآخرت کے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ [۱]

---

[۱] قوله أكثر الصلاة فكم أجعل لک من صلاتی معناه أكثر الدعاء فكم أجعل لک من دعائی صلاة عليک (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۲۵۷۷، كتاب الذكر والدعاء)

إنی أكثر الصلاة عليک أی أريد إكثارها فكم أجعل لک من صلاتی أی بدل دعائی الذی أدعو به لنفسی فقال ما شئت أی اجعل مقدار مشيئتک قلت الربع بضم الباء وتسكن أی أجعل ربع أوقات دعائی لنفسی مصروفا للصلاة عليک قال ما شئت فإن زدت فهو خير لک قلت النصف قال ما شئت فإن زدت فهو خير لک قلت فالثلثين بضم اللام وتسكن قال ما شئت فإن زدت فهو خير لک قلت أجعل لک صلاتی كلها أی أصرف بصلاتی عليک جميع الزمن الذی كنت أدعو فيه لنفسی قال إذن بالنون وفی نسخة صحيحه بالألف منونا تكفی مخاطب مبنی للمفعول همک مصدر بمعنی المفعول وهو منصوب علی أنه مفعول ثان لتكفی فإنه يتعدی إلی مفعولين والمفعول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف کا وِرد دنیا وآخرت کے مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔

اور اکابر واسلاف نے درود شریف کے وِرد کو مصائب ومسائل سے چھٹکارے اور مقاصد کے حصول کے لئے بہت مجرب اور مؤثر پایا ہے، جبکہ اس میں خلافِ شرع کوئی چیز شامل نہ ہو۔

درود شریف مال میں برکت و پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلاةً عَلَیَّ زَکَاةٌ لَّکُمْ ,وَسَلُوا اللهَ لِیَ الْوَسِيْلَةَ ، قَالُوْا :وَمَا الْوَسِيْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ: أَعْلٰی دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ ، لا يَنَالُهَا إلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ ، أَرْجُوْ أَنْ أَکُوْنَ أَنَا

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأول المرفوع بما لم يسم فاعله وهو أنت كذا نقله السيد جمال الدين عن الأزهار قال الأبهری أی إذا صرفت جميع زمان دعائک فی الصلاة علی كفيت ما يهمک اه وفی صحيح السيد أصيل الدين يكفی بالياء آخر الحروف وهمک برفع الميم فإنه قد يتعدى إلى مفعول واحد ويقال كفاه الشیء كما يتعدى إلى مفعولين ويقال كفاه الشیء كذا فی المقدمة ويكفر بالنصب لک ذنبک ولفظ الحصن ويغفر لک ذنبک قال التوربشتی معنی الحديث كم أجعل لک من دعائی الذی أدعو به لنفسی ولم يزل يفاوضه ليوقفه علی حد من ذلک ولم ير النبی أن يحد له ذلک لئلا تلتبس الفضيلة بالفريضة أولا ثم لا يغلق عليه باب المزيد ثانيا فلم يزل يجعل الأمر إليه داعيا لقرينة الترغيب والحث علی المزيد حتی قال أجعل لک صلاتی كلها أی أصلی عليک بدل ما أدعو به لنفسی فقال أذن تكفی همک أی ما أهمک من أمر دينک ودنياک وذلک لأن الصلاة عليه مشتملة علی ذكر الله وتعظيم الرسول والاشتغال بأداء حقه عن أداء مقاصد نفسه وايثاره بالدعاء علی نفسه ما أعظمه من خلال جليلة الأخطار وأعمال كريمة الآثار رواه الترمذی وقال حديث حسن ورواه أحمد والحاكم وقال صحيح الإسناد نقله ميرک قال ابن حجر وهو عند ابن حميد فی مسنده وأحمد بن منيع والرويانی اه وللحديث روايات كثيرة وفی رواية قال إنی أصلی من الليل بدل أكثر الصلاة عليک فعلی هذا قوله فكم أجعل لک من صلاتی أی بدل صلاتی من الليل (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی وفضلها)

هُوَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الفضائل، باب ماعطی الله محمد ﷺ واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۸۷۷۰، بغیة الحارث، باب الصلاة علی النبی ﷺ، مسند اسحاق بن راهویه، حدیث نمبر ۲۹۷ وحدیث نمبر ۳۶۵، الکامل لابنِ عدی ج۳ص ۱۲۲، فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۴۴ وحدیث نمبر ۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اوپر درود پڑھو، کیونکہ میرے اوپر درود پڑھنا تمہارے لئے زکاۃ ہے، اور تم میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں اعلیٰ درجہ ہے، جس کو ایک آدمی ہی حاصل کر سکے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی (آگے آنے والی) حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔ [۱]

کئی احادیث میں درود شریف پڑھ کر وسیلہ کی دعا کا ذکر اذان کے بعد ہے۔ [۲]

اور کئی احادیث میں دعائے وسیلہ کے الفاظ بھی مذکور ہیں (جس کی تفصیل آگے ''درود شریف کے خاص

---

[۱] قال الالبانی بعد البحث الطویل:
قلت: فمثله یستشهد به، وقد وجدت له شاهداً کما یأتی. ………… یشهد له حدیث دراج عن أبی الهیثم عن أبی سعید الخدری مرفوعاً (السلسلة الصحیحة للالبانی تحت حدیث رقم ۳۲۶۸ ملخصاً)

[۲] چنانچہ مسلم کی ایک حدیث میں ہے:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حَیْوَةَ وَسَعِیدِ بْنِ أَبِی أَیُّوبَ وَغَیْرِهِمَا عَنْ کَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ -صلی الله علیه وسلم- یَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا یَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَیَّ صَلاَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِیَ الْوَسِیلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لاَ تَنْبَغِی إِلاَّ لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم حدیث نمبر ۸۷۵، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی علی النبی ﷺ ثم یسأل الله له الوسیلة)

خاص مواقع اوران کی فضیلت واہمیت‘‘ میں آ رہی ہے) [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ لَّهُ صَدَقَةٌ ، فَلْيَقُلْ فِيْ دُعَائِهٖ :اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ (مستدرک حاکم حديث نمبر ۷۱۷۵، وقال :هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاه،وقال الذهبی فی التلخيص:صحيح ، الادب المفرد للبخاری حديث نمبر ۶۵۹ ،صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۹۰۳ ،شعب الايمان للبيهقی حديث نمبر ۱۱۷۶ ،باب التوكل بالله عز وجل والتسليم لأمره تعالى فی كل شیء)

ترجمہ: جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ (کے لئے مال) نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعا میں یہ درود شریف پڑھا کرے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’اے اللہ! محمد ﷺ پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، رحمت نازل فرما، اور مومن مَردوں اور مومن عورتوں اور مسلم مَردوں اور مسلم عورتوں پر بھی، رحمت نازل فرما‘‘) تو یہ درود اس کے لئے زکاۃ ہوجائے گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے درود شریف کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی کہ اگر مالی صدقہ کی کسی کو قدرت نہ ہو، تو اس کے حق میں درود شریف صدقہ کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

---

[1] چنانچہ دعائے وسیلہ کا ذکر ابوداؤد کی درجِ ذیل حدیث میں اس طرح آیا ہے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِى حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِى وَعَدْتَهُ إِلاَّ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن أبى داود ،كتاب الصلاة، باب ما جاء فى الدعاء عند الأذان)

چنانچہ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ سرخی اور عنوان لگایا ہے:

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ صَلَاةَ الدَّاعِيْ رَبَّهٗ عَلٰى صِفَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُعَائِهٖ تَكُوْنُ لَهٗ صَدَقَةً عِنْدَ عَدَمِ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا (صحیح ابنِ حبان ، حوالہ بالا)

ترجمہ: اس بات کے ذکر میں کہ اپنے رب سے دعا کرنے والے کا اپنی دعا میں نبی ﷺ پر درود پڑھنا صدقہ بن جاتا ہے، جبکہ صدقہ پر قدرت نہ ہو (ترجمہ ختم) [1]

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس مال نہ ہو، اس کے حق میں درود شریف کا پڑھنا زکاۃ وصدقہ کے قائم مقام ہوجاتا ہے، اور ایسے شخص کو زکاۃ وصدقہ پر مرتب ہونے والے فوائد وبرکات حاصل ہوتے ہیں۔

چنانچہ مال میں برکت ہوتی ہے، اور گناہوں سے پاکی ومعافی حاصل ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] (وأيما رجل مسلم لم تكن له صدقة) يعنى لا مال له يتصدق منه (فليقل) ندبا (فى دعائه اللهم صل على محمد عبدك ورسولك وصل على المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات فإنها) أى هذه الصلاة (له زكاة) فاستفدنا أن الصلاة عليه تقوم مقام الصدقة لذى العسرة وأنها سبب لبلوغ المآرب وإفاضة المطالب وقضاء الحاجات فى الحياة وبعد المما ت واقتصاره على الصلاة يؤذن بأنه لا يضم إليه السلام فيعكر على من كره الإفراد ونعما ذهب إليه البعض من تخصيص الكراهة بغير ما ورد فيه الإفراد بخصوصه كما هنا فلا نزيد فيه بل نقتصر على الوارد(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۲۹۵۰)

(صلوا على فإن صلاتكم على زكاة لكم) لأن الصلاة عليه مشتملة على ذكر الله وتعظيم رسوله والاشتغال بأداء حقه عن مقاصد نفسه وإيثاره بالدعاء له على نفسه (فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۰۳۱)

[2] فهذا فيه أخبار بأن الصلاة زكاة للمصلى على النبى صلى الله عليه وسلم , والزكاة تتضمن النماء والبركة والطهارة، والذى قبله فيه أنها كفارة، وهى تتضمن محو الذنب، فتضمن الحديثان أن بالصلاة عليه صلى الله عليه وسلم تحصل طهارة النفس من رذائلها ويثبت لها النماء والزيادة فى كمالاتها وفضائلها، وإلى هذ ين الأمرين يرجع كمال النفس، فعلم أنه لا كمال للنفس إلا بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم التى هى من لوازم محبته ومتابعته وتقديمه على كل من سواه من المخلوقين صلى الله عليه وسلم (جلاء الافهام لابن القيم ،الباب الثالث :فى مواطن الصلاة على النبى ﷺ التى يتأكد طلبها إما وجوباً وإما استحساناً مؤكداً)

نبی ﷺ پر درود وسلام پیش کیا جاتا ہے

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، فِیْہِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِیْہِ قُبِضَ، وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ، فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اُرِمْتَ؟ یَقُوْلُوْنَ بُلِیْتَ، قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ، واللفظ لہٗ. سنن نسائی، کتاب الجمعۃ، اکثار الصلاۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ، سنن ابن ماجۃ صفحہ ۱۱۸، اخیر ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ)[1]

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا گیا اور اسی دن اِن کی وفات ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔

اسی دن قیامت قائم ہوگی، لہٰذا اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نے معلوم کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارا درود آپ ﷺ پر کس طرح پیش کیا جائے گا، جبکہ آپ کا جسم مبارک (وصال کے بعد) بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کردیا

---

[1] ورواہ ایضاً ابن حبان فی صحیحہ واحمد والحاکم.

وقال الحاکم:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

وقال الذہبی:

علی شرط البخاری

ہے“ (ترجمہ ختم)

اس قسم کا مضمون دوسری احادیث میں بھی آیا ہے۔ [1]

دیگر احادیث کی رو سے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین کے کسی بھی حصے میں کوئی شخص درود وسلام پڑھتا ہے، تو وہ اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، اور اس میں جمعہ کے دن کی تخصیص نہیں ہے، البتہ جمعہ کے دن کا درود شریف زیادہ مقبول اور نورانی ہوتا ہے، اس لئے وہ زیادہ مقبول اور نورانی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، اسی خصوصیت اور امتیاز کی وجہ سے بعض احادیث میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے۔

جبکہ بعض احادیث میں جس وقت بھی پڑھا جائے، اسی وقت پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔

پس جمعہ کے دن کے ذکر سے دوسرے اوقات میں پیش کئے جانے کی نفی لازم نہیں آتی۔ [2]

چنانچہ امام شہاب الدین رملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(فَاِنَّ صَلَا تَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَىَّ) اَىْ تَعْرِضُهَا الْمَلَا ئِكَةُ فَمَا اُشْتُهِرَ اَنَّهٗ يَسْمَعُ فِىْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِهَا بِلَاوَاسِطَةٍ لَا اَصْلَ لَهٗ، نَعَمْ تَبْلُغُهٗ بِلَاوَاسِطَةٍ مِمَّنْ صَلّٰى عِنْدَ قَبْرِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم (نهاية المحتاج جلد۴، فصل فى الاغسال

---

[1] قال السخاوى:

حديث :صلاتكم على تبلغنى أينما كنتم، هو فى حديث أوس بن أوس مرفوعاً بلفظ :إن صلاتكم معروضة على، أخرجه أبو داود والنسائى وغيرهما، وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والنووى وآخرون، ورواه ابن أبى عاثم من حديث الحسين بن على رضى الله عنهما مرفوعاً :صلوا على فإن صلاتكم وتسليمكم تبلغنى حيثما كنتم، وفى لفظ لأبى يعلى :صلوا على وسلموا فإن صلاتكم وسلامكم يبلغنى أينما كنتم، وفى لفظ عند الطبرانى فى الكبير وابن أبا عاصم أيضاً :حينما كنتم فصلوا على فإن صلاتكم تبلغنى، وله شواهد منها عن على مرفوعاً :سلموا على فإن تسليمكم يبلغنى أينما كنتم، وهو حديث حسن(المقاصد الحسنة للسخاوى ،باب حرف الصاد المهملة)

[2] چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کے جملے (فَاِنَّ صَلَا تَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَىَّ) کی تشریح کرتے ہوئے مشکاۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

يَعْنِىْ عَلٰى وَجْهِ الْمَقْبُوْلِ فِيْهِ وَاِلَّا فَهِىَ دَآئِمًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ بِوَاسِطَةِ الْمَلَآئِكَةِ اِلَّا عِنْدَ رَوْضَتِهٖ فَيَسْمَعُهَا بِحَضْرَتِهٖ (مرقاة جلد ۳ صفحه ۲۳۷ ،باب الجمعة ، الفصل الثانى)

المستحبة فی الجمعة وغیرها، لمحمد بن شهاب الدین الرملی)

ترجمہ: تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو فرشتے میرے اوپر پیش کرتے ہیں، پس لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جمعہ کی رات اور دن میں حضور ﷺ بغیر فرشتوں کے واسطے کے براہِ راست درود شریف سُنتے ہیں، یہ بے اصل بات ہے؛ ہاں حضور ﷺ کو آپ کی قبر مبارک پر پڑھا ہوا دُرود بغیر فرشتوں کے واسطے کے پہنچتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجة، اخیر ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه ﷺ)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، جس کو فرشتے پیش کرتے ہیں، اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو درود سے فارغ ہوتے ہی وہ مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کی وفات کے بعد بھی (آپ پر درود پیش کیا جائے گا)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے، اور اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے“ (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔ [1]

اور اس حدیث میں وضاحت ہے کہ جس وقت بھی کوئی درود پڑھتا ہے، اس کے بعد فوراً ہی حضور ﷺ پر پیش کر دیا جاتا ہے، اور دیگر احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ تک درود پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا جسم وصال و وفات کے بعد بھی سلامت رہتا ہے، اور یہ جسم کا سلامت رہنا اُن انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا اعزاز ہے۔ [2]

---

[1] قال العجلونی:

رواه ابن ماجه بإسناد جيد(كشف الخفاء ، تحت حديث رقم ۱۵۰۱)

(عن أبی الدرداء) تتمته قلت وبعد الموت قال وبعد الموت إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء قال الدميری رجاله ثقات(فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۱۴۰۳)

وقال المنذری:

رواه ابن ماجه بإسناد جيد(الترغيب والترهيب ،تحت حديث رقم ۲۵۸۲، كتاب الذكر والدعاء)

وقال ابن الملقن:

رَوَاهُ ابُن مَاجَه من حَدِيث زيد بن (أَيمن) ، عَن عبَادَة بن نسی ، عَن أبی الدَّرُدَاء ، وَإِسُنَاده حسن(البدر المنير ، الحَدِيث السَّادِس بعد الُخمسين)

وقال ايضاً:

قَالَ الُحَافِظ رشيد الدَّين إِسُنَاده حسن إِلَّا أَنه غير مُتَّصِل قَالَ البُخَارِیّ فِی تَارِيخه زيد عَن عبَادَة مُرُسل قلت وَزيد هَذَا عَنهُ سعيد بن أبی هِلَال فَقَط فِيمَا أعلم لَكِن ذكره ابُن حبَان فِی ثقاته عَلَى قَاعِدَته(تحفة المحتاج الیٰ ادلة المنهاج ،تحت حديث رقم ٦٦٣)

وقال الشوكانی:

قال العراقی فی شرح الترمذی رجاله ثقات إلا أن فيه انقطاعا لأن فی إسناده زيد بن أيمن عن عبادة بن نسی عن أبی الدرداء قال البخاری زيد بن أيمن عن عبادة بن نسی مرسل (نيل الأوطار ،ج۳ص ۳۰۴)

وقال ابن حجر رحمه الله :

زيد بن أيمن مقبول من السادسة ق(تقريب التهذيب ،ج ۱ ص ۲۲۲)

[2] حياة الأنبياء فی قبورهم قال السيوطی فی مرقات الصعود تواترت بها الأخبار وقال فی أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء مانصه حياة النبی ﷺ فی قبره وسائر الأنبياء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نبی دنیوی زندگی کے وصال کے بعد بھی ہمیشہ اس طریقہ پر زندہ ہوتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخصوص رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔ [ل]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ " :حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَيَّ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ ." (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۲۶۶۳، الذرية

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الأدلة فی ذالک وتواترت به الأخبار الدالة علی ذالک وقد ألف الإمام البيهقی رحمه الله جزء اً فی حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فی قبورهم. اه.

منه بلفظه وانظره فقد ساق بعده شيئاً من الأخبار الدالة علی ذالک وقال ابن القيم فی كتاب الروح نقلاً عن أبی عبدالله القرطبی صح عن النبی ﷺ أن الأرض لاتأكل أجساد الأنبياء وأنه ﷺ اجتمع بالأنبياء ليلة الإسراء فی بيت المقدس وفی السماء خصوصاً بموسی وقد أخبر بأنه مامن مسلم يسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتی يرد عليه السلام إلی غير ذالک ممايحصل من جملته القطع بأن موت الأنبياء إنما هو راجع إلی أن غيبوا عنا بحيث لاندركهم وإن كانوا موجودين أحياء وذلک كالحال فی الملائكة فإنهم أحياء موجودون ولانراهم اه والله سبحانه وتعالیٰ أعلم (نظم المتناثر من الحديث المتواتر لامام محمد بن جعفر الكتانی، جزء ۱ صفحه ۱۲۳)

[ل] حی أی دائما يرزق رزقا معنويا فإن الله تعالی قال فی حق الشهداء من أمته بل أحياء عند ربهم يرزقون آل عمران فكيف سيدهم بل رئيسهم لأنه حصل له أيضا مرتبة الشهادة مع مزيد السعادة بأكل الشاة المسمومة وعود سمها المغمومة وإنما عصمه الله تعالی من الشهادة الحقيقية للبشاعة الصورية ولإظهار القدرة الكاملة بحفظ فرد من بين أعدائه من شر البرية .

ولا ينافيه أن يكون هناک رزق حسی أيضا وهو الظاهر المتبادر وقد صح أن أرواح الشهداء فی أجواف طير خضر تطق من ثمر الجنة رواه الترمذی عن كعب بن مالک وفی رواية أرواح الشهداء فی أجواف طير خضر تسرح فی الجنة حيث شاء ت وتأكل من ثمرها ثم تأوی إلی قناديل من تحت العرش ثم هذه الجملة يحتمل أن تكون من قول النبی عليه الصلاة والسلام نتيجة للكلام ويحتمل أن تكون من قول الراوی استفادة من كلامه وتفريعا عليه رواه ابن ماجه أی بإسناد جيد نقله ميرک عن المنذری وله طرق كثيرة بألفاظ مختلفة (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب الجمعة)

الطاھرة للدولابی حدیث نمبر ۱۱۴)[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو، میرے اوپر درود پڑھو، بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ": لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا، وَلَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا، وَحَیْثُمَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَیَّ، فَإِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ "

(مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۰۴، واللفظ لہٗ، ابو داوٗد، حدیث نمبر ۲۲۴۴، کتاب المناسک باب زیارة القبور، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۱۵۹، مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۴۸۳۹، کتاب الصلاة، باب التطوع فی البیت، شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۳۸۶۵، باب فضل الحج والعمرة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کے لئے روضۂ اقدس پر حاضر ہونا ضروری نہیں، اگرچہ اپنی ذات میں اس کی فضیلت زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔[2]

اور قبر کو عید نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی خاص دن مقرر کر کے میلہ نہ لگایا جائے، جیسا کہ

---

[1] اس حدیث کو نقل کر کے امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیرِ وَالْأَوْسَطِ، وَفِیہِ حُمَیْدُ بْنُ أَبِی زَیْنَبَ وَلَمْ أَعْرِفْہُ، وَبَقِیَّةُ رِجَالِہِ رِجَالُ الصَّحِیحِ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲، باب الصلاة علی النبی ﷺ فی الدعاء وغیرہ)

اور یہ حدیث اپنے دوسرے شواہد کی وجہ سے حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔

قال السخاوی ولہٗ شواھد (فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۳۷۶۸)

[2] معناہ لا تتکلفوا المعاودة إلی قبری فإن صلاتکم تبلغنی حیث کنتم ما ذاک إلا لأن الصلاة فی الحضور مشافھة أفضل من الغیبة (فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۸۸۱۲)

آج کل بعض لوگ بزرگوں کے مزاروں پر عرس کرتے ہیں۔ [1]

اور بعض حضرات نے قبر کو عید نہ بنانے کے اور دوسرے مطلب بھی بیان فرمائے ہیں۔ [2]

اور حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھنا نہ چھوڑو، جس طرح سے قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

[1] (وصلوا علی وسلموا فإن صلاتكم تبلغنی حيثما كنتم) أی لا تتكلفوا المعاودة إلی فقد استغنيتم بالصلاة علی لأن النفوس القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملأ الأعلی ولم يبق لها حجاب فتری الكل كالمشاهد بنفسها أو بإخبار الملک لها وفيه سر يطلع عليه من يسر له. ذكره القاضی.

(تنبيه) قولهم فيما سلف معناه النهی عن الاجتماع إلخ يؤخذ منه أن اجتماع العامة فی بعض أضرحة الأولياء فی يوم أو شهر مخصوص من السنة ويقولون هذا يوم مولد الشيخ ويأكلون ويشربون وربما يرقصون منهی عنه شرعا وعلی ولی الشرع ردعهم علی ذلک وإنكاره عليهم وإبطاله. (فيض القدير للمناوی، تحت حديث رقم ٥٠١٦)

لا تتخذوا قبری عيدًا. وقد حرَّف مرادَه بعض الجهلاء وفهموا أَنَّ معناه لا تجعلوه كالعيد فتأتوه فی السَّنة مرة، ومعناه لا تجعلوه كالعيد حفلة سنوية يعنی: ميلا ميری قبر برنه لكايا كرو (فيض الباری شرح البخاری، باب كراهية الصلاة فی المقابر)

[2] ولا تجعلوا قبری عيدا هو واحد الأعياد أی لا تجعلوا زيارة قبری عيدا أو لا تجعلوا قبری مظهر عيد فإنه يوم لهو وسرور وحال الزيارة خلاف ذلک وقيل يحتمل أن يكون المراد الحث علی كثرة زيارته ولا يجعل كالعيد الذی لا يأتی فی العام إلا مرتين قال الطيبی نهاهم عن الاجتماع لها اجتماعهم للعيد نزهة وزينة وكانت اليهود والنصاری تفعل ذلک بقبور أنبيائهم فأورثهم الغفلة والقسوة ومن عادة عبدة الأوثان أنهم لا يزالون يعظمون أمواتهم حتی اتخذوها أصناما وإلی هذا أشار بقوله اللهم لا تجعل قبری وثنا يعبد فيكون المقصود من النهی كراهة أن يتجاوزوا فی قبره غاية التجاوز ولهذا ورد اشتد غضب الله علی قوم اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد وقيل العيد اسم من الاعتياد يقال عادة واعتاده وتعوده أی صار عادة له والعيد ما اعتادک من هم أو غيره أی لا تجعلوا قبری محل اعتياد فإنه يؤدی إلی سوء الأدب وارتفاع الحشمة ولئلا يظن أن دعاء الغائب لا يصل إلی ولذا عقبه بقوله وصلوا علی فإن صلاتكم تبلغنی أی لا تتكلفوا المعاودة إلی قبری فقد استغنيتم عنها بالصلاة علی حيث كنتم قال القاضی وذلک أن النفوس الزكية القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملأ الأعلی ولم يبق لها حجاب فتری الكل كالمشاهد بنفسها أو بإخبار الملک لها وفيه سر يطلع عليه من تيسر له اه فيكون نهيه عليه السلام لدفع المشقة عن أمته رحمة عليهم (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی وفضلها)

اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اپنے گھروں میں مُردوں کو دفن نہ کرو۔ [1]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تک امت کا درود پہنچتا ہے۔

حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِىْ ، عَنْ جَدِّىْ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِىْ عِيْدًا ، وَلَا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا ، فَإِنَّ تَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِىْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۴۴۸، فضل الصلاة على النبى لإسماعيل بن إسحاق حديث نمبر ۱۹)

ترجمہ: میں نے اپنے والد (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) سے اپنے دادا (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، پس بے شک تمہارا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن درجہ میں داخل ہے۔ [2]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

[1] ولا تتخذوها أى بيوتكم قبورا بأن تتركوا الصلاة فيها كما تتركون فى المقابر شبه المكان الخالى عن العبادة بالمقبرة والغافل عنها بالميت وقيل لا تجعلوا بيوتكم مواطن النوم لا تصلون فيها فإن النوم أخو الموت وقيل إن مثل ذاكر الله ومثل غير ذاكر الله كمثل الحى والميت الساكن فى البيوت والساكن فى القبور فالذى لا يصلى فى بيته جعله بمنزلة القبر كما جعل نفسه بمنزلة الميت وقيل معناه لا تدفنوا فيها موتاكم لئلا يكدر عليكم معاشكم ومأواكم متفق عليه وفى رواية مسلم لا تتخذوا بيوتكم مقابر ذكره ميرک (مرقاة ، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة)

[2] اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رواه أبو يعلى وفيه حفص بن ابراهيم الجعفرى ذكره ابن أبى حاتم ولم يذكر فيه جرحا وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۴ ص۳، باب قوله لا تجعلن قبرى وثنا)

مگر مسند ابویعلیٰ اور فضل الصلاۃ علی النبی، دونوں کتب میں جعفر ابن ابراہیم ہیں، نہ کہ حفص بن ابراہیم، اسماعیل بن اسحاق نے براہِ راست ان سے حدیث نقل کی ہے، اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نسب تک ان کا نام ذکر فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تک امت کا سلام بھی پہنچتا ہے، جبکہ حضور ﷺ تک امت کا درود پہنچنے کی احادیث پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔

پس ان احادیث کے مجموعہ سے حضور ﷺ تک امت کے درود اور سلام کا پہنچنا ثابت ہوا۔

لیکن حضور ﷺ تک امت کے درود اور سلام پہنچنے کی کیفیت اور طریقہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل مذکورہ احادیث میں ذکر نہیں کی گئی، البتہ دوسری احادیث میں اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

نبی ﷺ کو سلام پہنچانے کے لئے زمین پر فرشتے گشت کرتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

> **حدثنا جعفر بن إبراهيم بن محمد بن على بن عبد الله بن جعفر بن أبى طالب(فضل الصلاة على النبى، حواله بالا)**

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جعفر بن ابراہیم کا تاریخِ کبیر میں بغیر جرح کے تذکرہ فرمایا ہے، جو ان کے نزدیک ان کے غیر مجروح ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ علامہ ابنِ قیم نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

> **جعفر بن ابراهيم من ولد ذى الجناحين، من ولد عبد الله بن جعفر بن ابى طالب الهاشمى الحجازى، قال لى عبد الله بن ابى شيبة العبسى حدثنا زيد بن حباب قال ثنا جعفر بن ابراهيم من ولد ذى الجناحين قال :حدثنى على بن عمر عن ابيه عن على بن حسين انه رأى رجلا يجيئ إلى فرجة كانت عند قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فيدخل فيها فيدعو فدعاه فقال :ألا احدثك حديثا سمعته من ابى عن جدى عن النبى صلى الله عليه وسلم ؟ قال :لا تتخذوا قبرى عيدا(التاريخ الكبير،للبخارى ،تحت رقم الترجمة ۲۱۴۰)**

نیز متعدد محدثین نے اس حدیث کے شواہد کی وجہ سے اس کو حسن درجہ میں داخل مانا ہے۔

چنانچہ امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> **وله شواهد منها عن على مرفوعاً :سلموا على فإن تسليمكم يبلغنى أينما كنتم، وهو حديث حسن(المقاصد الحسنة للسخاوى ،باب حرف الصاد المهملة)**

اور امام عجلونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> **وله شواهد :منها عن على مرفوعا سلموا على فإن تسليمكم يبلغنى أينما كنتم قال وهو حديث حسن(كشف الخفاء ، تحت حديث رقم ۱۶۲۰۲)**

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ أُمَّتِيْ اَلسَّلَامَ (نسائی، کتاب الصلاۃ، باب السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، مسند احمد حدیث نمبر ٣٦٦٦ وحدیث نمبر ٣٦٦٦، مستدرک حاکم حدیث نمبر ١٥٧٦)[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں، جو کہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں (ترجمہ ختم)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر پڑھے جانے والے سلام کے لئے روئے زمین پر فرشتے مقرر ہیں، اور وہ حضور ﷺ تک سلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

نبی ﷺ پر درود پہنچانے کے لئے قبر مبارک پر فرشتہ مقرر ہے

گذشتہ حدیث سے حضور ﷺ تک سلام پہنچانے کے لئے زمین پر فرشتوں کے گشت کرنے کا تو ثبوت ہوگیا، لیکن درود پہنچانے کا اس حدیث میں ذکر نہیں۔

البتہ دیگر احادیث میں حضور ﷺ تک درود پہنچانے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سنا:

---

[1] وقال الحاکم :
صحیح الاسناد ولم یخرجاہ .
تعلیق الذھبی فی التلخیص: صحیح .
وقال ابن القیم:
وھذا إسناد صحیح (جلاء الافھام ، تحت حدیث رقم ٣٣)
اور مندرجہ بالا حدیث درجِ ذیل کتب میں بھی موجود ہے:
سنن الدارمی، باب فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ١٢٠٥، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ١٠٣٧٦، شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ١۴٨٠، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ٥٠٩١، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ٩١۴، مسند البزار حدیث نمبر ١٩٢۴، مسند عبداللہ بن مبارک حدیث نمبر ٥٢، مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصلاۃ، باب فی ثواب الصلاۃ علی النبی ﷺ، اخبار اصبھان حدیث نمبر ١٧٠۴.

إِنَّ اللهَ أَعْطَانِيْ مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَقُوْمُ عَلٰى قَبْرِيْ إِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ عَبْدٌ صَلَاةً إِلَّا قَالَ يَا مُحَمَّدُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ يُسَمِّيْهِ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهٖ فَيُصَلِّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَكَانَهَا عَشْرًا (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث بن أبى أسامة حديث نمبر ١٠٦٣، كتاب الادعيه، باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم واللفظ لهٗ، معجم ابن الأعرابى حديث نمبر ١٢٤)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مرحمت فرمایا ہے، جو میری وفات کے بعد میری قبر پر قائم رہے گا، اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر یہ کہے گا کہ اے محمد فلاں ابنِ فلاں آپ پر درود پڑھتا ہے، پھر اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں کچھ اضافہ کے ساتھ یہ مضمون اس طرح آیا ہے کہ:

إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ ، فَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِيْ إِذَا مُتُّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ أَبِيْهِ ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ، صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانٌ ، فَيُصَلِّي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدٍ عَشْرًا (العظمة لابى الشيخ الاصبهانى حديث نمبر ٣٣٢ واللفظ لهٗ، معجم ابن المقرئ حديث نمبر ٧١٨) [1]

---

[1] ملحوظ رہے کہ ابوالشیخ اصبہانی اور ابنِ مقری نے ’’اسماء الخلائق‘‘ یعنی ’’ہمزہ‘‘ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ لیکن ہمارے پاس موجود مسند بزار کے نسخے کی روایت میں ’’اسماء الخلائق‘‘ کے بجائے ’’اسماع الخلائق‘‘ کے الفاظ ہیں، یعنی ’’ہمزہ‘‘ کے بجائے ’’عین‘‘ ہے (ملاحظہ ہو: مسند البزار حدیث نمبر ۱۴۲۵)

اور امام منذری رحمہ اللہ نے ترغیب وترہیب میں بزار اور ابنِ حبان اور طبرانی کے حوالہ سے، اور علامہ ہیثمی نے طبرانی کے حوالہ سے ’’ہمزہ‘‘ کے ساتھ اور بزار کے حوالہ سے ’’عین‘‘ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

(ملاحظه هو: الترغيب والترهيب حديث نمبر ٢٥٧٤، كتاب الذكر والدعاء، ومجمع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے نام بتا دیئے ہیں، اور وہ میری وفات کے بعد قیامت تک میری قبر پر قائم رہے گا، پس جو کوئی بھی میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر یہ کہے گا کہ اے محمد (ﷺ) فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ درود شریف پڑھنے والے پر ہر درود کے بدلہ میں دس رحمتیں نازل فرمائیں گے
(ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند میں اگر چہ محدثین کا کچھ کلام ہے۔ [۱]
لیکن دوسری روایات سے اس کی تائید ہونے کی وجہ سے وہ کلام نقصان دہ نہیں ہے۔
چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ فَاِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِیْ مَلَکًا عِنْدَ قَبْرِیْ فَإِذَا صَلّٰی عَلَیَّ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ ذٰلِکَ الْمَلَکُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلّٰی عَلَیْکَ السَّاعَۃَ (کنز العمال، حدیث نمبر ۲۱۸۱ بحواله مسند الفردوس ديلمى عن ابى بكر) [۲]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۲، باب الصلاة على النبى ﷺ فى الدعاء وغيره)
اور ہمیں غور کرنے سے ''ہمزہ'' والی روایت ہی زیادہ صحیح اور ''عین'' والی روایت کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔
اور اگر ''عین'' والی روایت کو ترجیح دی جائے، تب بھی کوئی اشکال نہیں، اور مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکمِ خاص یا بواسطۂ دیگر ملائک اس کو ''اسماعِ صوتِ خلائق'' فرماتے ہیں۔
جیسا کہ آج کل سیٹلائٹ اور اس طرح کے دوسرے برقی وفضائی ذرائع سے دور دراز کی آوازوں کو سنا جا سکتا ہے۔
اور اس کے بعد الحمد للہ تعالیٰ ہمیں خیر الفتاویٰ میں بھی اس سے ملتی جلتی تفصیل دستیاب ہوئی (ملاحظہ ہو: خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۰۳ تا ص ۳۰۶، ما یتعلق بالحدیث)

[۱] قال الحافظ المنذرى: رووه كلهم عن نعيم بن ضمضم، وفيه خلاف عن عمران بن الحميرى، ولا يعرف. قلت: ذكره ابن حبان فى الثقات، وقال البخارى لا يتابع على حديثه! (اتحاف الخيرة المهرة، كتاب الادعية، باب فى الصلاة على النبى ﷺ)

[۲] " أكثروا الصلاة على، فإن الله وكل بى ملكا عند قبرى، فإذا صل على رجل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، پس بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرما دیا ہے، پس جب کوئی آدمی میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے محمد فلاں بن فلاں نے آپ پر اس وقت درود پڑھا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لَيۡسَ أَحَدٌ مِنۡ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيۡهِ صَلَاةً إِلَّا وَهِيَ تَبۡلُغُهٗ يَقُوۡلُ لَهُ الۡمَلَکُ :فُـلَانٌ يُصَلِّيۡ عَلَيۡکَ كَذَا وَكَذَا صَلَاةً "(شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۱۴۸۲ ،باب فی تعظیم النبی ﷺ وإجلاله وتوقیره ﷺ)

ترجمہ: محمد ﷺ کی امت میں سے جو کوئی بھی محمد پر درود پڑھتا ہے، تو وہ درود محمد ﷺ تک پہنچ جاتا ہے، فرشتہ (جو اس خدمت کے لئے مقرر ہے) محمد ﷺ سے کہتا ہے کہ فلاں اس طرح اور اس طرح سے آپ پر درود بھیجتا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف ہے، لیکن حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی گذشتہ روایات کی موجودگی میں وہ ضعف نقصان دہ نہیں۔ [۱]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من أمتي قال لي ذلک الملک :يا محمد إن فلان بن فلان صلى عليک الساعة . " قال الألباني في "السلسلة الصحيحة 4 "/: 44 الديلمي (1 / 1 / 31) عن محمد بن عبد الله بن صالح المروزي حدثنا بكر بن خداش عن فطر بن خليفة عن أبي طفيل عن أبي بكر الصديق مرفوعا .بيض له الحافظ ،و بكر بن خداش ترجمه ابن أبي حاتم (1 / 1 / 385) برواية اثنين آخرين عنه و لم يذكر فيه جرحا و لا تعديلا .و أورده الحافظ في "اللسان "برواية جمع آخر عنه و قال :ربما خالف .قاله ابن حبان في "الثقات . "و محمد بن عبد الله بن صالح المروزي لم أعرفه .و الحديث قال السخاوي في "القول البديع "(ص 117): "أخرجه الديلمي ، و في سنده ضعف " .لكن ذكر له شاهد من حديث عمار بن ياسر رضى الله عنه ……………… فالحديث بهذا الشاهد و غيره مما في معناه حسن إن شاء الله تعالى (السلسلة الصحيحة للالبانی تحت حدیث رقم ۱۵۳۰)

[۱] چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی سند میں ابویحییٰ القتات ہیں، جو کہ ضعیف ہیں، جن کے بارے میں علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گذشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ روئے زمین پر جہاں کہیں بھی حضور ﷺ کے لئے درود وسلام پڑھا جاتا ہے، تو اس کو حضور ﷺ تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔

اور درود شریف کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا و درخواست کر کے پڑھا جائے، مثلاً ’’اللھم صل علی محمد‘‘ کہا جائے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور جب بندہ روئے زمین کے کسی بھی حصہ پر درود شریف اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ پڑھے گا، تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو حضور ﷺ تک پہنچائیں گے، اور اس خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی قبر مبارک پر فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبو يحيى القتات بقاف ومثناة مثقلة وآخره مثناة أيضا الكوفي اسمه زاذان وقيل دينار وقيل مسلم وقيل يزيد وقيل زبان وقيل عبد الرحمن لين الحديث من السادسة بخ د ت ق(تقريب التهذيب ج ۲ ص ۴۹۰)

اور ابنِ عدی فرماتے ہیں:

قال الشيخ وأبو يحيى له غير ما ذكرت من الحديث يروى عنه الأعمش وإسرائيل وعامة حديثه يرويها إسرائيل وفي حديثه بعض ما فيه الا أنه يكتب حديثه (الكامل لابنِ عدى ج۳ص ۲۳۹ فى ترجمة ابويحيىٰ القتات)

اس سے معلوم ہوا کہ ابو یحییٰ القتات استشہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ہم نے جو احادیث اوپر ذکر کیں، ان کے ساتھ بطور استشہاد ہی اس کو ذکر کیا ہے۔

ملحوظ رہے کہ ابنِ عدی نے ابو یحییٰ القتات کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے جو حدیث نقل کی ہے، اس میں ’’ملائکۃ سیاحین فی الارض‘‘ اور ’’صلاۃ‘‘ کے ساتھ ’’سلام‘‘ کا اضافہ ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

ثنا عيسى بن أحمد الصدفي بمصر ثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم ثنا عبد الغفار بن الحسن البصرى ثنا إسرائيل عن أبى يحيى عن مجاهد عن بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله ملائكة سياحين فى الأرض يبلغونى من أمتى فلان سلم عليك ويصلى عليك فلان يصلى عليك وسلم عليك(الكامل لابنِ عدى ج۳ص ۲۳۸ فى ترجمة ابويحيىٰ القتات)

مگر ہمیں باوجود تلاش کے ان فرشتوں کے بارے میں جو کہ ’’سیاحین فی الارض‘‘ ہیں، صلاۃ پہنچانے کی کوئی دیگر حدیث اس کی مؤید نہیں ملی، اس لئے اس اضافہ میں استشہاد کی صلاحیت معلوم نہیں ہوتی، اور پیچھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ذکر کی گئی، اس میں ’’سیاحین فی الارض‘‘ فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچانے کا ذکر ہے، نہ کہ صلاۃ۔

لیکن سلام کے مسنون طریقہ میں اس طرح سے ’’اللھم ‘‘ وغیرہ الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ بندہ ’’السلام علیک ‘‘ یا ’’السلام علی النبی ‘‘ وغیرہ الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتا ہے، اس لئے اس میں بندہ کی طرف سے حضور ﷺ تک پہنچانے کے واسطے کی ضرورت ہے، اور اس ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر فرشتوں کو گشت پر مقرر فرما رکھا ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں درود اور سلام کے حضور ﷺ تک پہنچنے کی کیفیت اور طریقہ کے بارے میں جو مختلف روایات آئی ہیں (کہ درود کے لئے قبر مبارک پر فرشتہ مقرر ہے، اور سلام کے لئے زمین پر فرشتے گشت کرتے ہیں) ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں رہتا۔ [1]

نبی ﷺ امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں

اس سے پہلے صحیح احادیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے، اور اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے، اور دوسری صحیح احادیث میں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اپنی قبور مبارک میں زندہ ہونے اور نبی ﷺ کے سلام کا جواب دینے کی وضاحت پائی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ ا للهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (مسند أبي يعلى الموصلي، حديث نمبر ۳۳۳۱، مسند البزار حديث نمبر ۶۳۹۱ وحديث نمبر ۶۸۸۸، أخبار أصبهان حديث نمبر ۴۰۳۶۵، ما ورد في حياة الأنبياء بعد وفاتهم للبيهقي ص ۱)

---

[1] ایک دوسری تقریر ان روایات میں جمع وتطبیق کے متعلق یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ روئے زمین پر گشت کرنے والے فرشتے حضور ﷺ کی قبر مبارک پر مقرر فرشتے تک درود وسلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتے ہوں، اور قبر مبارک پر مقرر فرشتہ عین حضور ﷺ تک درود وسلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتا ہو، جیسا کہ دنیا کے امور میں بھی اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ کچھ لوگوں کے ذمہ مختلف اطراف سے کسی مخصوص جگہ اشیاء کی ترسیل ہوتی ہے، اور اس مخصوص جگہ سے اصل منزل اور مرکز تک پہنچانے کے لئے مخصوص افراد یا فرد مقرر ہوتا ہے، اپنے اپنے ذوق کے مطابق دونوں میں جونسی تفصیل وتطبیق چاہے آدمی اختیار کر لے، وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (محمد رضوان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں (ترجمہ ختم)

یہ حدیث مختلف سندوں سے مروی ہے، اور بعض سندوں میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن اس کی بعض سندیں بالکل صحیح ہیں، اور مجموعی طور پر یہ حدیث سند کے لحاظ سے درست ہے۔ [1]

---

[1] قال الهيثمى:

رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّارُ ، وَرِجَالُ أَبِى يَعْلَى ثِقَاتٌ .(مجمع الزوائد ج۸ص ۲۱۱،باب ذكر الأنبياء عليه ﷺ)

وقال البيهقى:

ولحياة الأنبياء بعد موتهم صلوات الله عليهم شواهد من الأحاديث الصحيحة (ما ورد فى حياة الأنبياء بعد وفاتهم، حواله بالا)

وقال ابن حجر:

وقد جمع البيهقى كتابا لطيفا فى حياة الأنبياء فى قبورهم أورد فيه حديث أنس الأنبياء أحياء فى قبورهم يصلون أخرجه من طريق يحيى بن أبى كثير وهو من رجال الصحيح عن المستلم بن سعيد وقد وثقه أحمد وبن حبان عن الحجاج الأسود وهو بن أبى زياد البصرى وقد وثقه أحمد وبن معين عن ثابت عنه وأخرجه أيضا أبو يعلى فى مسنده من هذا الوجه وأخرجه البزار لكن وقع عنده عن حجاج الصواف وهو وهم والصواب الحجاج الأسود كما وقع التصريح به فى رواية البيهقى وصححه البيهقى وأخرجه أيضا من طريق الحسن بن قتيبة عن المستلم وكذلك أخرجه البزار وبن عدى والحسن بن قتيبة ضعيف(فتح البارى ، كتاب الجهاد، باب قول الله تعالى واذكر فى الكتاب مريم)

وقال الالبانى:

أبو يعلى الموصلى قلت :و هذا إسناد جيد ، رجاله كلهم ثقات ، غير الأزرق هذا قال الحافظ فى "التقريب " : "صدوق يغرب . "و لم يتفرد به ، فقد أخرجه أبو نعيم فى "أخبار أصبهان "(2 / 83) من طريق عبد الله بن إبراهيم بن الصباح عن عبد الله بن محمد بن يحيى بن أبى بكير حدثنا يحيى بن أبى بكير به .أورده فى ترجمة ابن الصباح هذا ، و لم يذكر فيه جرحا و لا تعديلا ، و عبد الله بن محمد بن يحيى بن أبى بكير ، فترجمه الخطيب (10 / 8) و قال " :سمع جده يحيى بن أبى بكير قاضى كرمان ...و كان ثقة . "فهذه متابعة قوية للأزرق ، تدل على أنه قد حفظ و لم يغرب . و كأنه لذلك قال المناوى فى "فيض القدير "بعد ما عزاه أصله لأبى يعلى " :و هو حديث صحيح . "و لكنه لم يبين وجهه ، و قد كفيناك مؤنته ، و الحمد لله الذى هدانا لهذا و ما كنا لنهتدى لولا أن هدانا الله .هذا .و قد كنت برهة من الدهر أرى أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس صحیح اور صریح حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کو قبور میں خصوصی زندگی حاصل ہوتی ہے، جو دوسرے تمام افراد کی زندگی کے مقابلہ میں اعلیٰ وافضل ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے وہ اپنی قبور میں نماز بھی پڑھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کے مکلّف نہیں۔ [1]

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

هـذا الـحديث ضعيف لظنى أنه مما تفرد به ابن قتيبة -كـما قال البيهقى -و لم أكن قد وقفت عليه فى "مسند أبى يعلى "و "أخبار أصبهان . "فلما وقفت على إسناده فيهما تبيـن لى أنه إسناد قوى و أن التفرد المذكور غير صحيح ، و لذلک بادرت إلى إخراجه فى هذا الكتاب تبرئة للذمة و أداء للأمانة العلمية و لو أن ذلک قد يفتح الطريق لجاهل أو حـاقـد إلـى الـطـعـن و الغمز و اللمز ، فلست أبالي بذلک ما دمت أنى أقوم بواجب ديـنـى أرجـو ثـوابه من الله تعالى وحده .فـإذا رأيـت أيهـا القارىء الكريم فى شىء من تـآليـفى خلاف هذا التحقيق ، فأضرب عليه و اعتمد هذا و عض عليه بالنواجذ ، فإنى لا أظـن أنـه يتيسـر لک الـوقوف على مثله .و الـلـه ولى التوفيق . (السـلـسلة الصحيحة للالبانى تحت حديث رقم ٦٢١)

[1] يـصـلـون، فـذكـر لهـم عبـادـة لينبه على معنى حياتهم فهم يصلون ويحجون فى قبـورهـم، ويـفـعلون أفعال الأحياء ، فهم أحياء بهذا المعنى(فيض البارى شرح البخارى للكشميرى ،باب رفع الصوت فى المساجد)

وحيـنـئـذ عـلمت حياتهم ما هى أعنى أنهم يفعلون أفعال الحى، وليسوا بمعطلين .وإلى هـذا المعنى أرشد القرآن بقوله :(يرزقون) والحديث بقوله :يصلون.ليتعين المراد من الـحيـاـة، ولتتميز حياتهم عن حياة سائر الناس(فيض البارى شرح البخارى للكشميرى ج۵ ص ١٦٣)

اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ مذکورہ حدیث میں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اپنی قبور میں زندہ ہونے کا ذکر ہے، اورظاہر ہے کہ قبر وہ مقام ہوتا ہے، جس مقام پر انسان کا جسم (کلی یا جزوی طور پر) موجود ہوتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا سے انتقال کے بعد جب انسان عالمِ برزخ میں جاتا ہے تو اس کا قبر سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ قبر اور عالمِ برزخ دو متضاد اشیاء نہیں، بلکہ قبر عالمِ برزخ کا ایک حصہ وجزء ہے۔

عالمِ برزخ تو اپنی حقیقت وکنہ کے لحاظ سے بہت وسیع ہے، جس میں مختلف حالات اور احوال پیش آتے ہیں، مگر قبر کے اس کا جزء ہونے کی وجہ سے اس میں موجود جسم کے (کل یا جزء کے) ساتھ روح کا تعلق ضرور قائم ہوتا ہے۔

اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا جسمِ عنصری کیونکہ کلی طور پر تغیر سے محفوظ رہتا ہے، اس لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے جسمِ کلی کے ساتھ روح کا تعلق قائم ہوتا ہے، جبکہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے علاوہ دیگر افراد واشخاص کا جسم (کلی وجزوی متغیر یا غیر متغیر) جس حالت میں بھی قبر میں ہوتا ہے، اس کے ساتھ روح کا تعلق وابستہ ہوتا ہے۔

اور قبر کی یہ زندگی درحقیقت برزخی زندگی ہوتی ہے، اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی برزخی زندگی دیگر تمام اشخاص وافراد سے اعلیٰ واقویٰ اور افضل ہے، اور اسی لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اجسام وصال کے بعد نعوذ باللہ تعالیٰ گلتے وسڑتے نہیں، اس لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی مذکورہ تفصیل کے مطابق برزخی زندگی کو حیاتِ انبیائے کرام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (محمد رضوان)

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (سنن أبی داود حدیث نمبر ٢٠٤٣، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، مسند احمد حدیث نمبر ١٠٨١٥، شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی ﷺ وإجلاله وتوقیره ﷺ، السنن الکبریٰ للبیهقی حدیث نمبر ١٠٥٦٩)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر سلام کرے گا، تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیں گے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دوں گا (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے درست ہے۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ [2]

---

[1] قال العراقی:

أخرجه أبو داود من حديث أبی هريرة بسند جيد (تخريج احاديث الاحياء، تحت حديث رقم ١٠١٣)

وقال ابن الملقن:

قلت: رَوَاهُ أَبُو دَاوُد بِإِسْنَاد جيد (البدر المنير، الحَدِيث السَّادِس بعد الْخمسين)

وقال ابن حجر:

ورواته ثقات (فتح الباری، باب قول الله تعالی واذكر فی الكتاب مريم الخ)

وقال المناوی:

قال فی الأذكار والرياض: إسناده صحيح وقال ابن حجر: رواته ثقات (فيض القدير تحت حديث رقم ٧٩٨٦)

[2] اوراس حدیث میں ''مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ'' کے الفاظ سے عموم معلوم ہورہا ہے کہ خواہ سلامِ تحیۃ ہو یا سلامِ رسول ہر ایک سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں، اور علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے جو اس کو سلامِ تحیۃ کے ساتھ خاص کیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں۔

جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

وَالْمَقْصُودُ هُنَا: أَنَّ سَلَامَ التَّحِيَّةِ عِنْدَ اللِّقَاءِ فِي الْمَحْيَا وَفِي الْمَمَاتِ إذَا زَارَ قَبْرَ الْمُسْلِمِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ہر انسان کی وفات کے بعد عالمِ برزخ میں اس کی روح کو اس کے جسم کے کل یا بعض حصہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، اس لئے ہر انسان ہی عالمِ برزخ میں زندہ ہوتا ہے۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مَشْرُوعٌ فِی حَقِّ کُلِّ مُسْلِمٍ لِکُلِّ مَنْ لَقِیَهُ حَیًّا أَوْ زَارَ قَبْرَهُ أَنْ یُسَلِّمَ عَلَیْهِ . فَالصَّحَابَةُ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَیْهِمْ کَانُوا یَعْرِفُونَ أَنَّ هَذَا السَّلامَ عَلَیْهِ عِنْدَ قَبْرِهِ الَّذِی قَالَ فِیهِ : (مَا مِنْ أَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ إلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَیَّ رُوحِی حَتَّی أَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ) لَیْسَ مِنْ خَصَائِصِهِ وَلَا فِیهِ فَضِیلَةٌ لَهُ عَلَی غَیْرِهِ . بَلْ هُوَ مَشْرُوعٌ فِی حَقِّ کُلِّ مُسْلِمٍ "حَیٍّ وَمَیِّتٍ . وَکُلُّ مُؤْمِنٍ یَرُدُّ السَّلَامَ عَلَی مَنْ سَلَّمَ عَلَیْهِ . وَهَذَا لَیْسَ مَقْصُودًا بِنَفْسِهِ بَلْ إذَا لَقِیَهُ سَلَّمَ عَلَیْهِ . وَهَکَذَا إذَا زَارَ الْقَبْرَ یُسَلِّمُ عَلَی الْمَیِّتِ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة، ج۲۷ ص ۴۱۰، الصلاة علیٰ غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم)

[1] اگر کہا جائے کہ احادیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ فوت ہونے کے بعد بہت سے لوگوں کی روحیں اعلیٰ علیین میں اور بہت سے لوگوں کی روحیں اسفل السافلین، اور سجین میں پہنچ جاتی ہیں، جبکہ بعض کی روحیں جنت کے اندر سیر کرتی ہیں، اور پرندوں کی شکل میں جنت میں متشکل ہوتی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روحوں کا تعلق قبر سے قائم نہیں ہوتا۔

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ روحوں کے ساتھ پیش آنے والے ان سب حالات کے باوجود قبر اور جسمِ عنصری (یا اس کے کسی بھی جز) کے ساتھ روح کا تعلق ختم نہیں ہوتا، بلکہ قائم رہتا ہے، اور اس سے اس تعلق کا ختم ہونا ہرگز لازم نہیں آتا، جیسا کہ سوتے ہوئے شخص کے خوش کن اور پریشان کن خوابوں کا معاملہ ہے، کہ خواب میں وہ مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر کرتا ہے، اور مسرور و مغموم سب کچھ ہوتا ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود روح کا جسم سے تعلق قائم ہوتا ہے، فکذا هنا۔

فلامنافاة بین احوال الروح وتعلقه بالجسم العنصری

وذهب بن حزم وبن هبیرة إلی أن السؤال یقع علی الروح فقط من غیر عود إلی الجسد وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح إلی الجسد أو بعضه کما ثبت فی الحدیث ولو کان علی الروح فقط لم یکن للبدن بذلک اختصاص ولا یمنع من ذلک کون المیت قد تتفرق اجزاؤه لأن الله قادر أن یعید الحیاة إلی جزء من الجسد ویقع علیه السؤال کما هو قادر علی أن یجمع أجزاء ه والحامل للقائلین بأن السؤال یقع علی الروح فقط أن المیت قد یشاهد فی قبره حال المسألة لا أثر فیه من اقعاد ولا غیره ولا ضیق فی قبره ولا سعة وکذلک غیر المقبور کالمصلوب وجوابهم أن ذلک غیر ممتنع فی القدرة بل له نظیر فی العادة وهو النائم فإنه یجد لذة وألما لا یدرکه جلیسه بل الیقظان قد یدرک ألما أو لذة لما یسمعه أو یفکر فیه ولا یدرک ذلک جلیسه وإنما أتی الغلط من قیاس الغائب علی الشاهد وأحوال ما بعد الموت علی ما قبله والظاهر أن الله تعالی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی وجہ سے قبر و برزخ میں راحت وتکلیف (جو بھی اللہ کو منظور ہو) روح اور جسم دونوں کو محسوس ہوتی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ عالمِ برزخ میں غلبہ روح کو حاصل ہوتا ہے، اور جسم روح کے مقابلہ میں مغلوب ہوتا ہے، لیکن کیونکہ عالمِ برزخ میں یہ سب کچھ دنیاوی زندگی والوں سے آڑ میں ہوتا ہے، اوراسی وجہ سے مرنے کے بعد کے عالَم کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے (اور برزخ کے معنیٰ آڑ کے آتے ہیں) اس لئے دنیا میں زندہ انسانوں کو وہاں کے حالات نظر نہیں آتے۔ الا ان یشاء اللہ۔ [لے] جبکہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کی عالمِ برزخ والی زندگی سب سے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے، اس لئے روح لوٹا دیئے جانے کا یہ مطلب مراد لینا تو درست نہیں بنتا کہ نعوذ باللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو صرف سلام کے جواب کے وقت حیات حاصل ہوتی ہے، بالخصوص جبکہ فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے ہر وقت آپ ﷺ پر سلام پڑھا جارہا ہے، اور کوئی وقت بھی سلام سے خالی نہیں، اور

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صرف أبصار العباد واسماعهم عن مشاهدة ذلک وستره عنهم إبقاء عليهم لئلا يتدافنوا وليست للجوارح الدنيوية قدرة على إدراک أمور الملكوت الا من شاء الله وقد ثبتت الأحاديث بما ذهب إليه الجمهور كقوله أنه ليسمع خفق نعالهم وقوله تختلف اضلاعه لضمة القبر وقوله يسمع صوته إذا ضربه بالمطراق وقوله يضرب بين أذنيه وقوله فيقعدانه وكل ذلک من صفات الأجساد(فتح البارى لابنِ حجر، باب ما جاء فى عذاب القبر)

[لے] وَكَذَلِکَ عَذَابُ الْقَبْرِ يَكُونُ لِلنَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السنة وَالْجَمَاعَة ، تَنْعَمُ النَّفْسُ وَتُعَذَّبُ مُفْرَدَةً عَنِ الْبَدَنِ وَمُتَّصِلَةً به .
وَاعْلَمْ أَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ هُوَ عَذَابُ الْبَرْزَخِ ، فَكُلُّ مَنْ مَاتَ وَهُوَ مُسْتَحِقٌّ لِلْعَذَابِ نَالَه نَصِيبُه منه ، قُبِرَ أَوْ لَمْ يُقْبَرْ ، أَكَلَتْه السِّبَاعُ أَوِ احْتَرَقَ حتى صَارَ رَمَادًا وَنُسِفَ فى الْهَوَاءِ ، أَوْ صُلِبَ أَوْ غَرِقَ فى الْبَحْرِ -وَصَلَ إلى رُوحِه وَبَدَنِه مِنَ الْعَذَابِ مَا يَصِلُ إلى الْمَقْبُورِ،،،،،،فَالْحَاصِلُ أَنَّ الدُّورَ ثَلاثَة :دَارُ الدُّنْيَا ، وَدَارُ الْبَرْزَخِ ، وَدَارُ الْقَرَارِ .وَقَدْ جَعَلَ الله لِكُلِّ دَارٍ أَحْكَامًا تَخُصُّهَا ، وَرَكَّبَ هَذَا الْإِنْسَانَ مِنْ بَدَنٍ وَنَفْسٍ ، وَجَعَلَ أَحْكَامَ الدُّنْيَا على الْأَبْدَانِ ، وَالْأَرْوَاحُ تَبعا لَهَا ، وَجَعَلَ أَحْكَامَ الْبَرْزَخِ على الْأَرْوَاحِ ، وَالْأَبْدَانُ تَبَعا لَهَا ، فَإِذَا جَاءَ يَوْمُ حَشْرِ الْأَجْسَادِ وَقِيَامِ النَّاسِ مِنْ قُبُورِهِمْ -صَارَ الْحُكْمُ وَالنَّعِيمُ وَالْعَذَابُ على الْأَرْوَاحِ وَالْأَجْسَادِ جَمِيعًا .فَإِذَا تَأَمَّلْتَ هَذَا المعنى حَقَّ التَّأَمُّلِ ، ظَهَرَ لَکَ أَنَّ كَوْنَ الْقَبْرِ رَوْضَة مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّة أَوْ حُفْرَة مِنْ حُفَرِ النَّارِ -مُطَابِقٌ لِلْعَقْلِ ، وأنه حَقٌّ لَا مِرْيَة فيه ، وَبِذَلِکَ يَتَمَيَّزُ الْمُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ غَيْرِهِمْ (شرح الطحاوية فى العقيدة السلفية، ج ۲ ص ۴۷۸)

دوسری صحیح احادیث بھی انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے قبور میں حیات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ [۱] اور اسی وجہ سے محدثین نے گذشتہ حدیث میں مذکور حضور ﷺ کے سلام کا جواب دیتے وقت روح لوٹا دیئے جانے کے کئی مطلب بیان کئے ہیں، جو علمی نوعیت کے ہیں، اور اس سلسلہ میں عوام کے لئے سلامتی وعافیت کا راستہ یہ ہے کہ وہ اس میں کھود کرید سے پرہیز کریں، اور یہ سمجھیں کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اور ہمیں تو اس حدیث کی روشنی میں یہ سمجھنا چاہئے کہ آپ ﷺ سلام کو سماعت فرماتے اور سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ [۲]

---

[۱] قال أى رسول الله أن الله حرم على الأرض أى منعها وفيه مبالغة لطيفة أجساد الأنبياء أى من أن تأكلها فالأنبياء فى قبورهم أحياء قال الطيبى فإن قلت ما وجه الجواب بقوله إن الله حرم على الأرض أجساد الأنبياء فإن المانع من العرض والسماع هو الموت وهو قائم قلت لا شك أن حفظ أجسادهم من أن ترم خرق للعادة المستمرة فكما أن الله تعالى يحفظها منه فكذلك يمكن من العرض عليهم ومن الاستماع منهم صلوات الأمة ويؤيده ما سيرد فى الحديث الثالث من الفصل فنبى الله حى يرزق اه قال السيد جمال الدين لا حاجة فى وجه مطابقة الجواب إلى هذا التطويل فإن قوله أن الله حرم إلخ مقابل قوله فقد أرمت وأيضا فمحصل الجواب أن الأنبياء أحياء فى قبورهم فيمكن لهم سماع صلاة من صلى عليهم تأمل تم كلامه فتأمل فى كلامه فإن الذى ذكره أنه محصل الجواب هو خلاصة ما ذكره الطيبى من السؤال والجواب غايته أنه على وجه التوضيح والإطناب وأما قوله فإن قوله إن الله حرم مقابل قوله وقد أرمت كلام حسن لا يحتاج إلى بيان وهو أن الصحابة رضى الله عنهم سألوا بيان كيفية العرض بعد اعتقاد جواز أن العرض كائن لا محالة لقول الصادق فإن صلاتكم معروضة على لكن حصل لهم الاشتباه أن العرض هل هو على الروح المجرد أو على المتصل بالجسد وحسبوا أن جسد النبى كجسد كل أحد فكفى فى الجواب ما قاله على وجه الصواب وأما على ما قدمه الطيبى فإنما يفيد حصر العرض والسماع بعد الموت بالأنبياء وليس الأمر كذلك فإن سائر الأموات أيضا يسمعون السلام والكلام وتعرض عليهم أعمال أقاربهم فى بعض الأيام نعم إن الأنبياء تكون حياتهم على الوجه الأكمل ويحصل لبعض وراثهم من الشهداء والأولياء والعلماء الحظ الأوفى بحفظ أبدانهم الظاهرة بل بالتلذذ بالصلاة والقراءة ونحوهما فى قبورهم الطاهرة إلى قيام الساعة الآخرة (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

[۲] (روحى) يعنى رد على نطقى لأنه حى على الدوام وروحه لا تفارقه أبدا لما صح أن الأنبياء أحياء فى قبورهم (حتى أرد) غاية لرد فى معنى التعليل أى من أجل أن أرد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ : وَالَّذِیْ نَفْسُ أَبِی الْقَاسِمِ بِيَدِہٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَی ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا ، فَلَيُكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ،

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(عليه السلام) هذا ظاهر فی استمرار حياته لاستحالة أن يخلو الوجود كله من أحد يسلم عليه عادة ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان فالمراد كما قال ابن الملقن وغيره بالروح النطق مجازا وعلاقة المجاز أن النطق من لازمه وجود الروح كما أن الروح من لازمه وجود النطق بالفعل أو القوة وهو فی البرزخ مشغول بأحوال الملكوت مستغرق فی مشاهدته مأخوذ عن النطق بسبب ذلک ، ولهذا قال ابن حجر :الأحسن أن يؤول رد الروح بحضور الفكر كما قالوه فی خبر يغان على قلبی وقال الطيبی :لعل معناه تكون روحه القدسية فی شأن ما فی الحضرة الالهية فإذا بلغه سلام أحد من الأمة رد الله روحه من تلک الحالة إلى رد سلام من سلم عليه وكذا شأنه وعادته فی الدنيا يفيض على أمته من سبحات الوحی الالهی ما أفاضه الله عليه ولا يشغله هذا الشأن وهو شأن إفاضة الأنوار القدسية على أمته عن شغله بالحضرة كما كان فی عالم الشهادة لا يشغله شأن عن شأن والمقام المحمود فی الآخرة عبارة عن هذا المعنى فهو فی الدنيا والبرزخ والعقبی فی شأن أمته وههنا أجوبة كثيرة هذا أرجحها ورده المصنف وغيره بما لا طائل تحته(فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ٧٩٨٦)

ووجه الإشكال فيه أن ظاهره أن عود الروح إلى الجسد يقتضی انفصالها عنه وهو الموت وقد أجاب العلماء عن ذلک بأجوبة

أحدها أن المراد بقوله رد الله على روحی أن رد روحه كانت سابقة عقب دفنه لا أنها تعاد ثم تنزع ثم تعاد.

الثانی سلمنا لكن ليس هو نزع موت بل لا مشقة فيه.

الثالث أن المراد بالروح الملک الموكل بذلک.

الرابع المراد بالروح النطق فتجوز فيه من جهة خطابنا بما نفهمه .

الخامس أنه يستغرق فی أمور الملأ الأعلى فإذا سلم عليه رجع إليه فهمه ليجيب من سلم عليه.

وقد استشكل ذلک من جهة أخرى وهو أنه يستلزم استغراق الزمان كله فی ذلک لاتصال الصلاة والسلام عليه فی أقطار الأرض ممن لا يحصى كثرة.

وأجيب بأن أمور الآخرة لا تدرک بالعقل وأحوال البرزخ أشبه بأحوال الآخرة والله أعلم (فتح الباری لابنِ حجر، كتاب الجهاد، باب قول الله تعالى واذكر فی الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها)

وَلَيَعْرِضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِىْ فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيْبَنَّهُ(مسند أبی يعلى الموصلی حديث نمبر ٦٤٤٩)[1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قسم ہے اس رب العزت کی ، جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (نبی ﷺ کی کنیت) کی جان ہے، کہ عیسیٰ بن مریم ضرور بالضرور امام منصف اور حاکم وعادل ہوکر نازل ہونگے ، اور وہ ضرور صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور باہمی اختلافات میں صلح کرائیں گے، اور کینہ کو ختم فرمادیں گے، اوران پر مال پیش کیا جائے گا لیکن وہ اس کو قبول نہ کریں گے، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر کہیں کہ اے محمد (آپ پر سلام ہو) تو میں ضروران کو جواب دوں گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے حضور ﷺ کو قبر مبارک پر خطاب کرنے اور اس خطاب کے جواب میں حضور ﷺ کے جواب دینے کی تصریح کی ہے، اور اگلی روایت میں سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کی صاف طور پر تصریح ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت یہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا ، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا ، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِىْ حَتّٰى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَ عَلَيْهِ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ٤١٦٢ وقال الحاكم : هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ، تعليق الذهبی فی التلخيص: صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم ضرور بالضرور حاکم عادل اور امام منصف ہوکر نازل ہونگے ، اور وہ ضرور دور دراز کے راستے سے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے جائیں گے، اور وہ ضرور میری قبر پر آئیں گے، یہاں تک کہ وہ سلام کریں گے، اور میں ضروران کے سلام کا جواب دوں گا (ترجمہ ختم)

---

[1] قال الهيثمی:
رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج٨ص ٢١١)

مذکورہ صحیح اور صریح احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم اپنی قبور میں سب انسانوں سے زیادہ افضل وارفع اور اور اعلیٰ واقویٰ حیات رکھتے ہیں، اور اسی وجہ سے ان کے قبور میں اجسام صحیح سلامت رہتے ہیں، اور وہ درود وسلام کو سماعت فرماتے ہیں، اور سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ [۱]

اگر کسی کو شبہ ہو کہ احادیث میں حضور ﷺ کا امتیوں کی طرف سے پیش کئے جانے والے سلام کے جواب دینے کا تو ذکر ہے، مگر درود کے جواب کا ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ سلام تو ایسا عمل ہے کہ جس کے جواب کی حضور ﷺ کی طرف سے ضرورت ہے (جیسا کہ سلام تحیہ میں جواب کی ضرورت ہوتی ہے) لیکن درود ایسا عمل نہیں کہ جس کے جواب کی حضور ﷺ کی طرف سے ضرورت ہو، بلکہ درود پاک کے عمل سے حضور ﷺ مسرور اور خوش ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اور درجات بلند فرماتے ہیں، گناہ معاف فرماتے ہیں، نیکیاں عطا فرماتے ہیں، اور فرشتے اس کے حق میں برکت ورحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

---

[۱] یؤخذ من هذه الاحاديث انه ﷺ حی على الدوام وذلک انه محال ان یخلو الوجود كله من واحد يسلم عليه فى ليل ونهار ونحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حی یرزق فی قبره وان جسده الشريف لاتأكله الارض، والاجماع علىٰ هذا (القول الحبيب فى الصلاة على الحبيب الشفيع ص ١٧١، ١٧٢، الباب الرابع)

قال أبو مَنْصُورٍ الْبُغْدَادِیُّ قال الْمُتَكَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ من أَصْحَابِنَا أن نَبِيَّنَا صلى اللَّهُ عليه وسلم حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ وأنه يُسَرُّ بِطَاعَةِ أُمَّتِهِ وأن الْأَنْبِيَاء َلا يَبْلُونَ مع أَنَّا نَعْتَقِدُ ثُبُوتَ الْإِدْرَاكَاتِ كَالْعِلْمِ وَالسَّمَاعِ لِسَائِرِ الْمَوْتَى وَنَقْطَعُ بِعَوْدِ حَيَاةٍ كل مَيِّتٍ فی قَبْرِهِ وَبِنَعِيمِ الْقَبْرِ وَعَذَابِهِ وَهُمَا من الْأَعْرَاضِ الْمَشْرُوطَةِ بِالْحَيَاةِ لَكِنْ من غَيْرِ تَوَقُّفٍ على بِنْيَةٍ وَأَمَّا أَدِلَّةُ الْحَيَاةِ فی الْأَنْبِيَاءِ فَمُقْتَضَاهَا أنها مع الْبِنْيَةِ (الفواكه الدوانی لاحمدبن غنيم المالكی، الفائدة الخامسة فی الدخان والريح التی الخ)

دوسرا باب

درود کے خاص خاص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت

مطلق اور عام حالات میں درود وسلام کے عظیم الشان فضائل اور فوائد کے بعد اب احادیث وروایات میں مذکور مخصوص مواقع کے لحاظ سے الگ الگ درود وسلام کی فضیلت واہمیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر درود (مع متعلِّقہ مسائل)

پہلے گزر چکا ہے کہ ہر مسلمان کو زندگی میں کم ازکم ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہے، اس کے علاوہ درود شریف کا ایک اہم موقع وہ ہے، کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تذکرہ کرے، یا کسی سے تذکرہ سُنے تو اس موقع پر درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ ذُكِرَتُ عِنْدَهٗ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ ؛ فَإِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ٣٨٩٣، واللفظ لہٗ، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ٢٧٦٧ وحدیث نمبر ۴٩۴٨، مسند الطیالسی حدیث نمبر ٢٢٢۴، اخبارِ اصبهان حدیث نمبر ۴٠٠١۵، عمل الیوم واللیلة لابن السنی حدیث نمبر ٣٧٩، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ٩٨٨٩)[1]

---

[1] قال الهيثمی:
رواه أبو يعلی ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ١ ص ١٣٧)
وقال الهيثمی بعد نقل رواية الاوسط:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد ج ١٠ ص ١٦٣، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدعاء وغيره)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، تو اسے چاہیے کہ میرے اوپر درود بھیجے، کیونکہ جو میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اس پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ ذَكَرَنِىْ فَلْيُصَلِّ عَلَىَّ ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَىَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ٣٥٨٢)[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرا ذکر کیا، تو اسے چاہیے کہ میرے اوپر درود بھیجے، اور جس نے میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجا، اس پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِىْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ (ترمذی حدیث نمبر ٣٥٤٦، بَاب قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ٢٠١٥، مسنداحمد، السنن الکبریٰ للنسائی، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ٣١)[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ترجمہ ختم)

---

[1] قال الهيثمي:

رواه أبو يعلى وفيه الازرق بن علی وثقه ابن حبان وقال يغرب وبقية رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۷)

[2] قال الترمذی:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

وقال الحاكم:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ، وَلَهُ شَاهِدٌ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ.

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ٣٥)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں بخیل ترین شخص وہ ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ﷺ (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بِحَسْبِ امْرِءٍ فِى الْبُخْلِ أُنْ أُذْكَرَ عِنْدَهُ فَلَا يُصَلِّىْ عَلَيَّ (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ٣٦)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَفٰى بِهٖ شُحًّا أَنْ أُذْكَرَ عِنْدَهُ ، ثُمَّ لَا يُصَلِّىْ عَلَيَّ (مصنف ابنِ ابى شيبة، حديث نمبر ٨٧٩٣، كتاب الصلاة، باب فى ثواب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَخَطِءَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ ، خَطِءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ٢٨١٨، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة، كتاب الفضائل ،باب مَا أَعْطَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا

ﷺ، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۴۰، وحدیث نمبر ۴۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا، پھر اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں خطا کی، تو اس نے جنت کے راستے میں خطا کی (ترجمہ ختم) [1]

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے؛ حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ (مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۳۱۲۱، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات ظلم (وزیادتی) میں داخل ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ میرے اوپر درود نہ بھیجے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ

---

[1] ملحوظ رہے کہ معجم کبیر طبرانی میں یہ حدیث حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضور ﷺ تک متصلاً اور مصنف ابنِ ابی شیبۃ وغیرہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد بن جعفر سے مرسلاً روایت ہے، اور معجم کبیر طبرانی کی سند میں اگرچہ کچھ کلام ہے۔

جیسا کہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ بشیر بن محمد الکندی أو بشر فان کان بشیرا فقد ضعفہ ابن المبارک ویحیی بن معین والدار قطنی وإن کان بشرا فلم أر من ذکرہ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۷)

لیکن دیگر روایات کی شہادت کی وجہ سے یہ حدیث حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> واطنب فی تخریج طرقہ وبیان الاختلاف فیہ من حدیث علی ومن حدیث ابنہ الحسین ولا یقصر عن درجۃ الحسن ومنہا حدیث من نسی الصلاۃ علی خطء طریق الجنۃ أخرجہ بن ماجۃ عن بن عباس والبیہقی فی الشعب من حدیث أبی ہریرۃ وبن أبی حاتم من حدیث جابر والطبرانی من حدیث حسین بن علی وہذہ الطرق یشد بعضہا بعضا (فتح الباری -ابن حجر، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم)

رَمَضَانُ ثُمَّ انسَلَخَ قَبُلَ اَنُ یُّغُفَرَلَهٗ وَرَغِمَ اَنُفُ رَجُلٍ اَدُرَکَ عِنُدَهٗ اَبَوَاهُ الُکِبَرَ فَلَمُ یُدُخِلَاهُ اَلُجَنَّةَ قَالَ عَبُدُالرَّحُمٰنِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ اَوُاَحَدُهُمَا (ترمذی حدیث نمبر ٣۴٦٨، ابواب الدعوات، باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم رغم أنف رجل، وفی الباب عن جابر وانس؛ ومسند احمد، وابن حبان)

ترجمہ: ذلیل وخوار ہووہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور پھر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور ذلیل وخوار ہووہ شخص جس کو رمضان کے مہینہ کی نعمت حاصل ہوئی اور رمضان گزر بھی گیا مگر اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا اور ذلیل وخوار ہووہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا لیکن وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، عبدالرحمٰن (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان میں (والدین) میں سے ایک (کے بارے میں بھی یہی) کہا ہے (ترجمہ ختم)

بعض روایات میں کچھ تفصیل کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بددعاء دراصل جبریل علیہ السلام نے کی تھی اور حضور ﷺ نے آمین کہا تھا۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ:

أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ يَوُمًا إِلَى الُمِنُبَرِ، فَقَالَ حِينَ ارُتَقىٰ دَرَجَةً ":آمِينَ. ثُمَّ ارُتَقىٰ الأُخُرىٰ، فَقَالَ :آمِيُن. ثُمَّ ارُتَقىٰ الثَّالِثَةَ فَقَالَ :آمِيُنَ". فَلَمَّا نَزَلَ عَنِ الُمِنُبَرِ وَفَرَغَ، قُلُنَا :يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدُ سَمِعُنَا مِنُکَ کَلامًا الُيَوُمَ مَا کُنَّا نَسُمَعُهٗ قَبُلَ الُيَوُمِ؟، قَالَ ":وَسَمِعُتُمُوُهُ؟"، قَالُوُا :نَعَمُ، قَالَ ":إِنَّ جِبُرِيُلَ عَلَيُهِ السَّلامَ، عَرَضَ لِیُ حِيُنَ ارُتَقَيُتُ دَرَجَةً، فَقَالَ :بَعُدَ، مَنُ أَدُرَکَ أَبَوَيُهِ عِنُدَ الُکِبَرِ أَوُ أَحَدَهُمَا لَمُ يُدُخِلاهُ الُجَنَّةَ، قَالَ :قُلُتُ :آمِيُنَ، وَقَالَ :بَعُدَ مَنُ ذُکِرُتَ عِنُدَهٗ وَلَمُ يُصَلِّ عَلَيُکَ، فَقُلُتُ :آمِيُنَ، ثُمَّ قَالَ :بَعُدَ مَنُ أَدُرَکَ

رَمَضَانَ، فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِينَ." (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر ٧٤٦٥١، واللفظ لہٗ؛ شعب الایمان؛ مستدرک حاکم وقال صحیح الاسناد، واقرہ الذہبی) [1]

ترجمہ: حضور ﷺ منبر کی طرف تشریف لائے، اور آپ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔

جب آپ خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے بھی وہ بات سنی ہے؟ ہم نے عرض کیا جی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائے میں نے کہا آمین!

پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ (ﷺ) کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ (ﷺ) پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین! پھر انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین (ترجمہ ختم)

یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث ہی کی تفصیل ہے، اس میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بددعائیں دی ہیں، اور حضور ﷺ نے ان پر آمین فرمائی ہے۔

اوّل تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور ﷺ کی آمین نے تو اس کو جتنی سخت بددعا بنا دیا وہ ظاہر ہے۔

اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما دیں اور ان برائیوں

---

[1] قال الهيثمي:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ج١٠ ص١٦٦)

سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا شک ہے۔

بہرحال حضور ﷺ نے آمین کہا ہو تب بھی آپ ﷺ کی طرف سے بددعاء تو ثابت ہوگئی۔

وہ تین شخص جن کو بددعاء دی گئی ہے یہ ہیں:

ایک وہ شخص جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک سن کر درود شریف نہ پڑھنے والے کے لئے آپ ﷺ کے ظاہری ارشادات اس قدر سخت ہیں کہ ان کی برداشت وتحمل مشکل ہے، اور کیوں نہ ہو؟

آپ ﷺ کے احسانات امت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو شمار میں لایا جاسکے۔

اس کے علاوہ خود درود شریف کے فضائل اتنے عظیم الشّان ہیں کہ ان سے محرومی ہی مستقل بدنصیبی ہے۔

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر جمہور فقہائے کرام کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی حضور ﷺ کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود شریف واجب ہوجاتا ہے۔

البتہ اگر ایک مجلس میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک ایک سے زیادہ مرتبہ آئے، تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہوجاتا ہے، لیکن مستحب یہ ہے کہ جتنی مرتبہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک کرے، یا سنے، ہر مرتبہ پڑھے۔

محدثینِ کرام سے زیادہ آپ ﷺ کا ذکر کرنے والے اور کون لوگ ہوسکتے ہیں، ان کا ہر وقت کا مشغلہ ہی حدیثِ رسول ہے، جس میں ہر وقت آپ ﷺ کا بار بار ذکر آتا ہے۔

مگر تمام محدثین کا یہی دستور رہا ہے، کہ ہر مرتبہ درود وسلام پڑھتے اور لکھتے ہیں۔

انہوں نے اس کی بھی پروا نہیں کی کہ بار بار درود وسلام لکھنے سے کتاب کی ضخامت اور مواد کافی بڑھ جاتا ہے، کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں، جن میں ایک دو سطر کے بعد حضور ﷺ کا نامِ مبارک آتا ہے۔

اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ آپ ﷺ کے نامِ مبارک کا ذکر آتا ہے۔

مگر اس کے باوجود محدثینِ کرام درود وسلام کے لکھنے کو نہیں چھوڑتے (معارف القرآن؛ بتغیر، جلد ہفتم،

صفحہ۲۲۴، ص۲۲۵، درذیل سورہ احزاب آیت ۵۶) [1]

مسئلہ۱:......جس طرح زبان سے آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک کرتے یا سنتے وقت زبانی درود واجب ہے، اسی طرح قلم سے لکھتے وقت بھی واجب ہے۔

اور جو لوگ لکھتے وقت اختصار کے پیشِ نظر چھوٹا سا " ؐ " یا "صلعم" وغیرہ لکھ دیتے ہیں، یہ کافی نہیں۔ [2]

مسئلہ۲:......آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت اعلیٰ وافضل اور مستحب تو یہی ہے کہ درود اور سلام دونوں پڑھے یا لکھے جائیں، مثلاً "صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھا یا لکھا جائے، جس میں کہ درود وسلام دونوں موجود ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص صرف درود پڑھ لے، تو اس سے بھی واجب ادا ہوجاتا ہے، اور بعض علماء کے نزدیک صرف سلام پر اکتفاء کرنے سے بھی واجب ادا ہوجاتا ہے۔ [3]

---

[1] ومن الواجب عند الاكثرين عنده ذكره او سماع اسمه عليه الصلاة والسلام، كما ذهب اليه الطحاوى، واختاره فى التحفة، للاحاديث المذكورة آنفا، ولو تكرره ذكره الشريف فى المجلس ففى شرح المنية عن الكافى: لم يلزمه الا مرة واحده فى الصحيح، لان تكرار اسمه واجب لحفظ سنته التى بها قوام الشريعة، فلو وجبت الصلاة فى كل مرة لافضى الى الحرج، غير انه ندب تكرارها، انتهىٰ.
وسنة اصحاب الحديث الذين هم اكثر الناس تكرارا لذكره الشريف، هو تكرار الصلاة عند تكرار الذكر قراء ة و كتابة، وهو الاولىٰ والاحرىٰ (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ۳ج ص ۴۸۹، سورة الاحزاب)
والحديث يدل على وجوب الصلاة عليه كلما جرى ذكره وإليه صار جمع من المذاهب الأربعة وقيل يجب ذلك فى العمر مرة فقط (فيض القدير شرح الجامع الصغير تحت حديث رقم ۸٦٧٨)

[2] مُقْتَضَى الدَّلِيلِ افْتِرَاضُهَا فِي الْعُمْرِ مَرَّةً، وَإِيجَابُهَا كُلَّمَا ذُكِرَ، إلَّا أَنْ يَتَّحِدَ الْمَجْلِسُ فَيُسْتَحَبُّ التَّكْرَارُ بِالتَّكْرَارِ، فَعَلَيْك بِهِ اتَّفَقَتْ الْأَقْوَالُ أَوْ اخْتَلَفَتْ. اهـ. فَقَدْ اتَّضَحَ لَك أَنَّ الْمُعْتَمَدَ مَا فِي الْكَافِي. وَسَمِعْت قَوْلَ الْقُنْيَةِ إنَّهُ بِهِ يُفْتَى، وَأَنْتَ خَبِيرٌ بِأَنَّ الْفَتْوَى آكَدُ أَلْفَاظِ التَّصْحِيحِ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل فى بيان تاليف الصلاة الىٰ انتهائها)

[3] السَّلَامُ يُجْزِءُ عَنْ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِنْدِيَّةٌ عَنْ الْغَرَائِبِ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل فى بيان تاليف الصلاة الىٰ انتهائها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ ۳:...... نبی ﷺ کا اسمِ مبارک اگر خطبے میں آئے تو خطبہ سننے والوں پر درود پڑھنا واجب نہیں، اسی طرح اگر کوئی قرآن مجید کی قرأت سن رہا ہو، اور قرأت کے دوران حضور ﷺ کا نامِ نامی آئے تو بھی درود پڑھنا واجب نہیں۔

البتہ زبان کو حرکت دیئے بغیر اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینے میں حرج بھی نہیں۔ [۱]

مسئلہ ۴:...... اگر کوئی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے، اور کسی دوسرے کی زبان سے حضور ﷺ کا نامِ نامی سنے، تو بھی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول آدمی پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں، البتہ اگر تلاوت سے فارغ ہو کر درود پڑھ لے، تو افضل ہے، اگرچہ واجب نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی قرآن مجید تلاوت کر رہا ہے، تو تلاوت کے دوران حضور ﷺ کا نام آئے، تو بھی تلاوت کرنے والے پر درود پڑھنا واجب نہیں، اور اسے اپنی تلاوت کا تسلسل جاری رکھنا افضل ہے، البتہ اگر تلاوت سے فارغ ہو کر درود پڑھ لے، تو افضل ہے، اگرچہ واجب نہیں۔ [۲]

مسئلہ ۵:...... بعض لوگ حضور ﷺ کا نامِ نامی سن کر درود شریف کے بجائے ''حق یا نبی'' وغیرہ الفاظ کہتے ہیں، اور اسی کو حضور ﷺ کے نامِ نامی سننے کا جواب سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ حضور ﷺ کے نامِ مبارک کے سننے پر سنت کے مطابق درود شریف

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مگر اس پر یہ اشکال ہے کہ احادیث میں آپ ﷺ کے ذکرِ مبارک پر درود کا حکم اور اس کے ترک پر وعید وارد ہے، اور یہ حکم اور وعید صلاۃ کے تارک سے متعلق ہے، نہ کہ سلام کے تارک سے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ درود کے بغیر وجوب ادا نہ ہو، ممکن ہے کہ مجوزین نے سلام کو صلاۃ پر قیاس کیا ہو؟

[۱] أقول: يستثنى أيضا ما لو ذكره أو سمعه في القراء ة أو وقت الخطبة لوجوب الإنصات والاستماع فيهما ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

[۲] وفي كراهية الفتاوى الهندية: ولو سمع اسم النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقرأ لا يجب أن يصلي، وإن فعل ذلك بعد فراغه من القرآن فهو حسن، كذا في الينابيع، ولو قرأ القرآن فمر على اسم نبي فقراءة القرآن على تأليفه ونظمه أفضل من الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك الوقت، فإن فرغ ففعل فهو أفضل وإلا فلا شيء عليه كذا في الملتقط. ا هـ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' وغیرہ پڑھا جائے۔

(۲)......نماز کے قعدہ میں درود شریف

نماز کے آخری قعدہ میں تشہد (یعنی التحیات الخ) کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهُ سَلْ تُعْطَهُ (ترمذی، حدیث نمبر ۵۴۱، ابواب السفر، باب ما ذکر فی الثناء علی اللہ والصلاۃ علی النبی ﷺ قبل الدعاء) [2]

ترجمہ: میں نماز پڑھ رہا تھا، پس جب میں نماز کے قعدے میں بیٹھا، تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی (یعنی تشہد پڑھا) پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا، پھر میں اپنے لئے دعا کی (یعنی درود شریف کے بعد دعائیہ کلمات مثلاً ''اللہم انی ظلمت نفسی الخ'' پڑھا کرتا تھا) تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، آپ کو عطا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، آپ کو عطا کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ حمد وثناء اور درود شریف کے بعد دعا شرفِ قبولیت رکھتی ہے۔

اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ

---

[1] واما الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام فی قعدۃ الصلاۃ فھی سنۃ عند الجمھور (احکام القرآن للفقیہ المفسر العلامۃ محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ ج ۳ ص ۴۸۹، سورۃ الاحزاب)

[2] قال الترمذی:
قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ مُخْتَصَرًا.

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَیُّھَا الْمُصَلِّیْ إِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ أَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ (ترمذی، حدیث نمبر ۳۳۹۸، باب ماجاء فی جامع الدعوات، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۱۸۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، کہ اس دوران ایک آدمی آیا، اوراس نے نماز پڑھی، پھر نماز (کے آخری قعدہ) میں یہ دعا پڑھی ’’اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ ‘‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے جلدی کی ہے (صحیح طریقہ یہ ہے کہ) جب تو نماز پڑھے، اور نماز کا (آخری) قعدہ کرے تو تم اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حمد بیان کرو (یعنی التحیات للہ الخ پڑھو) اور مجھ پر درود پڑھو، پھر دعا کرو۔

حضرت فضالہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ایک دوسرے آدمی نے نماز پڑھی، اور (نماز کے آخری قعدہ میں) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، اور نبی ﷺ پر درود پڑھا، تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے نمازی دعا کرو، جو قبول کی جائے گی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف سنت ہے۔ [2]

اور نسائی کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

---

[1] قَالَ أَبُو عِیسَی: هَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ حَیْوَةُ بْنُ شُرَیْحٍ عَنْ أَبِی هَانِئٍ الْخَوْلَانِیِّ وَأَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَیْدُ بْنُ هَانِئٍ وَأَبُو عَلِیٍّ الْجَنْبِیُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِکٍ.

[2] فِی حَدِیثِ فَضَالَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وُقُوفِهِ عَلَی أَنَّ الْمُصَلِّیَ الْمَذْکُورَ فِیهِ لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی صَلَاتِهِ لَمْ یَأْمُرْهُ بِالْعَوْدِ لَهَا ؛ لِأَنَّ ذَلِکَ لَوْ کَانَ لَا تُجْزِئُهُ مَعَهُ صَلَاتُهُ لَأَمَرَهُ بِالْعَوْدِ لَهَا (مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل الوجه فیما ذکرناه من الاختلاف فی الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی آخر الصلوات هل هو فرض لا تجزء الصلاة إلا به ؟ أو هو من السنن المأمور بها فی الصلوات التی تجزء ، وإن لم یؤت بها فیها)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ تُجَبْ وَسَلْ تُعْطَ (نسائی، حدیث نمبر ۱۲۸۳، بَاب التَّمْجِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ)

ترجمہ: (نماز کے آخری قعدہ میں تشہد اور درود شریف پڑھنے والے شخص کو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا کرو، قبول کی جائے گی، اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، عطا کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ:

إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ (ترمذی، حدیث نمبر ۳۳۹۹، باب ماجاء فی جامع الدعوات، قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، واللفظ لهٗ، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۸۳، باب الدعاء، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۱۸۶، صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر ۱۹۶۰، باب ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ الْمَرْءَ مَأْمُورٌ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ فِي صَلَاتِهِ عِنْدَ ذِكْرِهِ إِيَّاهُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے، تو اسے چاہئے کہ وہ (آخری قعدہ میں) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء (یعنی تشہد) کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے (مسنون) دعا پڑھے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا سنت ہے، اور اس کی وجہ سے درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعا قبول کی جاتی ہے۔ [1]

---

[1] إذا صليت بالخطاب الخاص المراد به العام فقعدت قال الطيبى أما عطف على مقدر أى إذا صليت وفرغت فقعدت للدعاء فاحمد الله وأما عطف على المذكور أى إذا كنت مصليا فقعدت للتشهد فاحمد الله أى إثن عليه بقولك التحيات اه ويؤيد الأول إطلاق قوله فاحمد الله لما هو أهله من كل ثناء جميل واشكره على كل عطاء جزيل وصل على وفى رواية ثم صل على فإنى واسطة عقد المحبة ووسيلة العبادة والمعرفة ثم ادعه بهاء الضمير وقيل بهاء السكت قال أى الراوى ثم صلى رجل آخر قيل لعله ابن مسعود للحديث الآتى عقب هذا بعد ذلك فى ذلك المجلس أو بعده

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:......نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف سنت ہے۔ [۱]

(۳)......اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ

اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سنا:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم حديث نمبر ۸۷۵، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلى على النبى ﷺ ثم يسأل الله له الوسيلة، سنن أبى داود، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا سمع المؤذن، ترمذى، كتاب المناقب، باب فى فضل النبى ﷺ)

ترجمہ: جب تم مؤذن کی اذان کو سنو، تو تم جو وہ کہتا ہے، اس کی طرح کہو، پھر (اذان کے بعد) میرے اوپر درود پڑھو، اس لئے کہ جس نے میرے اوپر درود پڑھا، تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، پھر تم میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو، اور وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ (ومقام) ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کی

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فى وقت آخر فحمد الله وصلى على النبى أى ولم يدع فقال له النبى أيها المصلى ادع تجب على بناء المجهول مجزوما على جواب الأمر دلهما عليه السلام على الكمال(مرقاة، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى وفضلها)

[۱] (قوله وسنة فى الصلاة) أى فى قعود أخير مطلقا، وكذا فى قعود أول فى النوافل غير الرواتب تأمل وفى صلاة الجنازة ....(قوله ومكروهة فى صلاة غير تشهد أخير) أى وغير قنوت وتر فإنها مشروعة فى آخره كما فى البحر فالأولى استثناؤه أيضا ح وكذا فى غير صلاة الجنازة فتسن فيها(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

شان کے لائق ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا، پس جو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا تو اس کے لئے میری شفاعت اتر پڑے گی (ترجمہ ختم)

ایک دوسری حدیث میں ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔ [1]

گذشتہ حدیث سے اذان کے بعد درود اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا معلوم ہوا۔

اور دعائے وسیلہ کے ذریعہ سے شفاعت حاصل ہونے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ [2]

---

[1] وَفِی الْحَدِیث الْآخَر :(إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّن اللَّه أَكْبَر ، اللَّه أَكْبَر ، فَقَالَ أَحَدكُمْ : اللَّه أَكْبَر اللَّه أَكْبَر ، ثُمَّ قَالَ :أَشْهَد أَنْ لَا إِلَه إِلَّا اللَّه قَالَ :أَشْهَد أَنْ لَا إِلَه إِلَّا اللَّه ، ثُمَّ قَالَ :أَشْهَد أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُول اللَّه ، قَالَ أَشْهَد أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُول اللَّه ثُمَّ قَالَ :حَيَّ عَلَى الصَّلَاة قَالَ :لَا حَوْل وَلَا قُوَّة إِلَّا بِاَللَّهِ ، ثُمَّ قَالَ :حَيَّ عَلَى الْفَلَاح قَالَ :لَا حَوْل وَلَا قُوَّة إِلَّا بِاَللَّهِ ثُمَّ قَالَ :اللَّه أَكْبَر اللَّه أَكْبَر قَالَ :اللَّه أَكْبَر اللَّه أَكْبَر ثُمَّ قَالَ :لَا إِلَه إِلَّا اللَّه قَالَ : لَا إِلَه إِلَّا اللَّه مِنْ قَلْبه دَخَلَ الْجَنَّة (شرح النووی علی مسلم ، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلی على النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم يسأل الله له الوسيلة)

[2] ملحوظ رہے کہ مختلف روایات میں مذکور الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کے حصول کی یہ فضیلت دعائے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے، وہ الگ بات ہے کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ مسنون ہے، اور اس موقع پر اس کو مذکورہ فضیلت کے ساتھ ایک مسنون عمل کی فضیلت کا درجہ بھی حاصل ہے، اس اعتبار سے اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ کی فضیلت زیادہ ہے۔

چنانچہ مسلم، نسائی، مسند احمد، مستخرج ابوعوانۃ اور معجم کبیر طبرانی کی روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں:

فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَة

اور ترمذی کی ایک روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں:

وَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

اور ابوداؤد کی روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں:

فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِیَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ میں اس طرح باب قائم کیا ہے:

باب صفة الدعاء عند مسألة الله عز وجل للنبی صلى الله عليه وسلم محمد الوسيلة ، واستحقاق الداعی بتلک الدعوة الشفاعة يوم القيامة(صحيح ابن خزيمة)

اور آگے آنے والی بعض روایات میں بھی مذکورہ شفاعت کی فضیلت حاصل ہونے کے لئے اذان کے بعد کی قید مذکور نہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دیگر احادیث میں دعائے وسیلہ کے الفاظ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اذان سننے کے وقت یہ دعا پڑھے، تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت اتر پڑے گی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا نِ اَلَّذِیْ وَعَدْتَهٗ .

ترجمہ: اے اللہ مالک اس کامل دعا (اذان) کے اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد (ﷺ) کو وسیلہ (جنت کا سب سے خاص اور اعلیٰ درجہ) اور فضیلت عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کو مقامِ محمود (شفاعتِ کبریٰ) تک پہنچایئے، جس کا آپ نے محمد ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۹، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، وحدیث نمبر ۴۳۵۰، باب قوله عسی أن یبعثک ربک مقاما محمودا، واللفظ لهٗ، سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الدعاء عند الأذان، ترمذی، حدیث نمبر ۱۹۵، باب ما یقول الرجل إذا أذن المؤذن من الدعاء، نسائی، حدیث نمبر ٦٧٩، باب الدعاء عند الاذان، کتاب الاذان والسنة فیه، باب ما یقال إذا أذن المؤذن، مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۸۱۷، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ١٦٨٩، باب ذکر إیجاب الشفاعة فی القیامة لمن سأل الله جل وعلا لصفیه ﷺ المقام المحمود عند الأذان یسمعه)

گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ

بلکہ بعض روایات میں دوسرے اوقات میں دعائے وسیلہ پر شفاعت کے حصول کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

چنانچہ معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت اس طرح ہے:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بن إِسْحَاقَ التُّسْتَرِیُّ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بن عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِیُّ، عَنْ مُطَّرِحِ بن يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بن يَزِيدَ، عَنْ عِيسَى بن سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِی أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ":مَنْ دَعَا بِهَؤُلاءِ الدَّعَوَاتِ فِی دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ مِنِّی يَوْمَ الْقِيَامَةِ :اللَّهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَاجْعَلْهُ فِی الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِی الْعَالَمِينَ دَرَجَتَهُ، وَفِی الْمُقَرَّبِينَ ذِكْرَ دَارِهِ (المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۷۸۵۳)

اس سے پہلی حدیث میں درود شریف کے بعد دعائے وسیلہ کا ذکر تھا، اس لئے درود شریف کے بعد اس دعا کو پڑھنا افضل ہوگا، اور درودِ ابراہیمی کی فضیلت دوسرے درودوں سے زیادہ ہے، اس لئے زیادہ فضیلت اس میں ہے کہ درودِ ابراہیمی کے بعد یہ دعا پڑھی جائے، اور اگر دوسرا کوئی درود پڑھ کر یہ دعا پڑھی جائے، تب بھی کوئی حرج نہیں۔ [۱]

بعض روایات میں دعائے وسیلہ کے الفاظ اس سے کچھ مختلف آئے ہیں۔ [۲]

جبکہ بعض روایات میں درود شریف اور دعائے وسیلہ دونوں کا ذکر ہے۔ [۳]

---

[۱] الثّالِثُ أَنْ يُصَلّيَ عَلَى النّبِيّ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْ إجَابَةِ الْمُؤَذّنِ وَأَكْمَلُ مَا يُصَلّي عَلَيْهِ بِهِ وَيَصِلُ إلَيْهِ هِيَ الصّلَاةُ الْإِبْرَاهِيمِيّةُ كَمَا عَلّمَهُ أُمّتَهُ أَنْ يُصَلّوا عَلَيْهِ فَلَا صَلَاةَ عَلَيْهِ أَكْمَلُ مِنْهَا وَإِنْ تَحَذْلَقَ الْمُتَحَذْلِقُونَ .الرّابِعُ أَنْ يَقُولَ بَعْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ اللّهُمّ رَبّ هَذِهِ الدّعْوَةِ التّامّةِ ، وَالصّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الّذِي وَعَدْتَهُ إنّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ هَكَذَا جَاءَ بِهَذَا اللّفْظِ (زادالمعادلابن القيم ،ج۲ص ۳۵۶، فصل الذكر عند الأذان وبعده)

[۲] چنانچہ معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت اس طرح ہے:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بن سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ أَبُو حَفْصٍ، عَنْ قَيْسِ بن مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بن شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَقُولُ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلاةِ فَيُكَبِّرُ، وَيَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَيَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ يَقُولُ :اللَّهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَاجْعَلْهُ فِي الأَعْلَيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِينَ ذِكْرَهُ، إِلا وَجَبَتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(المعجم الكبير حديث نمبر ۹۶۶۹)

[۳] چنانچہ ایک روایت میں ہے:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ ,حَدَّثَنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بن الْمُنِيبِ ,حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بن عَبْدِ اللَّهِ بن كَيْسَانَ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ,أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,قَالَ:مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ ,فَقَالَ :أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ ,وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ,اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَبَلِّغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيلَةِ عِنْدَكَ , وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الكبيرعن ابنِ عباس ،حديث نمبر ۱۲۳۸۹)
اس روایت کو اسحاق بن عبداللہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے، گو شدید درجہ کی ضعیف نہیں ہے۔
رواه الطبراني في الكبير وفيه إسحق بن عبدالله بن كيسان لينه الحاكم وضعفه ابن حبان ، وبقية رجاله ثقات .(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳)
وفي إسناده إسحاق بن عبد الله بن كيسان وهو لين الحديث .(إتحاف الخيرة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں اذان کے بغیر بھی درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ، فَاسْأَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ "قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا الْوَسِيْلَةُ ؟ قَالَ " :أَعْلٰى

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

المهرة، كتاب الاذان،باب فيمن خرج من المسجد بعد الأذان أو سمع النداء فلم يأته إلا من عذر)

وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان وهو لين الحديث(الترغيب والترهيب -المنذرى تحت حديث رقم ۴۰۰،كتاب الصلاة الترغيب فى الأذان وما جاء فى فضله)

إسحاق بن عبد الله بن كيسان المروزى، واه(المقتنى فى سرد الكنى للذهبى تحت رقم الترجمة ٦٩٢)

أبو بشر إسحاق بن عبد الله بن كيسان المروزى يحدث عن أبيه روى عنه أبو الدرداء عبد العزيز بن منيب ليس من أهل الحديث (تاريخ مدينة دمشق ، ج٦٦ص١٧)

البتہ ابنِ حبان نے ان پر سخت جرح کی ہے، جو محدثین کے قواعد کے مطابق مؤثر نہیں۔

اور راجح یہی ہے کہ مذکورہ محدثین کی صراحتوں کی روشنی میں یہ حدیث ضعیف ہے، مگر شدید ضعیف نہیں ہے، اور جناب ناصر الدین البانی صاحب نے جو اس حدیث کو شدید ضعیف قرار دیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں۔

اور رہا ان کے والد عبداللہ بن کیسان کا معاملہ تو وہ بھی اگرچہ ضعیف ہیں، مگر شدید ضعیف وہ بھی نہیں۔

عبد الله بن كيسان أبو مجاهد مروزى ليس بالقوى(الضعفاء والمتروكين للنسائى ، تحت رقم الترجمة ۹۲۹)

قال البخارى : له ابن يسمى إسحاق .منكر الحديث.وَقَال أبو حاتم : ضعيف الحديث .وذكره ابنُ حِبَّان فى كتاب "الثقات.روى له البخارى فى "الأدب "، وأبو داود.(تهذيب الكمال ج۱۵ ص ۴۸۱)

قلت عبد الله بن كيسان ضعفه أبو حاتم الرازى وابنه إسحاق لينه أبو احمد الحاكم(فتح البارى لابنِ حجر، كتاب كفارات اليمين، باب الكفارة قبل الحنث وبعده)

اسحاق بن عبداللہ کی طرح عبداللہ بن کیسان پر جو محدثین نے جرح کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، وہ درجۂ رابعہ سے نیچے کے ہیں، اس لئے ان میں شاہد بننے کی صلاحیت موجود ہے۔

پس ہمارے نزدیک یہ حدیث اپنی ذات میں ضعیف ہے، اور دیگر احادیث (خصوصاً حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مذکورہ صحیح حدیث جس میں اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ کا ذکر ہے) سے مؤید ہو کر حسن درجہ میں داخل ہے۔ (محمد رضوان)

دَرَجَةٍ فِـى الْـجَـنَّةِ، لَا يَـنَـالُهَـا إِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ "

(مسـنـد احـمـد حـديـث نـمـبـر ۷۵۹۸، والـلـفظ لہٗ، مصنف عبدالرزاق ،حديث نمبر ۳۱۲۰، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى ﷺ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود پڑھو، تو میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعا بھی کرو، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ تو فرمایا: جنت میں اعلیٰ درجہ ہے، جس کو جنت میں ایک ہی آدمی حاصل کر پائے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَـلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاةً عَلَيَّ زَكَاةٌ لَكُمْ , وَسَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ ، قَالُوْا :وَمَا الْوَسِيْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: أَعْـلٰـى دَرَجَةٍ فِـى الْـجَنَّةِ ، لا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ ، أَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ (مـصـنف ابنِ ابى شيبة، كتاب الفضائل، باب ما أعطى الله محمدا ﷺ، واللفظ لہٗ، مسـنـد احـمـد حديث نمبر ۸۷۷۰، بغية الحارث ، باب الصلاة على النبى ﷺ، مسند اسـحـاق بـن راهـويـه حـديـث نـمـبـر ۲۹۷، مسند هناد بن السرى حديث نمبر ۱۴۳، ص ۱۴۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے زکاۃ (یعنی پاکی کا ذریعہ) ہے، اور میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعا بھی کرو، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ تو فرمایا: جنت میں اعلیٰ درجہ ہے، جس کو جنت میں ایک ہی آدمی حاصل کر پائے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَقَالَ :اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِىْ "(مسند احمد حديث نمبر ١٦٩٩١، مسند البزار حديث نمبر ۲۳۱۵، السنة لابنِ ابى عاصم حديث نمبر ۳۲۳، معجم الصحابة لابنِ قانع حديث نمبر ۳۹۱)[1]

ترجمہ: جس نے محمد ﷺ پر درود پڑھ کر یہ دعا پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اے اللہ! محمد ﷺ کو قیامت کے دن (یعنی آخرت میں) اپنا قربِ خاص (یعنی مقامِ وسیلہ) عطا فرمایئے'' تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِىْ (المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۴۳۵۳ وحديث نمبر ۴۳۵۴، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۵۱)

ترجمہ: جس نے یہ پڑھا (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، اور قیامت کے دن (یعنی آخرت میں) اپنا قربِ خاص (یعنی مقامِ وسیلہ) عطا فرمایئے'' تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی (ترجمہ ختم)

اور اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَىَّ أَوْ سَأَلَ لِىَ الْوَسِيْلَةَ

---

[1] قال الهيثمى:

رواه البزار والطبرانى فى الاوسط والكبير وأسانيدهم حسنة. (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۳)

اور بعض حضرات نے جو اس حدیث کو ''ابنِ لہیعۃ'' کے تفرد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے، تو اولاً تو بعض حضرات نے ابنِ لہیعہ کو حسن الحدیث فرمایا ہے، جیسا کہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

وفيه ابن لهيعة وهو ضعيف وقد حسن له بعضهم. (مجمع الزوائد ج۱ ص۲۹۶)

دوسرے ہمارے نزدیک اس حدیث میں مذکور ''مقعدِ مقرب'' سے وسیلہ مراد ہے، جس کے بارے میں شفاعت حاصل ہونے کی یہ فضیلت دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے، اس لئے علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا اس حدیث کی تحسین کا فیصلہ درست ہے۔ (محمد رضوان)

حَـقَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (فـضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے اوپر درود بھیجا اور میرے لئے وسیلہ کی دعا کی، تو اس پر قیامت کے دن میری شفاعت اترے گی (ترجمہ ختم) [1]

(۴)......نمازِ جنازہ میں درودشریف

نمازِ جنازہ درحقیقت میت کے لئے دعا ہے، اور دعا کے بارے میں آگے آ رہا ہے، کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے، پھر درودشریف پڑھا جائے، پھر دعا کی جائے۔

نمازِ جنازہ میں بھی یہی ترتیب سنت ہے۔

حضرت مسیّب فرماتے ہیں کہ:

عَـنْ عَـلِيٍّ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلَى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا ,وَأَلِّفْ

---

[1] ملحوظ رہے کہ کتاب کے نسخے میں حرفِ ''او'' کے ساتھ روایت ہے، لیکن ہمیں اس مقام پر ''الف'' زائد معلوم ہوتا ہے، کیونکہ دیگر روایات میں درودشریف کے بعد دعائے وسیلہ کرنے اور بعض روایات میں صرف دعائے وسیلہ پر شفاعت کی مذکورہ فضیلت وارِد ہوئی ہے، اسی لئے ہم نے دیگر احادیث وروایات کی مطابقت کی خاطر حرفِ ''وْ'' کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔

اور اگرچہ ''مقعدِ مقرب'' سے ''مقامِ محمود'' مراد ہونے کا بھی احتمال ہے، بوجہ ''یومِ قیامت'' کے الفاظ کے، اور وسیلہ مراد ہونے کا بھی احتمال ہے، اس صورت میں ''یومِ قیامت'' سے مطلقاً عالمِ آخرت مراد ہوگا، اور ہم نے دیگر احادیث وروایات کے پیشِ نظر وسیلہ مراد ہونے کو ترجیح دی ہے۔

اور ''یومِ قیامت'' کے الفاظ سے آخرت اور جنت مراد لیا جانا شریعت میں شائع وذائع ہے۔

اور اگر مقامِ وسیلہ اور مقامِ محمود دونوں کو مراد لیا جائے، تو بھی مضائقہ نہیں، کیونکہ دونوں مقامات قربِ خاص پر ہی مبنی اور اسی کا منشاء ہیں۔

من قال اللهم صل على محمد وأنزله المقعد المقرب عندک هو المقام المحمود لقوله يـوم الـقيـامة وفـى رواية المقرب عندک فى الجنة فيحتمل أن يراد به الوسيلة التى هى أعلى درجة فى الجنة لا تكون إلا له عليه السلام (مرقاة، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى وفضلها)

بَیْنَ قُلُوبِنَا ,وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا ,وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰی قُلُوْبِ خِیَارِنَا (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب ما یبدأ به فی التکبیرة الأولی فی الصلاة علیه والثانیة والثالثة والرابعة)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب میت کا جنازہ پڑھتے تھے، تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے تھے، اور پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتے تھے، اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! ہمارے زندوں اور مُردوں کی مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا فرما، اور ہمارے اختلافات کو دور فرما، اور ہمارے دلوں کو ہمارے نیک بندوں کے دلوں کے مطابق بنا (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد ہیں، جن کے عمل کو حضور ﷺ نے سنت قرار دیا ہے، اور ویسے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل یقیناً حضور ﷺ کی اتباع میں تھا، جس میں درود شریف کا بھی ذکر ہے۔

نمازِ جنازہ میں دیگر روایات سے اور دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہیں، ان کو بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو سعید مقبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنازہ پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا:

فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُکَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ کَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّیْتُ عَلٰی نَبِیِّهٖ ثُمَّ أَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنَّهٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ کَانَ یَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ إِحْسَانِهٖ وَإِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۴۷۹، کتاب الجنائز، باب ما یقول المصلی علی الجنازة، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۲۵، کتاب الجنائز، باب القراءة والدعاء فی الصلاة علی المیت، مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب ما یبدأ به فی التکبیرة

الأولى فى الصلاة عليه و الثانية و الثالثة و الرابعة، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۸۹)

ترجمہ: تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں آپ کو ضرور بتلاتا ہوں میں تو جنازہ والے کے گھر سے ہی جنازہ کے پیچھے ہو لیتا ہوں، پھر جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے، تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں، اور پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہوں، اور پھر یہ دعا پڑھتا ہوں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے اور آپ کی بندی کی اولاد ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ اس کی حالت کو زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی کو اور زیادہ فرما، اور اگر خطاوار تھا تو اس کی خطاؤں کو درگزر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ فرما، اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو نمازِ جنازہ کا طریقہ بتلایا، وہ یقیناً سنت کے مطابق بتلایا، اپنی طرف سے نعوذ باللہ اختراع نہیں فرمایا، اور اس میں درود شریف کا بھی ذکر ہے۔

حضرت نافع رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْ لَهُ وَأَوْرِدْهُ حَوْضَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۸۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کی نماز میں درود شریف پڑھتے تھے، اور درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! اس کو بابرکت بنا، اور اس پر رحمت نازل فرما، اور اس کی مغفرت فرما، اور اس کو اپنے نبی ﷺ کے حوضِ کوثر پر حاضری نصیب فرما (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سنت کی اتباع کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور آپ کا نمازِ جنازہ میں درود شریف پڑھنا سنت کی اتباع ہی کی وجہ سے تھا۔

مشہور تابعی حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> **التَّكْبِيرَةُ الْأُولٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَنَاءٌ عَلَى اللهِ وَالثَّانِيَةُ صَلاَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ ,وَالرَّابِعَةُ تَسْلِيمٌ** (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ٦۴۳۴، كتاب الجنائز، باب القراءة والدعاء في الصلاة على الميت، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب الجنائز، باب ما يبدأ به في التكبيرة الأولى في الصلاة عليه والثانية والثالثة والرابعة، فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۸۷)
>
> **ترجمہ:** میت پر جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے، اور دوسری کے بعد نبی ﷺ پر درود ہے، اور تیسری کے بعد میت کے لئے دعا ہے، اور چوتھی کے بعد سلام ہے (ترجمہ ختم)

ان روایات سے نمازِ جنازہ میں درود شریف کے پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

اس کے علاوہ نمازِ جنازہ چونکہ دعا ہے، اور دعا کے موقع پر درود شریف کی فضیلت واہمیت کے دیگر دلائل بھی اپنے مقام پر مذکور ہیں، ان سے بھی نمازِ جنازہ میں درود شریف پڑھنے کی تائید ہوتی ہے۔

(۵)...... جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت

جن مواقع پر درود شریف کا پڑھنا زیادہ فضیلت واہمیت کا باعث ہے، ان میں سے ایک موقع جمعہ کے دن کا بھی ہے۔

چنانچہ احادیث وروایات میں جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے مختلف فضائل آئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکۡثِرُوۡا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوۡمَ الۡجُمُعَۃِ وَلَیۡلَۃَ الۡجُمُعَۃِ فَمَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ عَشۡراً (السنن الکبریٰ للبیھقی حدیث نمبر ٦٢٠٧، کتاب الجمعۃ، باب ما یؤمر بہ فی لیلۃ الجمعۃ ویومھا من کثرۃ الصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: مجھ پر تم جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرنے کی اہمیت وفضیلت کے متعلق مختلف احادیث وروایات آئی ہیں۔

اور اس وجہ سے اس سلسلہ میں بعض روایات کی سند میں اگر کوئی ضعف بھی ہو تو اس میں حرج نہیں۔ لے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکۡثِرُوۡا عَلَیَّ الصَّلَاۃَ فِیۡ یَوۡمِ الۡجُمُعَۃِ وَلَیۡلَۃِ الۡجُمُعَۃِ فَمَنۡ فَعَلَ ذَالِکَ کُنۡتُ لَہٗ شَہِیۡدًا اَوۡ شَافِعًا یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ (شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ٢٧٧١، کتاب الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ لیلۃ الجمعۃ ویومھا، الجامع الصغیر ج ٢ رقم حدیث ١٤٠٥، ورمز السیوطی حسن)

ترجمہ: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، جو ایسا کرے گا میں اس کے لئے قیامت کے دن شہادت دوں گا یا شفاعت کروں گا (ترجمہ ختم)

اور امام شافعی رحمہ اللہ حضرت صفوان بن سلیم کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوۡلَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا کَانَ یَوۡمُ الۡجُمُعَۃِ وَلَیۡلَۃُ الۡجُمُعَۃِ فَأَکۡثِرُوۡا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ (مسند الشافعی حدیث نمبر ٣١٠)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہو اور جمعہ کی رات ہو تو تم میرے اوپر کثرت سے درود پڑھو (ترجمہ ختم)

لے وَرُوِیَ ذٰلِکَ مِنۡ أَوۡجُہٍ عَنۡ أَنَسٍ بِأَلۡفَاظٍ مُخۡتَلِفَۃٍ تَرۡجِعُ کُلُّھَا إِلَی التَّحۡرِیضِ عَلَی الصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ -صلی اللہ علیہ وسلم- لَیۡلَۃَ الۡجُمُعَۃِ وَیَوۡمَ الۡجُمُعَۃِ وَفِی بَعۡضِ إِسۡنَادِھَا ضُعۡفٌ وَفِیمَا ذَکَرۡنَا کِفَایَۃٌ وَبِاللَّہِ التَّوۡفِیقُ (السنن الکبریٰ للبیھقی ٦٢٠٨)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

قَالَ :أَكْثِرُوْا عَلَىَّ الصَّلاةَ فِى يَوْمِ الْجُمُعَةِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّىْ عَلَىَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَىَّ صَلاتُهٗ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۵۷۷، واللفظ لہٗ، حیاۃ الانبیاء فی قبورھم حدیث نمبر ۱۱)[۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ جو شخص بھی مجھ پر جمعہ کے دن درود پڑھتا ہے، تو اس کا درود مجھ پر (خصوصی قبولیت کے ساتھ) پیش کیا جاتا ہے (ترجمہ ختم)

یہ بات پہلے گزر چکی کہ حضور ﷺ پر جمعہ کے دن جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہ دوسرے دنوں کی طرح ہی زیادہ قبولیت کے ساتھ فرشتوں کے واسطے سے آپ ﷺ تک پیش کیا جاتا ہے، نہ یہ کہ صرف جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت ابواُمامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":أَكْثِرُوْا عَلَىَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِىْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَإِنَّ صَلَاةَ أُمَّتِىْ تُعْرَضُ عَلَىَّ فِىْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَمَنْ كَانَ أَكْثَرَهُمْ عَلَىَّ صَلَاةً كَانَ أَقْرَبَهُمْ مِنِّىْ مَنْزِلَةً "(شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۲۷۷۰، باب فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجمعۃ ویومھا الخ ،السنن الکبریٰ للبیھقی ۶۲۰۸)[۲]

---

[۱] قال الحاکم:
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ ، فَإِنَّ أَبَا رَافِعٍ هَذَا هُوَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.
وقال الذہبی:
إسماعيل بن رافع أبو رافع ضعفوه.
قلت :شواھدہ کثیرۃ فلھٰذالایضر ھذاالضعف .(محمد رضوان)

[۲] قال المنذری:
رواہ البیھقی بإسناد حسن إلا أن مکحولا قیل لم یسمع من أبی أمامۃ (الترغیب والترھیب تحت حدیث رقم ۲۵۸۳، کتاب الذکر والدعاء)
قال الالبانی:حسن لغیرہ

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو میری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، تم میں سے جس کا درود زیادہ ہوگا میرے نزدیک اس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا“ (ترجمہ ختم)

مذکورہ حدیثوں سے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن درود شریف کثرت سے پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

لہٰذا جمعہ کی صرف رات میں یا صرف دن میں کثرت سے درود شریف پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی، اور اگر رات اور دن دونوں اوقات میں پڑھا جائے گا، تو اس کی فضیلت اور زیادہ ہوگی، اور اس صورت میں مذکورہ احادیث پر زیادہ کامل طریقہ پر عمل ہوگا۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکوٰۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

فَاِنَّ الصَّلَاۃَ مِنْ اَفْضَلِ الْعِبَادَاتِ وَهِیَ فِیْهَا اَفْضَلُ مِنْ غَیْرِهَا لِاخْتِصَاصِهَا بِتَضَاعُفِ الْحَسَنَاتِ اِلٰی سَبْعِیْنَ عَلٰی سَآئِرِ الْاَوْقَاتِ وَلِکَوْنِ اِشْتِغَالِ الْوَقْتِ الْاَفْضَلِ بِالْعَمَلِ الْاَفْضَلِ هُوَ الْاَکْمَلُ وَالْاَجْمَلُ وَلِکَوْنِهٖ سَیِّدَ الْاَیَّامِ فَیُصْرَفُ فِیْ خِدْمَةِ سَیِّدِ الْاَنَامِ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ اِذَا عَرَفْتُمْ اَنَّهٗ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ (فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ) یَعْنِیْ عَلٰی وَجْهِ الْقُبُوْلِ فِیْهِ وَاِلَّا فَهِیَ دَائِمًا تُعْرَضُ عَلَیْهِ بِوَاسِطَةِ الْمَلَائِکَةِ اِلَّا عِنْدَ رَوْضَتِهٖ فَیَسْمَعُهَا بِحَضْرَتِهٖ وَقَدْ جَاءَ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ فِیْ فَضْلِ الصَّلَاۃِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَهَا وَفَضِیْلَةِ الْاِکْثَارِ مِنْهَا عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ (مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۲۳۷، باب الجمعة، الفصل الثانی)

ترجمہ: ”وجہ اس کی یہ ہے کہ درود شریف افضل ترین عبادت ہے، اور یہ عبادت جمعہ کے دن دوسرے دنوں کے مقابلے میں زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ جمعہ کے دن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نیکیوں کا اجر دوسرے اوقات کے مقابلے میں ستر گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے؛ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ افضل ترین وقت کو مشغول رکھنا افضل

ترین عمل کے ساتھ اکمل اور اجمل ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے تو اس میں تمام مخلوقات کے سردار حضور ﷺ کی خدمت میں درود شریف کی مشغولی ہی زیبا ہے، پھر جب آپ کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ترین دن ہے تو (حضور ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، یعنی اس دن کے درود شریف میں (دوسرے دنوں کی بہ نسبت) زیادہ قبولیت وفضیلت ہوتی ہے ورنہ تو واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ پر فرشتوں کے واسطہ سے درود شریف ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے، مگر آپ کے روضہ کے قریب درود شریف آپ بنفسِ نفیس سنتے ہیں، اور جمعہ کے دن اور اس کی رات میں حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنے اور اس کی کثرت کرنے کی فضیلت پر بہت سی احادیث آئی ہیں" (ترجمہ ختم)

اور علّامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ:

جمعہ کے دن درود شریف کی زیادہ فضیلت اس وجہ سے ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور حضور ﷺ تمام مخلوق میں سردار ہیں، اس لئے اس دن کو حضور ﷺ کے ساتھ ایک ایسی خصوصیت ہے جو دوسرے دنوں کو نہیں۔ [1]

یاد رہے کہ درود شریف پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ یا عقیدہ اپنی طرف سے گھڑ لینا صحیح نہیں۔ آج کل بعض لوگ مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اجتماعی طور پر

---

[1] ورسول الله ﷺ سيد الانام ويوم الجمعة سيد الايام فللصلاة عليه فى هذا اليوم مزية ليست لغيره مع حكمة أخرى وهى ان كل خير نالته أمته فى الدنيا والآخرة، فانما نالته على يده، فجمع الله لامته به بين خيرى الدنيا والآخرة، فأعظم كرامة تحصل لهم، فانما تحصل يوم الجمعة، فان فيه بعثهم الى منازلهم وقصورهم فى الجنة، وهو يوم المزيد لهم اذا دخلوا الجنة، وهو يوم عيد لهم فى الدنيا، ويوم فيه يُسعفهم الله تعالىٰ بطلباتهم وحوائجهم، ولا يَرُد سائلهم، وهذا كله انما عرفوه وحصل لهم بسببه وعلىٰ يده، فمن شكره وحمده، وأداء القليل من حقه ﷺ ان نُكثر من الصلاة عليه فى هذا اليوم وليلته (زاد المعاد، الجزء الاول صفحه ۱۵۰، فصل فى مبدء الجمعة، الخاصة الثانية)

(مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب "جمعۃ المبارک کے فضائل واحکام" ملاحظہ فرمائیں)

بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں اور اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، اس لئے ہم آپ کے ادب میں کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ کا اس طرح کسی مجلس میں حاضر سمجھنے کا عقیدہ غلط ہے، شریعت سے ثابت نہیں۔

درود شریف کے لیے ان قیود وتخصیصات کا کوئی ثبوت نہیں، جس کام کے لیے حضورِ اکرم ﷺ نے کوئی خاص کیفیت اور کوئی خاص طریقہ متعین نہ فرمایا ہو اس کے لیے اپنی طرف سے مخصوص طریقے بنالینا دین میں اختراع اور زیادتی ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

(۲)...... ہر مجلس میں درود شریف

احادیث سے ہر مجلس میں درود شریف پڑھنے کی فضیلت واہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا جَلَسَ قَوُمٌ مَجُلِسًا لَمُ يَذُكُرُوا اللّٰهَ فِيُهِ وَلَمُ يُصَلُّوُا عَلٰى نَبِيِّهِمُ إِلَّا كَانَ عَلَيُهِمُ تِرَةً فَإِنُ شَاءَ عَذَّبَهُمُ وَإِنُ شَاءَ غَفَرَ لَهُمُ (ترمذی ، حديث نمبر ۳۳۰۲، كتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی القوم يجلسون ولا يذكرون الله، واللفظ لهٗ ، مسند احمد حديث نمبر ۹۸۴۳ ،السنن الكبرىٰ للبيهقی حديث نمبر ۵۹۸۲ ،مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۴۸ ،فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۵۲)[1]

ترجمہ: جو لوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھیں، اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اس کے نبی پر درود بھی نہ پڑھیں، تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت ہوگی، پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو عذاب دیں، اور چاہیں تو ان کو معاف فرمادیں (ترجمہ ختم)

---

[1] قَالَ أَبُو عِيسَى:
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدُ رُوِىَ مِنُ غَيُرِ وَجُهٍ عَنُ أَبِى هُرَيُرَةَ عَنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ وَمَعُنَى قَوُلِهِ تِرَةً يَعُنِى حَسُرَةً وَنَدَامَةً و قَالَ بَعُضُ أَهُلِ الُمَعُرِفَةِ بِالُعَرَبِيَّةِ التِّرَةُ هُوَ الثَّأُرُ (ترمذی، حواله بالا)

اورحضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے:

مَـا جَـلَـسَ قَوُمٌ مَجُلِسًا لَمُ يُصَلُّوُا فِيُهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَـانَ حَسُرَةً عَلَيُهِمُ ، وَإِنُ دَخلُوا الُجَنَّةَ لِمَا يَرَوُنَ مِنَ الثَّوَابِ (الترغیب فی فضائل الاعمال لابنِ شاھین حدیث نمبر ۱۶، واللفظ لهٗ، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۵۳)

ترجمہ: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اس کے نبی پر درود بھی نہ پڑھیں، تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی، اگرچہ ان کو جنت میں داخلہ بھی مل جائے، بوجہ اس ثواب کے جو (درود شریف کا) وہ دیکھیں گے (ترجمہ ختم)

درود شریف بھی ذکر اللہ کی ایک قسم ہے، اور ذکر اللہ کے بعد بطورِ خاص درود شریف کا ذکر اس کی خاص فضیلت و اہمیت کی وجہ سے ہے۔ [۱]

ورنہ اگر درود شریف کی بجائے کوئی بھی ذکر اللہ کر لیا جائے، تو اس مجلس کے قیامت کے دن حسرت کا باعث ہونے سے حفاظت ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سی احادیث میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے عام ذکر اللہ کے تذکرہ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور درود شریف کا ذکر نہیں کیا گیا۔ [۲]

اوراسی طرح مذکورہ حکم اجتماعی نشست کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اگر کوئی انفرادی طور پر کسی جگہ

---

[۱] ما جلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیھم تخصیص بعد تعمیم إلا کان أی ذلک المجلس علیھم ترۃ فإن شاء عذبھم أی بذنوبھم السابقۃ وتقصیراتھم اللاحقۃ (مرقاۃ، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عز وجل)

[۲] چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا جَلَسَ قَوُمٌ مَجُلِسًا لَمُ يَذُكُرُوا اللَّهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيُهِمُ تِرَةً ، وَمَا مَشَى أَحَدٌ مَمُشًى لَمُ يَذُكُرِ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيُهِ تِرَةً ، وَمَا أَوَى أَحَدٌ إِلَى فِرَاشِهِ وَلَمُ يَذُكُرِ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيُهِ تِرَةً (صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۸۵۳، باب ذِكُرُ اسُتِحُبَابِ الذِّكُرِ لِلَّهِ جَلَّ وَعَلَا فِي الْأَحُوَالِ حَذَرَ أَنُ يَكُونَ الُمَوَاضِعُ عَلَيُهِ تِرَةً فِي الُقِيَامَةِ، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۹۵۸۳، الدعاء للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۱۲)

بیٹھے، یا لیٹے تو تب بھی اس کے لئے ذکرو درود شریف کا مذکورہ حکم ہے، جیسا کہ بعض احادیث کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے۔ [۱]

بہرحال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس مجلس اور نشست و برخاست کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکراور بطورِ خاص درود شریف پڑھ لیا جائے، تو وہ مجلس ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسان کے لئے حسرت کا باعث نہیں ہوگی۔ [۲]

(۷)......دعا کے ساتھ درود شریف

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

إِنَّ الـدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَىْءٌ حَتّٰى تُصَلِّىَ عَـلٰى نَبِيِّـكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترمذی حديث نمبر ۴۴۸، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى فضل الصلاة على النبى ﷺ)

---

[۱] چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح مروی ہے:

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قعد مقعدا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة ومن قال مقاما لم يذكر ا لله فيه كانت عليه من الله ترة ومن اضطجع مضجعا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة(السنن الكبرىٰ للنسائى حديث نمبر ۱۰۲۳۷)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَ عَلَيْهِ تِـرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ مَشَى مَـمْشًى لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ "(شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۵۳۹، فصل فى إدامة ذكر الله عز وجل)

[۲] (ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه ولم يصلوا) فيه (على نبيهم إلا كان عليهم ترة) بمثناة فوقية وراء مهملة مفتوحتين أى تبعة كذا ضبطه بعضهم، وقال فى الرياض :بكسر المثناة فوق وهى النقص وقيل التبعة (فإن شاء عذبهم) بذنوبهم (وإن شاء غفر لهم) فيتأكد ذكر الله والصلاة على رسوله عند إرادة القيام من المجلس وتحصل السنة فى الذكر والصلاة بأى لفظ كان لكن الأكمل فى الذكر سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك وفى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ما فى آخر التشهد(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۷۸۸۶)

ترجمہ: بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے، اس کا کوئی حصہ بھی اوپر نہیں چڑھتا، جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھ لو (ترجمہ ختم) [۱]

اگر چہ یہ حدیث موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات حضور ﷺ سے سنے بغیر صرف عقل اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر نہیں کہی جا سکتی۔ [۲]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ (المعجم لاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۲۱، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۱۴۷۴ وحدیث نمبر ۱۴۷۵ ،باب فی تعظیم النبی ﷺ وإجلاله وتوقیره ﷺ) [۳]

---

[۱] قال البوصیری:

وقال إسحاق بن راهويه :حَدَّثَنَا النضر بن شميل ، أَنْبَأَنَا أبو قرة ,هو الأسدى ,عن سعيد بن المُسَيَّب ، عن عُمَر بن الخطاب ، رضى الله عنه ، قال :ذكر لی أن الدعاء يكون بين السماء والأرض لا يصعد منه شیء حتى يصلى على النبی ﷺ..

هذا إسناد موقوف رجاله رجال الصحيح إلَّا أبا قرة الأسدى فإنی لم أر من تكلم فيه بعدالة ولا جرح ، لكن أخرج ابن خزيمة حديثه فی صحيحه وقال :لا أعرفه بعدالة ولا جرح(اتحاف الخيرة المهرة،باب استفتاح الدعاء بالثناء على الله ,عز وجل ,والصلاة على النبیﷺ)

[۲] وعن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال أی موقوفا إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لا يصعد بفتح الياء وقيل بضمها كما فی قوله تعالى إليه يصعد الكلم الطيب فاطر والجمهور على الفتح وقریء فی الشواذ بالضم منها أی من الدعوات وفی نسخة صحيحة منه أی من الدعاء جنسه شیء حتى تصلی على نبيک قال الطيبی يحتمل أن يكون من كلام عمر فيكون موقوفا وأن يكون ناقلا كلام رسول الله فحينئذ فيه تجريد وعلى التقديرين الخطاب عام لا يختص بمخاطب دون مخاطب رواه الترمذی قال ميرک من طريق أبی قرة الأسدى عن سعيد بن المسيب وهو من كبار التابعين عن عمر موقوفا وقد روى مرفوعا أيضا والصحيح وقفه لكن قال المحققون من علماء الحديث أن مثل هذا لا يقال من قبل الرأی فهو مرفوع حكما اه(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی وفضلها)

[۳] قال البیهقی:

ورويناه مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ہر دعا رُکی رہتی ہے، یہاں تک کہ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود پڑھا جائے (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً بھی روایت ہے، لیکن محدثین نے اس کو سند کے اعتبار سے کمزور اور موقوف کو اصح قرار دیا ہے، اور یہ بات پہلے ذکر کی جا چکی ہے کہ یہ موقوف بھی حکماً مرفوع کا درجہ رکھتی ہے۔ [۱]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ أَوَّلِ الدُّعَاءِ وَفِیْ آخِرِ الدُّعَاءِ "(شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ١۴٧٦، باب فی تعظیم النبی ﷺ وإجلاله وتوقیره ﷺ، مسند عبد بن حمید حدیث نمبر ١١٣۴)

ترجمہ: تم مجھے (یعنی میرے اوپر درود بھیجنے کا عمل) دعا کے شروع اور آخر میں کرو (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے اگرچہ کمزور ہے، لیکن دوسری روایات کی موجودگی میں حسن درجہ میں داخل ہے۔ [۲]

اور حضرت ابوعبیدۃ اپنے والد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الهيثمی:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْأَوْسَطِ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ .وَقَدْ تَقَدَّمَ فِی أَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَ هَذَا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ ، وَهُوَ حَدِيثٌ جَيِّدٌ ، وَحَدِيثُ جَابِرٍ ، وَحَدِيثُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ (مجمع الزوائد ج١٠ ص١٦٢ ،باب الصلاة علی النبی ﷺ فی الدعاء وغيره)

[۱] قال المنذری:

رواه الطبرانی فی الأوسط موقوفا ورواته ثقات ورفعه بعضهم والموقوف أصح (الترغيب والترهيب ،تحت حديث رقم ٢٥٨٩، كتاب الذكر والدعاء)

[۲] قال الهيثمی:

رواه البزار وفيه موسى بن عبيدة وهو ضعيف(مجمع الزوائد ج١٠ ص١٦٠ ،باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء على الله سبحانه والصلاة على النبی محمد صلی الله عليه وسلم)

فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدُ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يَّنْجَحَ (مصنف عبدالرزاق ، حديث نمبر ١٩٦۴٢ ، كتاب اهل الكتابين، باب الدعاء، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ٨٦٩٢)[1]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی دعا کا ارادہ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حمد وثناء کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے، اور پھر دعا کے بعد درود بھیجے، کیونکہ یہ کامیابی (اور قبولیت) کے زیادہ لائق ہے (ترجمہ ختم)

یہ روایت بھی مرفوع حدیث کا درجہ رکھتی ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور اس قسم کی کئی روایات مروی ہیں، جن میں سے بعض اگرچہ سند کے لحاظ سے کمزور ہیں، لیکن ان سب کے مجموعہ سے دعا کے ساتھ درود شریف کے سنت ومستحب ہونے کے ثبوت میں شبہ نہیں۔

اور ان احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ دعا سے پہلے اور دعا کے درمیان

---

[1] قال الهيثمی:

رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه. (مجمع الزوائد ج١٠ ص ١٦٠، باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء على الله سبحانه والصلاة على النبی محمد صلى الله عليه وسلم)

وقال المنذری فی موضع :

وابوعبيدة اسمه عامر ولم يسمع من ابيه عبدالله بن مسعود رضی اللهعنه وقيل سمع منه . (الترغيب والترهيب ج ١ ص ٢٩٠)

وقال ابن تيمية:

ويقال ان اباعبيدة لم يسمع من ابيه، لكن هو عالم بحال ابيه متلق لآثاره من اكابر اصحاب ابيه وهذه حال متكررة من عبدالله، رضی الله عنه، فتكون مشهورة عند اصحابه فيكثر المتحدث بها ولم يكن فی اصحاب عبدالله من يتهم عليه ، حتى يخاف ان يكون هو الواسطة، فلهذا صار الناس يحتجون برواية ابنه عنه، وان قيل انه لم يسمع من ابيه (مجموع فتاویٰ ابنِ تيميه جلد ٢ ص ۵۴، فصل رؤية المؤمن ربهم)

اور آخر میں یا کم از کم اول وآخر میں درود شریف پڑھنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے۔ [1]

(۸)...... مسجد میں داخل وخارج ہوتے وقت درود وسلام

جن مقامات پر درود پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، ان میں سے ایک مقام مسجد میں داخل اور خارج ہونے کا بھی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے، تو یہ پڑھتے:

بِسۡمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

”اللہ کے نام سے، اور اے اللہ! محمد پر درود نازل فرما“

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے:

بِسۡمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

”اللہ کے نام سے، اور اے اللہ! محمد پر درود نازل فرما“

(عمل اليوم والليلة لابن السنی حديث نمبر ۸۸)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو یہ سکھلایا، کہ جب مسجد میں داخل ہوں، تو نبی ﷺ پر درود پڑھیں، اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا ، وَافۡتَحۡ لَنَا أَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ .

”اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما، اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے“

اور جب مسجد سے نکلیں، تو نبی ﷺ پر درود پڑھیں، اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ لَنَا أَبۡوَابَ فَضۡلِكَ

---

[1] من أراد أن يسأل الله حاجته فليكثر بالصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم ثم يسأل الله حاجته ، وليختم بالصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم فإن الله يقبل الصلاتين ، وهو أكرم من أن يدع ما بينهما .ا هـ .(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

اور وظائف واوراد میں بھی بزرگانِ دین سے عموماً اول وآخر درود شریف کی اہمیت منقول ہے۔

’’اے اللہ! ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے‘‘ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۷۰۰) [1]

اورحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے، تو یہ پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

’’اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، اے اللہ! میری خطاؤں کو درگزر فرما، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے‘‘

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے، تو یہی الفاظ کہتے، سوائے اس کے کہ آخر میں ’’اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ‘‘ کی بجائے ’’اَبْوَابَ فَضْلِکَ‘‘ کہتے (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۶۶۴، کتاب الصلاۃ، باب ما یقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

اور مسند احمد، اور مصنف ابنِ ابی شیبۃ کی روایت میں ’’صلاۃ‘‘ کے بجائے ’’سلام‘‘ کے الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو: مسند احمد حدیث نمبر ۲۶۴۱۷، مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب ما یقول الرجل إذا دخل المسجد، وما یقول إذا خرج)

اور اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت نقل فرمائی ہے، اس میں ’’سلام اور درود‘‘ دونوں کا ذکر ہے، اور ’’بسم اللہ‘‘ کا اضافہ بھی ہے۔

چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کا ارشاد اس طرح نقل فرمایا ہے:

إِذَا دَخَلْتِ الْمَسْجِدَ فَقُوْلِیْ: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، وَاغْفِرْ لَنَا، وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ، فَإِذَا فَرَغْتِ، فَقُوْلِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ، غَيْرَ أَنْ تَقُوْلِیْ: وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِکَ (فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۸۰)

---

[1] وقال الطبرانی:
لَمْ يَرْوِ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ إِلا أَبُو الْفَيْضِ، تَفَرَّدَ بِهِمَا: إِسْمَاعِيلُ بن صُبَيْحٍ. (حوالہ بالا)

ترجمہ: جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، وَاغْفِرْ لَنَا ، وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

’’اللہ کے نام سے اور اللہ کے رسول پر سلام ہو، اے اللہ! محمد ﷺ پر اور محمد کی آل پر رحمت نازل فرما، اور ہماری مغفرت فرما، اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے آسان فرما‘‘

اور جب آپ مسجد سے فارغ ہو کر نکلیں، تو یہی الفاظ کہیں، سوائے اس کے کہ آخر میں (أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کے بجائے) یہ کہیں:

سَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ

’’ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے آسان فرما‘‘ (یعنی فرق صرف ’’فَضْلِکَ‘‘ اور ’’رَحْمَتِکَ‘‘ کے الفاظ کا ہے) (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعید بن ابی سعید فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ دو چیزوں کا اہتمام فرمائیں، ایک یہ کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوں، تو نبی ﷺ پر سلام پڑھیں، اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

’’اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے‘‘

اور جب آپ مسجد سے باہر نکلیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ أَعِذْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ

’’اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، اور شیطان سے میری حفاظت فرما‘‘ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ١٦٧٠، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

اور مصنف ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں مسجد سے نکلتے وقت بھی سلام کا ذکر ہے، چنانچہ اس روایت

کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَإِذَا خَرَجْتَ فَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُلْ :اَللَّهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب ما یقول الرجل إذا دخل المسجد ، وما یقول إذا خرج)

ترجمہ: اور جب آپ مسجد سے باہر نکلیں تو نبی ﷺ پر سلام بھیج کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ.

”اے اللہ! مجھے شیطان سے محفوظ رکھئے“ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوحمید اور ابو اسید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو، تو نبی ﷺ پر سلام پڑھے اور یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

”اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے“

اور جب مسجد سے نکلے تو یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ

”اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں“ (ابو داؤد، حدیث نمبر ۴۶۵، کتاب الصلاة، باب فیما یقوله الرجل عند دخوله المسجد، ابنِ ماجة حدیث نمبر ۷۶۴)

اور حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے، تو یہ دعا پڑھتے:

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَالْجَنَّةَ

”سلام اور اللہ کی رحمت ہو نبی پر، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت اور جنت کے دروازے کھول دیجئے“

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ أَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنَ الشَّرِّ کُلِّهِ

”سلام اور اللہ کی رحمت ہو نبی پر، اے اللہ! مجھے شیطان سے اور اس کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھئے“ (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۶۶۳، کتاب الصلاۃ، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

اور کنز العمال میں دیلمی کے حوالہ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت نقل کی گئی ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ کہے:

صَلَّ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ، وَأَغْلِقْ عَنِّیْ أَبْوَابَ سَخَطِکَ ، وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّیْطَانَ وَوَسْوَسَتَهٗ.

”اللہ تعالیٰ محمد ﷺ پر رحمتِ خاص نازل فرمائے، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے، اور اپنی ناراضگی کے دروازے بند کر دیجئے، اور مجھ سے شیطان اور اس کے وسوسے کو ہٹا دیجئے“ (کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۷۸۸، بحواله الديلمی عن ابن عمر) [1]

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت مذکورہ دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھ لیں۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ مذکورہ روایات میں سے بعض میں صرف درود کا اور بعض میں صرف سلام کا، اور بعض میں دونوں کا ذکر ہے۔ اور درود کا درجہ سلام سے زیادہ ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا بھی عمل ہے، نیز اکثر احادیث میں درود شریف کی فضیلت زیادہ آئی ہے۔

اس لئے مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت مسنون دعاؤں سے پہلے سلام کے بجائے درود پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوگا، اور اگر دونوں کو جمع کیا جائے، تو اس کی اور زیادہ فضیلت ہوگی، اور اگر درود کے بجائے سلام پڑھا جائے، تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [2]

---

[1] دیلمی چونکہ میسر نہیں، اس لئے اس روایت کی سند کا حال معلوم نہیں۔

[2] واعلم أن النووی نقل عن العلماء أن الصلاة والسلام يكره إفراد أحدهما عن الآخر وقد وقع إفراد السلام فی هذا الحديث وورد إفراد الصلاة فی حديث ابن السنی عن أنس ولفظه كان إذا دخل المسجد قال بسم الله اللهم صل على محمد وإذا خرج قال مثل ذلک فإفراد كل منهما فی هذين الحديثين يعكر على القول بالكراهة والظاهر أن مرادهم أن محل كراهة الإفراد فيما لم يرد الإفراد فيه وأن أصل السنة تحصل بالإتيان بأحدهما وكمالها إنما يحصل بجمعهما كما ورد فی حديث يأتی (فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۵۸۲)

(۹)......حضور ﷺ کی قبر مبارک پر درود وسلام

جن مواقع پر درود وسلام کی زیادہ فضیلت ہے، ان میں سے ایک موقع حضور ﷺ کی قبر مبارک ہے۔

لہٰذا مدینہ منورہ آتے جاتے وقت اور دیگر اوقات میں جب بھی میسر ہو، قبر مبارک پر حاضر ہوکر ادب کے ساتھ درود وسلام پڑھنا چاہئے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ : كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًاأَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ.

قَالَ مُحَمَّدٌ : هٰكَذَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَّفْعَلَهُ إِذَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ يَأْتِيْ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المؤطا للامام محمد ، ابواب السير، باب قبر النبی ﷺ وما يستحب من ذلک)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ فرماتے، یا سفر سے واپس تشریف لاتے، تو نبی ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے، اور دعا کرتے، اور اس کے بعد وہاں سے جاتے تھے۔

امام محمد شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اسی طرح عمل کرنا مناسب ہے، جب کوئی مدینہ میں آئے، تو نبی ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو (ترجمہ ختم)

اور اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ، عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۹۴)

---

[1] ونص العلماء على استحبابها فی مواضع :..........وعند زيارة قبره الشريف صلى الله عليه وسلم (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی قبر مبارک پر کھڑے ہوئے دیکھا، اور آپ نبی ﷺ پر درود پڑھ رہے تھے (ترجمہ ختم)

ان دونوں روایتوں سے حضور ﷺ کی قبر مبارک پر درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

اور حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى ، ثُمَّ أَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ :اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلَامُ عَلَيْك يَا أَبَتَاهُ ، ثُمَّ يَكُوْنُ وَجْهَهٗ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَنْزِلَهٗ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الجنائز، باب مَنْ كَانَ يَأْتِي قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُسَلِّمَ، واللفظ لهٗ، فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۹۲، مصنف عبدالرزاق ،باب السلام على القبر النبی ﷺ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جگہ جانے کا ارادہ فرماتے، تو مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے، اور (سفر وحاجت کی) نماز پڑھتے، پھر نبی ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، اور یوں کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْك يَا أَبَتَاهُ

(جس کا ترجمہ یہ ہے ”اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے ابوبکر! آپ پر سلام ہو۔ اے والد ماجد ”حضرت عمر فاروق“ آپ پر سلام ہو“)

پھر اپنے سفر کا رُخ کرتے، اور جب سفر سے واپس آتے تو مسجد میں آتے، پھر وہی عمل کرتے (جو جاتے وقت کیا تھا) پھر اپنے گھر میں داخل ہوتے (ترجمہ ختم)

اور اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ تشریف لاتے تو مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے، اور دو رکعت پڑھتے اور یہ کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ

”اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام، میرے والد پر سلام ہو“ (فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۹۵)

اس سے پہلی روایت میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما تینوں پر خطاب کے ساتھ سلام کا ذکر ہے، اور اس روایت میں حضور ﷺ پر خطاب کے ساتھ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر خطاب کے بغیر سلام کا ذکر ہے۔

دونوں روایتوں میں تطبیق اور موافقت کی صورت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ جب ہر ایک کی قبر مبارک پر سلام پڑھتے ہوں، تو خطاب کے صیغے کے ساتھ سلام پیش کرتے ہوں، اور جب صرف حضور ﷺ کی قبر مبارک کی طرف کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہوں، تو حضور ﷺ کو خطاب کے صیغہ کے ساتھ اور باقی حضرات کو بغیر خطاب کے صیغے کے سلام پیش کرتے ہوں۔

اور امام ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ آجری رحمہ اللہ حضرت ابنِ عوف سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ نَافِعًا : هَلْ كَانَ اِبْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الْقَبْرِ ؟ . قَالَ : نَعَمْ ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ مِائَةَ مَرَّةٍ أَوْ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ كَانَ يَمُرُّ فَيَقُوْمُ عِنْدَهُ فَيَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ (الشریعۃ للآجری حدیث نمبر ۱۸۰۱)

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت نافع سے سوال کیا کہ کیا حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ قبر پر سلام کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے سو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ آپ کو دیکھا ہے، آپ گزرتے ہوئے قبر کے قریب ٹھہر جاتے تھے، اور یہ کہا کرتے تھے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی أَبِیْ

”نبی ﷺ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو، میرے والد پر سلام ہو“

(ترجمہ ختم)

اس روایت میں بغیر خطاب کے صیغے کے سلام پیش کرنے کا ذکر ہے، اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح سے سلام آپ اس وقت کیا کرتے تھے، جب قبر کے بالکل قریب نہیں ہوتے تھے، بلکہ گزرتے ہوئے کچھ فاصلہ پر ٹھہر کر سلام پیش کیا کرتے تھے۔ کما فی الروایۃ ’’کان یمر فیقوم‘‘

اس روایت کو نقل فرما کر علامہ آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا بِالْمَدِيْنَةِ أَقْوَامًا إِذَا نَظَرُوْا إِلٰى مَنْ يُّسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى أَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَنْكُرُوْنَ عَلَيْهِ وَيُكَلِّمُوْنَهُ بِمَا يَكْرَهُ ، فَلِمَ صَارَ هٰذَا هٰكَذَا ، وَعَنْ مَّنْ أَخَذُوْا هٰذَا ؟ قِيْلَ لَهٗ :لَيْسَ الَّذِىْ يَفْعَلُ هٰذَا مِمَّنْ لَّهٗ عِلْمٌ وَّمَعْرِفَةٌ ، هٰؤُلَاءِ نَشَأُوْا مَعَ طَبْقَةٍ غَيْرِ مَحْمُوْدَةٍ يَسُبُّوْنَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَيْسَ يَعُوْلُ عَلٰى مِثْلِ هٰؤُلَاءِ(حواله بالا)

ترجمہ: اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم نے مدینہ میں کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ جب کسی کو نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو اس پر اعتراض کرتے ہیں، اور اس سے ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں، تو یہ اس طریقہ سے کیسے ہوگیا؟ اور ان لوگوں نے یہ معترضانہ روِش کہاں سے لی ہے؟

اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ یہ اعتراض اس شخص کی طرف سے نہیں ہوتا، جس کو علم اور معرفت ہوتی ہے، ان اعتراض کرنے والے لوگوں کی بود وباش ایسے برے طبقے میں ہوتی ہے کہ جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں، تو ان جیسے لوگوں کے طرزِ عمل کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی (ترجمہ ختم)

اگر کہا جائے کہ ان روایات میں قبر مبارک کے قریب کھڑے ہوکر خطاب کے صیغے کے ساتھ سلام کا تو ذکر ہے، مگر اس طرح خطاب کے صیغے کے ساتھ درود پڑھنے کا ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہم نے الگ مقام پر تفصیل کے ساتھ ذکر کردی ہے کہ درود شریف کی زیادہ تعظیم کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کر کے حضور ﷺ پر پیش کیا جائے، مثلاً:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں خطاب کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے، نبی پر رحمت نازل کرنے کی۔ [1]

والله سبحانهٗ وتعالیٰ اعلم، وعلمهٗ اتم واحكم

---

[1] اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہمیں باوجود تلاشِ بسیار کے ذخیرۂ حدیث میں کوئی حدیث ایسی نہیں ملی کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کے بغیر درود کا ذکر ہو، بلکہ کسی صحابی سے قبر مبارک پر بھی اس طرح درود پڑھنے کا ذکر نہیں ملا۔

یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ حضرت نافع کی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایات میں جس طرح حضور ﷺ کی قبر مبارک پر سلام پڑھنا مذکور ہے، اسی طرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبور مبارک پر بھی سلام پڑھنا مذکور ہے۔

اب جو اہلِ علم سلام کو رسولوں کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے، ان کے قول پر تو اس سے کوئی شبہ نہیں ہوتا، لیکن جو اہلِ علم حضرات سلام کو نبیوں کے ساتھ خاص رکھتے ہیں، ان کے قول پر ان روایات سے غیرِ نبی پر سلام کے جواز کا شبہ وارد ہوسکتا ہے۔

لیکن ان کی طرف سے اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان روایات میں غیر نبی پر سلام اصلاً نہیں، بلکہ تبعاً ہے، جو نبی ﷺ کے تابع ہوکر استعمال ہوا ہے، جس طرح کہ درودِ ابراہیمی وغیرہ میں غیر نبی پر سلام تبعاً ہے، اور تبعاً غیر نبی پر سلام کے جواز میں شبہ نہیں۔

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان روایات میں جو سلام مذکور ہے، ممکن ہے اس سے سلامِ تحیۃ مراد ہو، جو زندہ حضرات اور عام اصحابِ قبور کے لئے بھی احادیث سے ثابت ہے۔

جن میں سے بعض احادیث کو ہم کتاب کے شروع کے حواشی میں ذکر کرچکے ہیں، اور ان میں اصحابِ قبور کے لئے بصیغۂ خطاب سلام کا ذکر ہے۔

جہاں تک اس خاص سلام یعنی سلامِ رسول کا تعلق ہے، جس کا حضور ﷺ کے لئے سورہ احزاب میں مومنین کو حکم ہے، اور سورہ صافات میں رسولوں کے لئے ذکر ہے، تو اس سے یہ روایات ساکت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور جونسا بھی سلام مراد لیا جائے، نبی ﷺ کی طرف سے سلام کے جواب دینے کا پہلے صحیح سند کے ساتھ ثبوت گزر چکا ہے۔

درود شریف کے دیگر مواقع

محدثین اور فقہائے کرام نے قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں مذکورہ مواقع کے علاوہ مزید چند مواقع پر بھی درود شریف کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے، جن میں سے چند مواقع یہ ہیں:

(۱)......حج وعمرہ کا احرام شروع کرنے کا تلبیہ پڑھنے کے بعد۔ [۱]

(۲)...... سعی کرتے ہوئے صفا اور مروہ پر۔ [۲]

(۳)......جمعہ وعیدین اور نکاح وغیرہ کے خطبہ میں حمد وثناء کے بعد۔ [۳]

---

[۱] قَالَ صَالِحٌ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ كَانَ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم(دارقطنى، كتاب الحج، باب المواقيت، واللفظ لهٗ، سنن البيهقى، كتاب الحج، باب ما يستحب من القول فى أثر التلبية)

ونص العلماء على استحبابها فى مواضع :..........وعند الفراغ من التلبية(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

[۲] حدثنا عارم بن الفضل قال :ثنا عبد الله بن المبارك قال :ثنا زكريا ، عن وهب بن الأجدع قال :سمعت عمر بن الخطاب ، يقول :إذا قدمتم فطوفوا بالبيت سبعا ، وصلوا عند المقام ركعتين ، ثم ائتوا الصفا ، فقوموا من حيث ترون البيت ، فكبروا سبع تكبيرات بين كل تكبيرتين حمد لله ، وثناء عليه ، وصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ، ومسألة لنفسك ، وعلى المروة مثل ذلك(فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۷۹)

حدثنا هدبة بن خالد قال ثنا همام بن يحيى قال :ثنا نافع ، أن عمر ، كان يكبر على الصفا ثلاثا يقول : لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، له الملك وله الحمد ، وهو على كل شيء قدير ، ثم يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ، ثم يدعو ويطيل القيام والدعاء ، ثم يفعل على المروة نحو ذلك (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۸۴)

ونص العلماء على استحبابها فى مواضع :.......... وعند الصفا والمروة (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

[۳] ثُمَّ بِحَمْدِ اللَّهِ تَعَالَى وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَالشَّهَادَتَيْنِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَةِ وَالتَّذْكِيرِ وَالْقِرَاءَةِ قَالَ فِي التَّجْنِيسِ وَالثَّانِيَةُ كَالْأُولَى إلَّا أَنَّهُ يَدْعُو لِلْمُسْلِمِينَ مَكَانَ الْوَعْظِ قَالَ فِي الْبَحْرِ وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ يُسَنُّ قِرَاءَةُ آيَةٍ فِيهَا كَالْأُولَى .اهـ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)......صبح اور شام۔ [۱]

(۵)......تہجد کے لئے نیند سے بیدار ہوتے وقت۔ [۲]

(۶)......حصولِ مقاصد اور حادثات اور آفات وبلیات سے نجات کے لئے۔ [۳]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وروى الدارقطنى :من طريق ابن لهيعة، عن الأسود بن مالک الحضرمى، عن يحيى بن ذاخر المعافرى، قال :ركبت أنا ووالدى إلى صلاة الجمعة .فذكر حديثاً، وفيه :فقام عمرو بن العاص على المنبر فحمد الله وأثنى عليه حمداً موجزاً، وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ,ووعظ الناس فأمرهم ونهاهم.

وفى الباب حديث ضبة بن محصن ,أن أبا موسى كان إذا خطب فحمد الله وأثنى عليه وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم دعا لعمر، فأنكر عليه ضبة الدعاء لعمر قبل الدعاء لأبى بكر رضى الله عنهما، فرفع ذلک إلى عمر رضى الله عنه فقال لضبة : "أنت أوفق منه وأرشد ."فهذا دليل على أن الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى الخطب كان أمراً مشهوراً معروفاً عند الصحابة رضى الله عنهم أجمعين .وأما وجوبها فيعتمد دليلاً يجب المصير إليه وإلى مثله .(جلاء الافهام لابن القيم ،الباب الثالث :فى مواطن الصلاة على النبى ﷺ التى يتأكد طلبها إما وجوباً وإما استحساناً مؤكداً)

ونص العلماء على استحبابها فى مواضع :.......... وفى خطبة الجمعة وغيرها(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية او التوراة او الانجيل)

[۱] ونص العلماء على استحبابها فى مواضع :.......... وعند الصباح والمساء، وعند دخول المسجد والخروج منه (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية او التوراة او الانجيل)

[۲] ومنها عند الهبوب عن النوم للتجهد ، كمااخرجه النسائى فى السنن (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ۳ج ص ۴۹۱، سورة الاحزاب)

أخبرنى على بن محمد قال حدثنا خلف يعنى بن تميم قال حدثنا أبو الأحوص قال أخبرنا شريک عن أبى إسحاق عن أبى عبيدة عن عبد الله بن مسعود قال يضحک الله إلى رجلين رجل لقى العدو وهو على فرس من أمثل خيل أصحابه فانهزموا وثبت فإن قتل استشهد وإن بقى فذلک الذى يضحک الله إليه ورجل قام فى جوف الليل لا يعلم به أحد فتوضأ فأسبغ الوضوء ثم حمد الله ومجده وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم واستفتح القرآن فذلک الذى يضحک الله إليه يقول انظروا إلى عبدى قائما لا يراه أحد غيرى (السنن الكبرىٰ للنسائى حديث نمبر ۱۰۷۰۳)

[۱] ومنها عند نزول الحوادث والمسلمات ، فانها نافعة لدفعها (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ۳ج ص ۴۹۱، سورة الاحزاب)

(۷)...... کتب ورسائل کی ابتداء کے وقت، بسم اللہ اور حمد وثناء کے بعد۔ [1] اور وعظ اور دین کی نشر واشاعت اور تعلیم وتعلم کے وقت، اور ہر اہم کام کے شروع میں۔ [2]

(۷)...... جس وقت بھی ممکن ہو اور کوئی مانع وعارض نہ ہو۔

اس کے علاوہ بھی کچھ اور مواقع کا علماء نے درود شریف کے مستحب ہونے کا ذکر کیا ہے۔ [3]

---

[1] مگر یاد رہے کہ ان صورتوں میں زبانی پڑھنا بھی کافی ہے، تحریری طور پر ضروری نہیں، البتہ دونوں طریقوں کو جمع کرنا افضل ہے۔

[2] واما الصلاۃ علیہ فی الرسائل وبعد البسملۃ فھو من سنۃ الخلفاء الراشدین التی امر بھا سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع للسخاوی ص ۲۱۹، الباب الخامس فی الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصۃ)

ومنھا فی ابتداء الکتب والرسائل بعد البسملۃ والحمد (احکام القرآن للفقیہ المفسر العلامۃ محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ ج۳ ص ۴۹۱، سورۃ الاحزاب)

ونص العلماء علی استحبابھا فی مواضع :..........وعند الوعظ ونشر العلوم، وعند قراءۃ الحدیث ابتداء وانتھاء، وعند کتابۃ السؤال والفتیا، ولکل مصنف ودارس ومدرس وخطیب وخاطب ومتزوج ومزوج. وفی الرسائل :وبین یدی سائر الأمور المھمۃ(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، بعد آداب الصلاۃ، فروع قرء بالفارسیۃ اوالتوراۃ اوالانجیل)

[3] (قولہ ومستحبۃ فی کل أوقات الإمکان) أی حیث لا مانع..........وعقب دعاء القنوت، وعند الفراغ من التلبیۃ، وعند الاجتماع والافتراق، وعند الوضوء، وعند طنین الأذن، وعند نسیان الشیء (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، بعد آداب الصلاۃ، فروع قرء بالفارسیۃ اوالتوراۃ اوالانجیل)

تیسرا باب

دُرود وسلام کے چند احکام

(۱)......کیا دُرود کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟

اس بارے میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے صلاۃ بمعنیٰ درود کا استعمال (مثلاً ''صلی اللہ علیٰ فلان'' کہنا) جائز ہے یا نہیں؟

بعض اہلِ علم اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں، ان حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن مجید اور بعض احادیث میں غیر نبی کے لئے بھی لفظِ ''صلاۃ'' کا استعمال ہوا ہے۔ [۱]

اور بعض اہلِ علم کے نزدیک اس کا استعمال نبیوں کے ساتھ خاص ہے، اور غیر نبیوں کے لئے اس کا مستقل استعمال مکروہ ہے، البتہ نبی کے تابع ہو کر استعمال جائز ہے، مثلاً ''اللّٰہم صل علی محمد وآلہ واصحابہ'' وغیرہ کہا جاسکتا ہے۔

کیونکہ یہاں اصل میں تو درود کا استعمال نبی کے لئے ہوا، اور دوسروں (آل واصحاب) کے لئے تابع ہو کر ضمنی طور پر استعمال ہوا ہے۔ [۲]

---

[۱] اور بعض اہلِ علم کے کلام میں جہاں کہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ صلاۃ کا استعمال ہوا ہے، وہ ممکن ہے کہ اسی قول پر مبنی ہو۔

[۲] اور اسی حیثیت سے احادیث میں تابع ہو کر مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کے لئے استعمال ہوا ہے۔

وأما الصلاة على غير الأنبياء والملائكة عليهم السلام فقد أضطربت فيها أقوال العلماء فقيل تجوز مطلقا قال القاضى عياض وعليه عامة أهل العلم وأستدل له بقوله تعالى هو الذى يصلى عليكم وملائكته وبما صح من قوله صلى الله تعالى عليه وسلم اللهم صل على آل أبى أوفى وقوله عليه الصلاة و السلام وقد رفع يديه :اللهم أجعل صلواتک ورحمتک على آل سعد بن عبادة وصحح إبن حبان خبر إن أمرأة قالت للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم :صل على وعلى زوجى ففعل وفى خبر مسلم أن الملائكة تقول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قرآن وحدیث میں جہاں کہیں غیر نبی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے، تو وہ خاص اس معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا، جس معنیٰ میں نبیوں کے لئے استعمال ہوا ہے، اس کے علاوہ عرف ورواج میں بھی درود نبیوں کا شعار اور نشانِ خاص بن گیا ہے۔

اس لئے عام حالات میں غیر نبی کے لئے اس کا استعمال مکروہ ہے۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لروح المؤمن :صلى الله عليک وعلى جسدک وبه يرد على الخفاجى قوله فى شرح الشفاء صلاة الملائكة على الأمة لا تكون إلا بتبعيته صلى الله تعالى عليه وسلم (روح المعانى -الألوسى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

وتفسيرها بذلک لا ينافى عطف غيره كالآل والأصحاب عليه لأن تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به (روح المعانى -الألوسى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

[1] وقيل لا تجوز مطلقا وقيل لا تجوز إستقلالا وتجوز تبعا فيما ورد فيه النص كالآل أو الحق به كالأصحاب وأختاره القرطبى وغيره وقيل تجوز تبعا مطلقا ولا تجوز إستقلالا ونسب إلى أبى حنيفة وجمع وفى تنوير الأبصار ولا يصلى على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع وهو محتمل لكراهة الصلاة بدون تبع تحريما ولكراهتها تنزيها ولكونها خلاف الأولى لكن ذكر البيرى من الحنفية من صلى على غيرهم أثم وكره وهو الصحيح.

وفى رواية عن أحمد كراهة ذلک إستقلالا ومذهب الشافعية أنه خلاف الأولى وقال اللقانى :قال القاضى عياض الذى ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما قاله مالک وسفيان وأختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الأنبياء بالصلاة والتسليم كما يختص الله سبحانه عند ذكره بالتقديس والتنزيه ويذكر من سواهم بالغفران والرضا كما قال تعالى رضى الله عنهم ورضوا عنه يقولون ربنا أغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان وأيضا فهو أمر لم يكن معروفا فى الصدر الأول وإنما أحدثه الرافضة فى بعض الأئمة والتشبه بأهل البدع منهى عنه فتجب مخالفتهم إنتهى ولا يخفى أن كراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضا لكن لا مطلقا بل فى المذموم وفيما قصد به التشبه بهم فلا تغفل ....

وأستدل المانعون بأن لفظ الصلاة صار شعارا لعظم الأنبياء وتوقيرهم فلا تقال لغيرهم إستقلالا وإن صح كما لا يقال محمد عزوجل وإن كان عليه الصلاة.

والسلام عزيزا جليلا لأن هذا الثناء صار شعارا لله تعالى فلا يشارک فيه غيره وأجابوا عما مر بأنه صدر من الله تعالى ورسوله عليه الصلاة و السلام ولهما أن يخصا من شاءا بما شاءا وليس ذلک لغيرهما إلا بإذنهما ولم يثبت عنهما إذن فى ذلک.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دلائل کی رُو سے یہی رائے زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :صَلُّوْا عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ "(شعب الایمان للبیهقی ، حدیث نمبر ۱۳۰ ، باب فی الإیمان برسل الله صلوات الله علیهم عامة، واللفظ لهٗ، فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۴۳،مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۳۱۱۸، کتاب الصلاة ، باب الصلاة علی النبی ﷺ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں، اور اس کے رسولوں پر درود بھیجو، کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اس طرح سے (نبی بنا کر) مبعوث فرمایا ہے، جس طرح سے مجھے مبعوث فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے کچھ کمزور ہے، لیکن دوسری احادیث کی تائید کی وجہ سے حسن درجہ میں داخل ہے۔ [1]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے درود بھیجنے کے حکم کو نبیوں اور رسولوں کے ساتھ خاص رکھا ہے، کسی اور کو اس میں شامل نہیں فرمایا۔

اور خطیب بغدادی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :صَلُّوْا عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ "(تاریخِ بغداد ج۳ص۳۳۵، تحت ترجمة الحسن بن

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن ثم قال أبو اليمن بن عساكر له صلى الله تعالى عليه وسلم أن يصلي على غيره مطلقا لأنه حقه ومنصبه فله التصرف فيه كيف شاء بخلاف أمته إذ ليس لهم أن يؤثروا غيره بما هوله لكن نازع فيه صاحب المعتمد من الشافعية بأنه لا دليل على الخصوصية وحمل البيهقي بالمنع على ما إذا جعل ذلک تعظيما وتحية وبالجواز عليها إذا كان دعاء وتبركا (روح المعانى -الألوسى ملخصاً تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)

[1] وهو وإن جاء من طرق ضعيفة يعمل به في مثل هذا المطلب كما لا يخفى(روح المعانى للآلوسى، تحت آيت ۵۶، من سورة الاحزاب)

علی أبو علی المعروف بالطوابيقی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر درود بھیجو، پس بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی طرح نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے، جس طرح مجھے مبعوث فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے، اور اس حدیث میں بھی حضور ﷺ نے وہی بات فرمائی ہے، جو اس سے پہلی حدیث میں گزری۔

اور حضرت عبدالجبار بن وائل اپنی والدہ سے اور وہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

صَلُّوْا عَلَيْهِمْ كَمَا تُصَلُّوْنَ عَلَيَّ ، فَقَدْ بُعِثُوْا كَمَا بُعِثْتُ (الضعفاء الكبير للعقيلي، تحت ترجمة محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر) [۱]

ترجمہ: تم نبیوں پر درود پڑھو، جس طریقہ سے مجھ پر درود پڑھتے ہو، کیونکہ وہ بھی (نبی بنا کر) بھیجے گئے ہیں، جس طرح سے میں (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَلٰكِنْ يُّدْعٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْإِسْتِغْفَارِ (فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۷۳)

ترجمہ: تم نبی ﷺ کے علاوہ کسی پر بھی درود نہ پڑھو، البتہ مسلمان مرد اور خواتین کے لئے استغفار کی دعا کی جائے گی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں:

مَا أَعْلَمُ الصَّلَاةَ تَنْبَغِيْ مِنْ أَحَدٍ عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصنف ابن أبی شيبة، حديث نمبر ۸۸۰۸ فی الصلاة عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاء)

---

[۱] ثم هو بمجموع حديث أبی هريرة ، و حديث حميد الطويل عن أنس ، و حديث وائل بن حجر يرتقی إلى مرتبة الصحيح ، لأنه ليس فيها متهم (السلسلة الضعيفة للالبانی، تحت حديث رقم ۲۹۶۳)

ترجمہ: میرے علم کے مطابق کسی کی طرف سے بھی درود سوائے نبی ﷺ کے اور کسی کے لئے مناسب نہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ : أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّ أُنَاسًا مِنَ النَّاسِ قَدْ اِلْتَمَسُوْا الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ ، وَإِنَّ النَّاسَ مِنَ الْقُصَّاصِ قَدْ أَحْدَثُوْا فِي الصَّلَاةِ عَلٰى خُلَفَائِهِمْ وَأُمَرَائِهِمْ عَدْلَ صَلَاتِهِمْ عَلَى النَّبِيِّ ، فَإِذَا جَاءَكَ كِتَابِيْ هٰذَا ، فَمُرْهُمْ أَنْ تَكُوْنَ صَلَاتُهُمْ عَلَى النَّبِيِّيْنَ وَدُعَاؤُهُمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً ، وَيَدْعُوْا مَا سِوَى ذٰلِكَ (فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ۷۴)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے (اپنے عاملوں کے نام فرمان وآرڈیننس) تحریر فرمایا کہ: امابعد! لوگوں میں سے بعض لوگ آخرت کے عمل کے ذریعہ سے دنیا کو تلاش کر رہے ہیں، اور بعض قصہ گو لوگوں نے نبی ﷺ پر درود چھوڑ کر اپنے خلفاء وامراء کے لئے درود کا استعمال شروع کر دیا ہے، پس جب آپ کے پاس میرا یہ مکتوب پہنچے، تو لوگوں کو حکم دیں کہ اپنا درود نبیوں کے لئے اور دعا عام مسلمانوں کے لئے خاص رکھیں، اور اس کے علاوہ جو چاہیں دعا کریں (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ کسی غیر نبی کے لئے درود کا استعمال مناسب نہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ درود ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر بھی درود پیش کرنا جائز بلکہ ثواب ہے۔ [1]

(۲)……کیا سلام کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟

جس طرح غیر نبی کے لئے صلاۃ ودرود کے استعمال میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، اسی طریقہ سے

---

[1] والصلاة من على الانبياء ماعدا نبيناﷺ جائزة بلاكراهة (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ۳ ج ص۴۹۷، سورة الاحزاب)

سلام کے بارے میں بھی ہے، کہ کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ سلام کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

اور اگرچہ بعض حضرات نے درود اور سلام دونوں میں فرق کیا ہے، اور درود کا استعمال غیر نبی کے لئے ناجائز اور سلام کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔[1]

لیکن بعض حضرات نے جو حکم درود کا بیان فرمایا کہ غیر نبی کے لئے اس کا مستقل طور پر استعمال مناسب نہیں، البتہ نبی کے تابع کر کے جائز ہے، وہی حکم سلام کا بھی بیان فرمایا ہے۔

اور اس سلسلہ میں راجح وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے، جو ہم نے شروع میں ذکر کر دی ہے کہ سلامِ عام اور سلامِ خاص میں فرق کیا جائے، سلامِ عام تو وہ ہے جس کو سلام علی المسلمین کہنا چاہئے، اور قرآن مجید میں اس کو سلامِ تحیۃ کہا گیا ہے۔

اور سلامِ خاص وہ ہے کہ جس کو قرآن مجید میں سلام علی المرسلین قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک سلام علی المسلمین کا تعلق ہے، جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات یا قبر کی زیارت کے وقت ’’السلام علیکم‘‘ کے ساتھ کرتا ہے، تو اس کے غیرِ نبی کے لئے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

اور جہاں تک سلام علی المرسلین کا تعلق ہے، تو اس کا استعمال انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، اور کسی دوسرے فردِ بشر کے لئے اس کا مستقل طور پر استعمال نہ کرنا چاہئے، بالخصوص جبکہ اس دور میں کسی بھی فردِ بشر کے نام کے ساتھ اس کے استعمال سے اس کے نبی ہونے کو (یا فرشتہ ہونے کو) سمجھا جاتا ہو۔[2]

---

[1] اور بعض اہلِ علم کے کلام میں جہاں کہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ سلام کا استعمال ہوا ہے، وہ ممکن ہے کہ اسی قول پر مبنی ہو۔

[2] واما السلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحید عن الامام الجوینی انه فی معنی الصلاة فلا یستعمل فی الغائب ولا یفرد به غیر الانبیاء فلا یقال علی علیه السلام وسواء فی هذا الاحیاء والاموات الا فی الحاضر فیقال السلام اوسلام علیک اوعلیکم وهذا مجمع علیه اه . اقول ومن الحاضر السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین والظاهر ان العلة فی منع السلام ماقاله النووی فی علة منع الصلاة ان ذلک شعار اهل البدع ولان ذلک مخصوص فی لسان السلف بالانبیاء علیهم الصلاة والسلام(وبعداسطر)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (تفسير ابن أبى حاتم، وتفسير ابنِ جرير تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو (ترجمہ ختم)

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وایضا فهو امر لم يكن معروفا فى الصدر الاول وانما احدثه الرافضة فى بعض الائمة والتشبه باهل البدع منهى عنه فتجب مخالفتهم اه . اقول وكراهة التشبه باهل البدع مقررة عندنا ايضا لكن لامطلقا بل فى المذموم وفيما قصدبه التشبه بهم (شامى ج ٦ ص ۷۵۳ مسائل شتى)

والسلام عند كثير فيما ذكر وفى شرح الجوهرة للقانى نقلا عن الإمام الجوينى أنه فى معنى الصلاة فلا يستعمل فى الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء عليهم السلام فلا يقال على عليه السلام بل يقال رضى الله تعالى عنه وسواء فى هذا الأحياء والأموات إلا فى الحاضر فيقال السلام أو سلام عليک أو عليكم وهذا مجمع عليه إنتهى وفى حكاية الإجماع على ذلک نظر

وفى الدر المنضود السلام كالصلاة فيما ذكر إلا إذا كان لحاضر أو تحية لحى غائب وفرق آخرون بأنه يشرع فى حق كل مؤمن بخلاف الصلاة وهو فرق بالمدعى فلا يقبل ولا شاهد فى السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين لأنه وارد فى محل مخصوص وليس غيره فى معناه على أن ما فيه وقع تبعا لا إستقلالا

وحقق بعضهم فقال ما حاصله مع زيادة عليه السلام الذى يعم الحى والميت هو الذى يقصد به التحية كالسلام عند تلاق أو زيارة قبر وهو مستدع للرد وجوب كفاية أو عين بنفسه فى الحاضر ورسوله أو كتابه فى الغائب وأما السلام الذى يقصد به الدعاء منا بالتسليم من الله تعالى على المدعو له سواء كان بلفظ غيبة أو حضور فهذا هو الذى أختص به صلى الله تعالى عليه وسلم عن الأمة فلا يسلم على غيره منهم إلا تبعا كما أشار إليه التقى السبكى فى شفاء الغرام وحينئذ فقد أشبه قولنا عليه السلام قولنا عليه الصلاة من حيث أن المراد عليه السلام من الله تعالى ففيه إشعار بالتعظيم الذى فى الصلاة من حيث الطلب لأن يكون المسلم عليه الله تعالى كما فى الصلاة وهذا النوع من السلام هو الذى أدعى الحليمى كون الصلاة بمعناه إنتهى (روح المعانى -الألوسى ملخصاً تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)

اس حدیث میں سلام کو بھی رسولوں کے ساتھ خاص رکھا گیا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد اس طرح مروی ہے:

إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ :فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ :فَإِنَّمَا أَنَا رَسُوْلٌ مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ .

قَالَ أَبُو الْعَوَامِ :وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِذَا تَلَا هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ : سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (أخبار أصبهان، لابی نعيم الاصبهانی حديث نمبر ٣٥٧، تاريخ أصبهان، لابی نعيم الاصبهانی ، تحت ترجمة أحمد بن سليمان بن يوسف، و تحت ترجمة الوليد بن أبان بن بونةأبو العباس، طبقات المحدثين ، لابی نعيم الاصبهانی حديث نمبر ١٧٦)

ترجمہ: جب تم مجھ پر سلام بھیجو، تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو، کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

ابوالعوام فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس حدیث کو اس وقت ذکر کیا کرتے تھے، جب یہ آیات تلاوت کیا کرتے تھے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورة صافات آيت ١٨٠ تا ١٨٢)

(جن کا ترجمہ یہ ہے ”پاک ذات ہے تیرے رب کی، عزت والا رب ان باتوں سے پاک ہے، جو یہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہے رسولوں پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب عالموں کا رب ہے“)

اس حدیث کا مضمون اُن احادیث کے مطابق ہے، جن میں نبیوں پر درود کو خاص رکھا گیا ہے، لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ درود کی طرح سلام کا استعمال بھی نبیوں کے ساتھ خاص رکھا جائے، اور کسی

دوسرے کے لئے مستقل اور اصلاً استعمال نہ کیا جائے، البتہ نبی پر سلام بھیجتے ہوئے دوسرے صلحاء کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ [۱]

اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف کی طرح سلام بھی تمام نبیوں کے لئے استعمال کرنا جائز ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: معارف القرآن ج۷ ص۲۲۵ و۲۲۶، واحکام القرآن للمفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ج۳ ص۴۹۱ تا ۴۹۵، سورۃ الاحزاب)

(۳)......درودشریف جاہ ومال کی خاطر پڑھنے کا حکم

درودشریف چونکہ عبادت ہے، اور عبادت پر اجروثواب مرتب ہونے کے لئے اخلاص ضروری ہے، اس لئے جاہ ومال کے حصول کی خاطر درودشریف پڑھنا منع ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو لوگ اپنی شہرت یا مال حاصل کرنے کی خاطر آوازیں بنا بنا کر درود وسلام پڑھتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں، اور اسی وجہ سے تجارت کا سامان کھولتے وقت اس لئے درود شریف پڑھنا تاکہ اس کی آواز سے خریداروں کو سامان کے عمدہ ہونے کی طرف توجہ ہو (جس کا کسی زمانے میں رواج رہا ہوگا، اگرچہ آج کل ایسا رواج ہمارے علاقوں میں نہیں) فقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے۔ [۲]

---

[۱] جیسا کہ نماز والے تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبعاً ''وعلیٰ عباداللہ الصالحین'' آیا ہے۔

اور اس طرح تشہد پڑھنے کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِکَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (بخاری، كتاب الجمعة، باب من سمى قوما أو سلم فى الصلاة على غيره مواجهة وهو لا يعلم)

اور یہ اس سلام کے بدلہ میں تھا، جو بطورِ تحیۃ نماز میں صحابہ ایک دوسرے کو کرتے تھے۔

[۲] (قَوْلُهُ وَحَرَامًا إلَخْ) الظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ كَرَاهَةُ التَّحْرِيمِ، لِمَا فِي كَرَاهِيَةِ الْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ إذَا فَتَحَ التَّاجِرُ الثَّوْبَ فَسَبَّحَ اللَّهَ تَعَالَى أَوْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ بِهِ إعْلَامَ الْمُشْتَرِي جَوْدَةَ ثَوْبِهِ فَذَلِکَ مَكْرُوهٌ وَكَذَا الْحَارِسُ لِأَنْ يَأْخُذَ لِذَلِکَ ثَمَنًا، وَكَذَا الْفُقَّاعِيُّ إذَا قَالَ ذَلِکَ عِنْدَ فَتْحِ فُقَّاعَةٍ عَلَى قَصْدِ تَرْوِيجِهِ وَتَحْسِينِهِ يَأْثَمُ، وَعَنْ هَذَا يُمْنَعُ إذَا قَدِمَ وَاحِدٌ مِنْ الْعُظَمَاءِ إلَى مَجْلِسٍ فَسَبَّحَ أَوْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إعْلَامًا بِقُدُومِهِ حَتَّى يُفَرِّجَ لَهُ النَّاسُ أَوْ يَقُومُوا لَهُ يَأْثَمُ. اهـ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل).

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)......کیا درود شریف رد نہیں کیا جاتا؟

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ درود شریف خواہ کسی بھی نیت اور غرض سے (خواہ حبِ جاہ یا مال کی خاطر) اور کسی بھی طرح سے (خواہ بدعات ومنکرات کا ارتکاب کر کے) پڑھا جائے، تو وہ ضرور قبول ہوتا ہے، اور کبھی رد نہیں کیا جاتا۔

اور اسی وجہ سے جب ان لوگوں کو جاہ ومال کی خاطر یا بدعت ومعصیت کے طریقہ پر درود شریف پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے، تو اس پر یہی مذکورہ موقف اختیار کرتے ہیں۔

حالانکہ درود شریف کے قبول ہونے اور رد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ درود شریف درحقیقت اللہ تعالیٰ سے نبی ﷺ کے اوپر رحمت نازل کرنے اور آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کرنے کی دعا کا نام ہے، اور جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرتا ہے، تو وہ نبی ﷺ کے حق میں قبول کی جاتی ہے، اور رد نہیں کی جاتی۔

جہاں تک درود شریف پڑھنے والے کے حق میں اس کے عبادت بننے اور اس کے ذریعہ سے ثواب حاصل ہونے اور اس پر مرتب ہونے والے فضائل وفوائد کا تعلق ہے، تو اس کے لئے جہاں اخلاص شرط ہے، اسی طرح بدعات ومنکرات سے بچنا بھی ضروری ہے۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كمن جاء إلى آخر يشترى منه ثوباً، فلما فتح التاجر الثوب سبح الله تعالى، أو صلى على النبى عليه السلام؛ أراد به إعلام المشترى جودة ثوبه وذلك مكروه، فهذا كذلك. حارس يقول :لا إله إلا الله، أو قال فقاعى عند فتح الفقاع :لا إله إلا الله، أو قال :صلى الله على محمد يأثم؛ لأنه يأخذ لذلك ثمناً بخلاف العالم إذا قال فى مجلس العلم :صلوا على النبى، أو قال الغازى للقوم :كبروا، حيث يثاب (المحيط البرهانى، الفصل الرابع فى الصلاة، والتسبيح، وقراء ة القرآن، والذكر، والدعاء ورفع الصوت عند قراء ة القرآن والذكر والدعاء)

[1] وعلى هذا فعدم القبول لبعض الأعمال إنما هو لعدم استيفاء شروط القبول : كعدم الخشوع فى نحو الصلاة ، أو عدم حفظ الجوارح فى الصوم ، أو عدم طيب المال فى الزكاة والحج ، أو عدم الإخلاص مطلقا ، ونحو ذلك من العوارض .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵)......کیا درود شریف پڑھنے کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے؟

درود شریف چونکہ ذکر کی ایک قسم ہے، جس کے لئے پاک صاف ہونا افضل ضرور ہے، لیکن درود شریف پڑھنے کے لئے جسم اور لباس کا نجاستِ حقیقیہ وحکمیہ سے پاک ہونا ضروری نہیں، یعنی اگر

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وعلى هذا فمعنى أن الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم قد ترد عدم إثابة العبد عليها لعارض كاستعمالها على محرم كما مر ، أو لإتيانه بها من قلب غافل أو لرياء وسمعة ؛ كما أن كلمة التوحيد التى هى أفضل منها لو أتى بها نفاقا أو رياء لا تقبل :وأما إذا خلت من هذه العوارض ونحوها فالظاهر القبول حتما إنجازا للوعد الصادق كغيرها من الطاعات ، وكل ذلك بفضل الله تعالى ، لكن وقع فى كلام كثيرين ما يقتضى القبول مطلقا(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل)

والذى يظهر من ذلك أن المراد بقبولها قطعا أنها لا ترد أصلا مع أن كلمة الشهادة قد ترد فلذا استشكله السنوسى وغيره .والذى ينبغى حمل كلام السلف عليه أنه لما كانت الصلاة دعاء والدعاء منه المقبول ومنه المردود ، وأن الله تعالى قد يجيب السائل بعين ما دعاه وقد يجيبه بغيره لمقتضى حكمته خرجت الصلاة من عموم الدعاء لأن الله تعالى قال (إن الله وملائكته يصلون على النبى) بلفظ المضارع المفيد للاستمرار التجددى مع الافتتاح بالجملة الاسمية المفيدة للتوكيد وابتدائها بإن لزيادة التوكيد ، وهذا دليل على أنه سبحانه لا يزال مصليا على رسوله صلى الله عليه وسلم ثم امتن سبحانه على عباده المؤمنين حيث أمرهم بالصلاة أيضا ليحصل لهم بذلك زيادة فضل وشرف وإلا فالنبى صلى الله عليه وسلم مستغن بصلاة ربه سبحانه وتعالى عليه ، فيكون دعاء المؤمن بطلب الصلاة من ربه تعالى مقبولا قطعا أى مجانا لإخباره سبحانه وتعالى بأنه يصلى عليه ، بخلاف سائر أنواع الدعاء وغيره من العبادات ، وليس فى هذا ما يقتضى أن المؤمن يثاب عليها أو لا يثاب ، بل معناه وأن الطلب والدعاء مقبول غير مردود .وأما الثواب فهو مشروط بعدم العوارض كما قدمناه ، فعلم أنه لا إشكال فى كلام السلف ، وأن له سندا قويا وهو إخباره تعالى الذى لا ريب فيه ، فاغتنم هذا التحرير العظيم الذى هو من فيض الفتاح العليم ، ثم رأيت الرحمتى ذكر نحوه (قوله فقيد المأمول) أى قيد الثواب الذى يؤمله العبد ويرجوه ، وهو هنا محو الذنوب بالقبول :أى المتوقف على صدق العزيمة وعدم الموانع ، وقد علمت أن هذا لا ينافى كون هذا الدعاء مجابا قطعا .(ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية اوالتوراة اوالانجيل ،مطلب فى أن الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم هل ترد أم لا)

کوئی باوضو نہ ہو، یا اس پر غسل واجب ہو، یا جسم وکپڑوں پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو، تو درود شریف پڑھنا گناہ نہیں، اس کے باوجود اگر ہر طرح کی پاکی اور طہارت کا اہتمام کر کے درود شریف پڑھا جائے تو اس کی فضیلت اور اجر وثواب کے زیادہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ’’لان الصلاۃ فی الحقیقۃ دعاء‘‘

البتہ بیت الخلاء اور ان مقامات پر جہاں ذکر منع ہے، درود بھی منع ہوگا۔

(۶)......درود شریف کے وقت نازیبا اور لغو حرکت کرنے کا حکم

درود شریف کیونکہ عبادت ہے، اس لئے اس عبادت کو انجام دیتے وقت کوئی لغو اور فضول حرکت کرنا جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، منع ہے، اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے (فضائلِ درود شریف للشیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ ص ۱۴۹، چوتھی فصل، فوائدِ متفرقہ کے بیان میں)[1]

(۷)......درود شریف کا مسنون طریقہ

درود شریف ایک اہم عبادت ہے، جس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف ہے، اس لئے اس کو انجام دینے کے لئے ہر شخص کو آزاد نہیں چھوڑا گیا، بلکہ اس عبادت کو انجام دینے کے لئے شریعت کی طرف سے ایسا طریقہ مقرر کیا گیا ہے، جس میں اس اہم عبادت کی شان واحترام کا لحاظ ہو۔

سورہ احزاب کی وہ آیت جس میں حضور ﷺ پر درود وسلام کا ان الفاظ میں حکم دیا گیا ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ احزاب آیت ۵۶)

---

[1] وإزعاج الاعضاء برفع الصوت جهل، وإنما هى دعاء له، والدعاء يكون بين الجهر والمخافتة، كذا اعتمده الباجى فى كنز العفاة، وحرر أنها قد تردد ككلمة التوحيد مع أنها أعظم منها وأفضل (الدر المختار)

(قَوْلُهُ وَإِزْعَاجُ الْأَعْضَاءِ) قَالَ فِي الْهِنْدِيَّةِ : رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ سَمَاعِ الْقُرْآنِ وَالْوَعْظِ مَكْرُوهٌ ، وَمَا يَفْعَلُهُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ لَا أَصْلَ لَهُ ، وَيُمْنَعُ الصُّوفِيَّةُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ وَتَخْرِيقِ الثِّيَابِ ، كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ (ردالمحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية او التوراة او الانجيل)

ترجمہ: اے ایمان والوں تم بھی نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجا کرو (ترجمہ ختم)

اس آیت کے سب سے پہلے مخاطب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، انہوں نے اپنی عقل وفہم سے جس طرح چاہا درود وسلام نہیں پڑھا، بلکہ حضور ﷺ سے درود اور سلام دونوں کا مسنون طریقہ سیکھا ہے۔

چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ)قَالُوْا : كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ؟(مسند احمد حديث نمبر ۱۸۱۳۳)

ترجمہ: جب (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ''إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ '' تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ (ترجمہ ختم)

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ :(إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ هُوَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ ؟(فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ٦٣)

ترجمہ: جب (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ''إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سلام کا طریقہ تو ہمیں (آپ کے بتلانے سے) معلوم ہوگیا، کہ وہ کس طرح پڑھا جائے، تو آپ ہمیں اپنے اوپر درود پڑھنے کا کس طرح حکم فرماتے ہیں؟ (ترجمہ ختم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ درود وسلام کا حکم آنے پر صحابۂ کرام نے حضور ﷺ سے درود اور سلام دونوں کا طریقہ سیکھا ہے، اور خود سے کوئی طریقہ تجویز نہیں کیا۔

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ(بخاری ، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالی واتخذ الله إبراهيم خليلا)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کے اہلِ بیت پر کس طرح سے درود پڑھا جائے، یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں، اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتر ہیں (ترجمہ ختم)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کی تفسیری احادیث وروایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود اور سلام کا جو طریقہ صحابۂ کرام نے حضور ﷺ سے سیکھا ہے، اس طریقہ سے درود وسلام پڑھنا زیادہ برکت وفضیلت اور زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔

اور حدیث میں یہ بھی وضاحت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کو اللہ تعالیٰ سے دعا ودرخواست

کے ساتھ درود پڑھنے کا طریقہ بتلایا، پس درود شریف کا مسنون اور افضل و بہتر طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کے صیغہ کے ساتھ پڑھا جائے، مثلاً "اَللّٰھُمَّ صَلِّ" کہا جائے۔ [1]

اور احادیث و روایات میں جتنے بھی درود شریف کے صیغے آئے ہیں، ان میں عام طور پر "اَللّٰھُمَّ" وغیرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی درخواست کی گئی ہے، براہِ راست اپنی طرف

---

[1] چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> جو طریقہ صلاۃ وسلام کا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہوا، اس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب مسلمان آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت وسلامتی کی دعا کریں، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقصود آیت کا تو یہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کا حق خود ادا کریں، مگر طریقہ یہ بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حقِ تعظیم واطاعت پورا ادا کرنا ہمارے کسی کے بس میں نہیں، اس لئے ہم پر یہ لازم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۲۴)

اور احکامُ القرآن میں فرماتے ہیں کہ:

> **فان معنى الحديث ان المراد بالتعظيم المامور به فى الآية هو التعظيم المخصوص الذى يكون بهذااللفظ ونحوه مما يدل على طلب التعظيم لشأنه عليه الصلاة والسلام من الله عزوجل لقصور وسع المومنين عن اداء حقه عليه الصلاة والسلام ، ففى الحديث ارشاد الى كيفية التعظيم المامور به وصفته لا انه تفسير للفظ "صلوا" (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج ۳ ص ۴۸۵، سورة الاحزاب)**

اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

> **فقال صلى الله عليه وسلم : قولوا اللهم صل على محمد إلى آخر ما فى بعض الروايات الصحيحة ، وفيه إيماء إلى أنكم عاجزون عن التعظيم اللائق بى فأطلبوه من الله عزوجل لى ومن هنا يعلم أن الآتى بما أمر به من طلب الصلاة له صلى الله تعالى عليه وسلم عزوجل آت بأعظم أنواع التعظيم لتضمنه الإقرار بالعجز عن التعظيم اللائق (روح المعانى ،تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)**
>
> **قرأت فى شرح مقدمة ابى الليث للامير المصطفىٰ التركمانى من الحنفية مانصه،فان قيل ماالحكمة فى ان الله تعالىٰ امرنا ان نصلى ونحن نقول اللهم صل على محمد وعلىٰ آل محمد فنسأل الله تعالىٰ ان يصلى عليه ولانصلى عليه نحن بانفسنا يعنى بان يقول العبد فى الصلاة الى على محمد قلنا لانه ﷺ طاهر لاعيب فيه ونحن فينا المعائب والنقائص فكيف يثنى من فيه معائب على طاهر؟ فنسأل الله تعالىٰ ان يصلى عليه لتكون الصلاة عن رب طاهر على نبى طاهر كذافى المرغينانى ، انتهىٰ(القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع ص ۷۲، ۷۳،الباب الاول)**

سے درود بھیجنے کا احادیث وروایات میں ذکر نہیں ملتا۔ [ل]

[ل] اور باوجود تلاش کے ہمیں حضور ﷺ اور صحابۂ کرام سے درود کا کوئی صیغہ بھی ایسا نہیں ملا، جس میں اللہ تعالیٰ سے دعا ودرخواست کے بغیر درود کا ذکر ہو۔

اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ حقیقی مصلی اللہ تعالیٰ ہونگے، اور بندے کا مصلی ہونا مجازی ہوگا۔

اور بہت سے اہلِ علم حضرات نے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کئے بغیر حضور ﷺ پر صلاۃ کے استعمال سے منع کیا ہے، البتہ دیگر حضرات نے بنیتِ دعا اجازت دی ہے۔

اگر ماضی کے صیغہ سے اس طرح درود پڑھا جائے کہ ”صلی اللہ علی محمد“ تو بھی جائز ہے، کیونکہ یہ خبر بمعنیٰ انشاء ہے، لیکن صیغۂ امر وطلب کے ساتھ درود پڑھنا صیغۂ خبر کے مقابلہ میں افضل ہے، اور محدثینِ کرام کا جو احادیث کے ضمن میں اس افضل کو چھوڑ کر صیغۂ خبر کے ساتھ درود کا معمول رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا یہ معمول احادیث وروایات کے ضمن میں حضور ﷺ کا نامِ نامی آجانے کی وجہ سے ہے، اور اصل مقصود احادیث وروایات کے مضامین واخبار کو بیان کرنا ہے، اور درود ضمنی طور پر شامل ہے، اگر ان مواقع پر صیغۂ طلب وامر کے ساتھ درود شریف کا معمول بنایا جاتا، تو احادیث وروایات کے مضامین کا تسلسل متأثر ہونے اور زیادہ فصل واقع ہونے کی وجہ سے مضامین کی افہام وتفہیم میں دشواری پیدا ہوتی۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ومقتضى ظاهر إرشاده صلى الله تعالى عليه وسلم إياهم إلى طلب الصلاة عليه من الله تعالى شأنه أنه لا يحصل إمتثال الأمر إلا بما فيه طلب ذلك منه عزوجل ويكفي اللهم صلى على محمد لأنه الذى اتفقت عليه الروايات فى بيان الكيفية ، وكأن خصوصية الإنشاء لفظاً ومعنى غير لازمة ، ولذا قال بعض من أوجبها فى الصلاة وستعلمه إن شاء الله تعالى :إنه كما يكفي اللهم صلى على محمد ، ولا يتعين اللفظ الوارد خلافاً لبعضهم يكفي صلى الله على محمد على الأصح بخلاف الصلاة على رسول الله فإنه لا يجزى اتفاقاً لأنه ليس فيه إسناد الصلاة إلى الله تعالى فليس فى معنى الوارد .وفى تحفة ابن حجر يكفي الصلاة على محمد إن نوى بها الدعاء فيما يظهر ،
>
> وقال النيسابورى :لا يكفي صليت على محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلك بل يسأل ربه سبحانه أن يصلى عليه عليه الصلاة والسلام وحينئذ فالمصلى عليه حقيقة هو الله تعالى ، وتسمية العبد مصلياً عليه مجاز عن سؤاله الصلاة من الله تعالى عليه الصلاة والسلام فتأمله .
>
> وذكروا أن الإتيان بصيغة الطلب أفضل من الإتيان بصيغة الخبر .وأجيب عن إطباق المحدثين على الإتيان بها بأنه مما أمرنا به من تحديث الناس بما يعرفون إذ كتب الحديث يجتمع عند قراء تها أكثر العوام فخيف أن يفهموا من صيغة الطلب أن الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم لم توجد من الله عز وجل بعد وإلا لما طلبنا حصولها له عليه صلاة الله تعالى وسلامه فأتى بصيغة يتبادر إلى أفهامهم منها الحصول وهى مع إبعادها إياهم من هذه الورطة متضمنة للطلب الذى أمرنا به انتهى ، ولا يخفى ضعفه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مفسرین نے بھی سورہ احزاب کی اس آیت میں درود شریف پڑھنے کے حکم کی تفسیر کے ضمن میں یہی بات بیان فرمائی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کی جائے، اور ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ الخ'' پڑھا جائے۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فالأولى أن يقال :إن ذلك لأن تصليتهم فى الأغلب فى أثناء الكلام الخبرى نحو قال النبى صلى الله عليه وسلم كذا وفعل صلى الله عليه وسلم كذا فأحبوا أن لا يكثر الفصل وأن لا يكون الكلام على أسلوبين لما فى ذلك من الخروج عن الجادة المعروفة إذ قلنا تجد فى الفصيح توسط جملة دعائية إلا وهى خبرية لفظاً مع احتمال تشوش ذهن السامع وبطء فهمه وحسن الإفهام مما تحصل مراعاته فتدبر(روح المعانى،تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

[1] (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ) أى :ادعوا له بالرحمة، (وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) أى :حيوه بتحية الإسلام .

وقال أبو العالية :صلاة الله :ثناؤه عليه عند الملائكة، وصلاة الملائكة :الدعاء (معالم التنزيل للبغوى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

تأويل قوله تعالى :(إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)

يقول تعالى ذكره :إن الله وملائكته يبرّكون على النبى محمد صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم.

كما حدثنى على، قال :ثنا أَبو صالح، قال :ثنى معاوية، عن على، عن ابن عباس، قوله(إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ) يقول :يباركون على النبى .وقد يحتمل أن يقال :إن معنى ذلك :أن الله يرحم النبى، وتدعو له ملائكته ويستغفرون، وذلك أن الصلاة فى كلام العرب من غير الله إنما هو دعاء .وقد بينا ذلك فيما مضى من كتابنا هذا بشواهده، فأغنى ذلك عن إعادته.

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ) يقول تعالى ذكره :يا أيها الذين آمنوا ادعوا لنبى الله محمد صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم(وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) يقول :وحيوه تحية الإسلام .

وبنحو الذى قلنا فى ذلك جاء ت الآثار عن رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم .(جامع البيان فى تأويل القرآن المؤلف :محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملى، أبو جعفر الطبرى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

(إِنَّ الله وملائكته يُصَلُّونَ عَلَى النبى) يعتنون بإظهار شرفه وتعظيم شأنه .(ياأيها الذين ءامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ) اعتنوا أنتم أيضاً فإنكم أولى بذلك وقولوا اللهم صلِّ على محمد . (وَسَلّمُواْ تَسْلِيماً) وقولوا السلام عليك أيها النبى (أنوار التنزيل وأسرار التأويل للبيضاوى ، تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف کا افضل وبہتر طریقہ یہ ہے کہ مسنون صیغوں کی رعایت کی جائے، اور درود شریف اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست کے ساتھ پیش کیا جائے۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(إِنَّ اللـه وملائـكته يُصَلُّونَ عَلَى النبى يا أيها الذين ء امَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ) أى قولوا اللهم صل على محمد أو صلى الله على محمد (وَسَلِّمُواْ تَسْلِيماً) أى قولوا اللهم سلم على محمد أو انقادوا لأمره وحكمه انقياداً (مدارك التنزيل وحقائق التأويل المؤلف : عبدالله بن أحمد بن محمود حافظ الدين أبو البركات النسفى تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

(يَا أَيُّهَا الذين آمَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ) اعتنوا أنتُم أيضاً بذلكَ فإنَّكُم أولى بهِ .(وَسَلِّمُواْ تَسْلِيماً) قائلينَ اللهمَّ صلِّ على محمدٍ وسلِّم أو نحوَ ذلكَ(أبو السعود تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

(يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) أى ادعوا له بالرحمة (وسلموا تسليماً) أى حيوه بتحية الإسلام(تفسير الخازن تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

يا أيها الذين ء امَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُواْ تَسْلِيماً) أى قولوا :اللهم صلِّ على سيدنا محمد وسلِّم (تفسير الجلالين تحت آيت ٥٦ من سورة الاحزاب)

[1] اس تفصیل کی روشنی میں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ درود شریف خواہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے قریب کھڑے ہوکر پڑھا جائے، یا کسی اور مقام پر رہ کر پڑھا جائے، بہر صورت سنت وافضلیت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست ودعا کے ساتھ پڑھا جائے۔

یہ حکم تو درود شریف کے بارے میں تھا، جہاں تک سلام پیش کرنے کا معاملہ ہے، تو اگر کسی کو قبر مبارک کے قریب کھڑے ہونے کی نعمت میسر آئے، تو ایسے شخص کو خطاب کے ساتھ سلام پیش کرنے میں کوئی مانع نہیں۔

تاہم اگر اس صورت میں احادیث میں مذکور مسنون وماثور خطاب والے صیغوں (مثلاً ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ آخر تک'') کے ساتھ سلام پیش کیا جائے؛ تو اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

یہاں اہلِ علم حضرات کے لئے یہ مسئلہ قابلِ غور ہے کہ ہمارے علماء واکابر نے قبر مبارک کے قریب کھڑے ہوکر سلام پڑھنے کے بارے میں تصریح فرمائی ہے کہ حضور ﷺ بغیر فرشتوں کے واسطہ کے سماعت فرماتے ہیں، اور قبر مبارک کے قریب ہونے کی چار ذراع یا اس کے لگ بھگ کے فاصلہ پر کھڑے ہوکر پڑھنے کی تصریح فرمائی ہے۔

قال السخاوى:

> ثم يأتى القبر الشريف من ناحية قبلته فيقف عند محاذاة تمام اربع اذرع من رأس القبر بعيدا منه ، ويقف (القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوى ص ٢١٣ ،الباب الخامس ، آداب زيارة قبره الشريف)

لیکن اگر کسی کو قبر مبارک کے اتنے قریب جانے کا موقع نہیں ملتا، تو کیا قبر مبارک سے دور اور فاصلہ پر کھڑے ہوکر پڑھنے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۸)......سلام کا مسنون طریقہ

پہلے گزر چکا ہے کہ ایک سلام تو عام ہے، جو مسلمین کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور دوسرا سلام خاص ہے، جو مرسلین کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو سلام مرسلین کے لئے ہے، اس کی شان زیادہ بلندوبالا ہے، اور یہ بھی پہلے ذکر کیا جاچکا کہ نبی ﷺ سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

اس لئے اس کو عام مسلمین کے سلام کی طرح انجام دینے کے بجائے اس کی شان کے مطابق انجام دینے کی ضرورت ہوگی۔

اور اسی وجہ سے شریعت نے اس سلام کے لئے مستحسن اور پسندیدہ طریقہ یہ قرار دیا ہے کہ اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہونی چاہیئے۔ [1]

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پہلے نماز میں جب التحیات پڑھتے تھے، تو ہم ایک دوسرے کا نام لے کر اس کو سلام کیا کرتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا کہ تم اس طرح سلام پڑھا کرو، اس کے نتیجہ میں آسمان اور زمین میں جتنے بھی اللہ کے نیک بندے ہیں، ان سب پر تمہاری طرف سے سلام ہوجائے گا۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کے بارے میں بھی بغیر فرشتوں کے واسطہ کے سماعت فرمانے کا حکم لگایا جائے گا؟

اس بارے میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایسی صورت میں بواسطۂ ملائک سماعت فرماتے ہیں، کیونکہ علماء نے ''عندقبری'' کی چار ذراع وغیرہ سے تصریح فرمائی ہے، جو مذکورہ صورت میں موجود نہیں۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ مسجدِ نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں (کذافی ''تذکرۃ الخلیل'' ص۳۹۸، مطبوعہ: مکتبہ قاسمیہ، سیالکوٹ، تاریخِ اشاعت 1969ء)

[1] علاوہ ازیں یہ سلام درحقیقت نبی ﷺ کے لئے ایک دعا ہے، اور دعا کے آداب میں حمد وثناء سے آغاز کرنا بھی داخل ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

ترجمہ: ساری قولی اور بدنی عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری، حدیث نمبر ۱۱۲۷، کتاب الجمعة، باب من سمی قوما أو سلم فی الصلاة علی غیره مواجهة وهو لا یعلم)

فائدہ: سلام کا یہ طریقہ زیادہ جامع اور افضل ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی سلام کے صیغے احادیث وروایات میں آئے ہیں، جن کا آگے ذکر آتا ہے۔

اور اس سلام میں جو حضور ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ نہیں کہ حضور ﷺ ہر مقام سے پیش کئے جانے والے سلام کو براہِ راست سماعت فرماتے ہیں، کیونکہ اس بارہ میں صحیح حدیث کی روشنی میں یہ بات گزر چکی ہے کہ روئے زمین پر حضور ﷺ تک سلام پہنچانے کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔

بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح حضور ﷺ پر سلام پیش کیا گیا تھا، اور ہم اسی کی نقل میں اپنی طرف سے بھی سلام پیش کرتے ہیں۔

لہٰذا اس سے بعض کم علم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ حضور ﷺ ہر جگہ سے آواز کو سنتے ہیں، درست نہیں۔ [1]

---

[1] وَأَمَّا قَوْلُهُ :السَّلَامُ عَلَيْک أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ حِكَايَةُ سَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَهِيَ ثَلَاثَةٌ بِمُقَابَلَةِ الثَّلَاثِ الَّتِي أَثْنَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَبِّهِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ (البحر الرائق، فصل مایفعله من اراد الدخول فی الصلاة)

ویقصد بألفاظ التشهد معانیها مرادة له علی وجه الإنشاء کأنه یحیی اللّٰه تعالی ویسلم علی نبیه وعلی نفسه وأولیائه (اللباب فی فی شرح الکتاب، باب صفة الصلاة)

ومعنی قولنا السلام علیک الدعاء أی سلمت من المکاره وقیل معناه اسم السلام علیک کأنه تبرک علیه باسم الله تعالی فإن قیل کیف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع کونه منهیا عنه فی الصلاة

فالجواب أن ذلک من خصائصه صلی الله علیه و سلم فإن قیل ما الحکمة فی العدول عن الغیبة إلی الخطاب فی قوله علیک أیها النبی مع أن لفظ الغیبة هو الذی یقتضیه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نماز میں پڑھے جانے والے درودِ ابراہیمی کے متعلق بہت سی روایات میں خطاب کے صیغہ کے ساتھ ہی سلام کا ذکر آیا ہے، اور ہمارے فقہائے کرام نے نماز میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ [1]

لیکن بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بعض صحابۂ کرام نے نماز میں خطاب کے صیغہ کے ساتھ سلام چھوڑ دیا تھا۔ [2]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السیاق کأن یقول السلام علی النبی فینتقل من تحیة الله إلی تحیة النبی ثم إلی تحیة النفس ثم إلی الصالحین أجاب الطیبی بما محصله نحن نتبع لفظ الرسول بعینه الذی کان علمه الصحابة ویحتمل أن یقال علی طریق أهل العرفان إن المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات أذن لهم بالدخول فی حریم الحی الذی لا یموت فقرت أعینهم بالمناجاة فنبهوا علی أن ذلک بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعته فالتفتوا فإذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فأقبلوا علیه قائلین السلام علیک أیها النبی ورحمة الله وبرکاته أه (فتح الباری لابنِ حجر، باب التشهد فی الآخرة)

فعلم بهذاان للمشائخ فی توجیه الخطاب ثلاثة اقوال مجرد الاتباع و کون الحبیب فی حریم الحبیب وحکایة مافی المعراج علی طریق الانشاء ولعلک دریت بهذا کله انه لایصح الاستدلال بصیغة التشهد علی حضوره ﷺ فی کل محل او علیٰ عموم ندائه ﷺ عن کل موضع کما توهمه بعض المبتدعة فی هذاالزمان (اوجز المسالک الیٰ مؤطا مالک ج ۱ ص ۲۶۵، باب التشهد فی الصلاة)

[1] النبی ﷺ علم التشهد تعلیما عاما ، وقد کان فی زمنه ﷺ من یصلی حاضرا معه ومنهم من یصلی غائبا عنه ولم یفرق النبی ﷺ بینهما فی ذلک ولاتفاوت بین من صلی فی زمنه ﷺ غائبا عنه ، وبین من صلی بعد وفاته ﷺ (اعلاء السنن ج۳ ص ۱۲۳، باب التشهد ووجوبه)

ثم لایخفی علیک ان الفاظ التشهد هکذا وردت بصیغة الخطاب فی اکثر الروایات الا ما ورد عن بعض الصحابة کابنِ مسعود وغیره رضی الله تعالیٰ عنهم ، کما سیجیئ . انهم قالوا بعد وفاته ﷺ بلفظ الغائب فقالوا السلام علی النبی لکن جمهور الصحابة وسائر الفقهاء متظافرون علی التشهد بصیغة الخطاب ولم یفرقوا فی حیاته ووفاته ﷺ لما انه ثبت عنه ﷺ بهذا اللفظ وعلمهم النبی ﷺ هکذا بدون التفریق بین الحاضر منهم والغائب مع ان الصحابة کانوا یغیبون عنه ﷺ فی السرایا والاسفار ولایفرقون بین الحضور والغیبة (اوجز المسالک الیٰ مؤطا مالک ج ۱ ص ۲۶۴، ۲۶۵، باب التشهد فی الصلاة)

[2] ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنْ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوربعض صحابۂ کرام نے خطاب کے صیغہ کوکیوں چھوڑ دیا تھا؟ اس کی اہلِ علم نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ان صحابۂ کرام کا مقصد عام اور کم علم لوگوں کوشرک کا

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّـهُ وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ يَعْنِى عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللَّـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(بخارى حديث نمبر ۵۷۹۴، كتاب الاستئذان، باب الأخذ باليدين)

ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ :عَلَّمَنِى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ -كَفِّى بَيْنَ كَفَّيْهِ - كَمَا يُعَلِّمُنِى السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ " :التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ "وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا ، فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا : السَّلَامُ عَلَى النَّبِىِّ (مسند احمد حديث نمبر ٣٩٣٥، واللفظ لهٔ، مصنف ابنِ ابى شيبة، كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة، مستخرج ابى عوانة، باب ايجاب قراءة التشهد، مسند ابى عوانة حديث نمبر ٢٠٢٦، مسند ابى يعلىٰ الموصلى حديث نمبر ٥٢٢١، المسند للشاشى حديث نمبر ٨٢٩)

عن عطاء أن أصحاب النبى صلى الله عليه و سلم كانوا يسلمون والنبى صلى الله عليه و سلم حى السلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته فلما مات قالوا السلام على النبى ورحمة الله وبركاته (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ٣٠٧٥، باب التشهد)

عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يتشهد فيقول بسم الله التحيات لله الصلوات لله الزاكيات لله السلام على النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين شهدت أن لا إله إلا الله شهدت أن محمدا رسول الله يقول هذا فى الركعتين الأوليين ويدعو إذا قضى تشهده بما بدا له فإذا جلس فى آخر صلاته تشهد كذلك أيضا إلا أنه يقدم التشهد ثم يدعو بما بدا له فإذا قضى تشهده وأراد أن يسلم قال السلام على النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين السلام عليكم عن يمينه ثم يرد على الإمام فإن سلم عليه أحد عن يساره رد عليه(مؤطاامام مالك حديث نمبر ١٩٠، باب التشهد فى الصلاة)

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، قَالَ :رَأَيْتُ عَائِشَةَ تُعِدُّ بِيَدِهَا تَقُولُ :التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ ، الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِىِّ وَرَحْمَةُ اللهِ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، قَالَ :ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَا لَهُ(مصنف ابنِ ابى شيبة، كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة)

أَخْبَرَنِى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ :كَانَتْ عَائِشَةُ تُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ وَتُشِيرُ بِيَدِهَا تَقُولُ :التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَّاتُ لِلَّهِ ، السَّلَامُ عَلَى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شبہ ہونے سے بچانا تھا، تاکہ نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے خطاب والے صیغہ سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں، کہ حضور ﷺ ہر جگہ سے خطاب کو سنتے ہیں، حالانکہ یہ خطاب معراج کی رات کے سلام کی نقل کر کے بندے اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں۔ [1]

(۹)......غیر ماثور درود وسلام کے صیغوں کی شرعی حیثیت

گذشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خواہ سلام کا معاملہ ہو یا درود کا، ان میں سے کسی عمل میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنی طرف سے کوئی طریقہ تجویز نہیں کیا، بلکہ حضور ﷺ سے اس کا طریقہ معلوم کیا۔

اور حضور ﷺ نے اگرچہ درود وسلام کو کسی ایک صیغہ کے ساتھ محدود نہیں فرمایا، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو مختلف صیغوں کے ساتھ درود وسلام کا طریقہ بتلایا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور ﷺ نے خود سے درود وسلام کو مختلف صیغوں کے ساتھ پڑھنے کی باقاعدہ جو تعلیم دے دی ہے، ان میں جو انوار اور برکات ہیں، وہ کسی دوسرے الفاظ میں نہیں ہوسکتے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَدْعُو الإِنْسَانَ لِنَفْسِهِ بَعْدُ (السنن الكبرىٰ للبيهقى ، كتاب الصلاة، باب من قدم كلمتى الشهادة على كلمتى التسليم)

قال السبكى فى شرح المنهاج بعد أن ذكر هذه الرواية من عند أبى عوانة وحده إن صح هذا عن الصحابة دل على أن الخطاب فى السلام بعد النبى صلى الله عليه و سلم غير واجب فيقال السلام على النبى قلت قد صح بلا ريب وقد وجدت له متابعا قويا قال عبد الرزاق أخبرنا بن جريج أخبرنى عطاء أن الصحابة كانوا يقولون والنبى صلى الله عليه و سلم حى السلام عليک أيها النبى فلما مات قالوا السلام على النبى وهذا إسناد صحيح (فتح البارى لابنِ حجر، باب التشهد فى الآخرة)

[1] وقال الشيخ اطال الله بقائه: ويمكن ان يكون هذا التغيير من بعضهم بقصد اسماع بعض الاعراب والعوام صدا لهم عن شائبة الشرک التى عسى ان يقعوا فيها توهما من ظاهر الخطاب ، كما قال عمر رضى الله عنه للحجر الاسود لما اراد تقبيله بمحضر من العوام: ”انى لاعلم ان حجر لاتضر ولاتنفع ، ولولا انى رأيت النبى ﷺ يقبلک ما قبلتک“، رواه البخارى (اعلاء السنن ج۳ص ۱۲۳، ۱۲۴، باب التشهد ووجوبه)

جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ درود وسلام کے عمل میں مناسب اور افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور زیادہ اجر وثواب کا باعث یہی ہے کہ جن صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھنا حضور ﷺ اور صحابۂ کرام سے منقول ہے، انہی صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھا جائے۔ اور ان کے مقابلہ میں دوسرے صیغوں کے ساتھ درود وسلام کو افضل اور زیادہ اجر وثواب کا باعث نہ سمجھا جائے، خواہ وہ صیغے صحیح اور بزرگانِ دین سے ہی منقول کیوں نہ ہوں۔ [1]

---

[1] وأفضل الكيفيات فى الصلاة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم ما علمه رسول الله عليه الصلاة و السلام لأصحابه بعد سؤالهم إياه لأنه لا يختار صلى الله تعالى عليه وسلم لنفسه إلا الأشرف والأفضل ومن هنا قال النووى فى الروضة :لو حلف ليصلين على النبى صلى الله تعالى عليه وسلم أفضل الصلاة لم يبر إلا بتلك الكيفية ووجهه السبكى بأن من أتى بها فقد صلى الصلاة المطلوبة بيقين وكان له الخير الوارد فى أحاديث الصلاة كذلك(روح المعانى للآلوسى، تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)

فحاصل هذا كله، ان الاولىٰ والاحرىٰ فى الصلاة وسائر الاذكار والدعوات ان يتبع فيها الالفاظ الواردة الماثورة عن رسول الله ﷺ (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ۳ج ص ۵۰۰، سورة الاحزاب)

الافضل والاولىٰ والاكثر ثوابا والاجزل جزاء وارضاها عندالله تعالىٰ ورسوله ﷺ هى الصيغ الماثورة ويحصل ثواب الصلاة والتسليم بغيرها ايضا، بشرط ان يكون فيها طلب الصلاة والرحمة عليه ﷺ من الله عزوجل .

تنبيه: واما ماروى عن بعض المشائخ الصوفية من الصيغ الغير الماثورة كبعض صيغ دلائل الخيرات وامثاله، وتلقين المشائخ حزبها للمريدين ، فان ذالك ليس لتكثير الثواب فى نفسه بل له اغراض اخر كتنشيط القارى وتشويقه وتحزين القلب وترقيقه، وهو امر مهم للمريد وسبب لتكثير الثواب من جهة اخرى.فلا لوم على المبتدى ان اختارها لهذه الاغراض المفيدة لما اقتضته الحال، وان كانت الصيغ الماثورة واتباعها هو الاصل فى التعبد واكثر ثوابا فى المآل ، فليرجع اليها المنتهى ، وليقتصر فى آخر الاحوال، وهذا هو حكم سائر الاذكار والاوراد والاشغال (ايضاً ص ۵۰۲)

”ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسول“ میں ہے:

> چاہئے کہ مومن سوائے ان صیغوں کے جو منقول ہیں، نہ پڑھے، کیونکہ منقول صیغوں کے چند فوائد ہیں: اول یہ کہ ان کے پڑھنے سے سنتِ قولی کی تعمیل ہوتی ہے، دوم یہ کہ اس شخص نے اپنے لئے جو نفع افضل چاہا تھا، اب اس درود شریف کے واسطہ سے یہ نفعِ افضل علیٰ حالہ آنحضرت ﷺ کے لئے جمع ہو جائے گا، اور وہ فضیلت دس گنی ہو کر اس شخص پر نازل ہوگی، سوم یہ کہ منقول صیغوں کی قبولیت کا وعدہ ہے (ذریعہ الوصول الیٰ جناب الرسول ص ۱۴۸، ضمیمہ نمبر۲ بابِ اول، تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ، مرتب ومترجم: مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ)

(۱۰)......کیا درود، سلام کے بغیر اور سلام، درود کے بغیر جائز ہے؟

قرآن مجید کی سورہ احزاب میں درود اور سلام دونوں کا حکم ہے، اور درود وسلام دونوں ہی عظیم الشان عمل ہیں۔

اس لئے درود اور سلام دونوں کا حسبِ موقع اہتمام کرنا چاہئے، اور افضل یہی ہے کہ درود اور سلام دونوں کو جمع کیا جائے، جیسا کہ سلفِ صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے لئے احادیث کے دوران ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہتے اور لکھتے آئے ہیں، اور اس مختصر جملہ میں درود اور سلام دونوں موجود ہیں۔

لیکن اگر کوئی ایک وقت میں صرف درود یا صرف سلام پڑھے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کسی نے مستقل طور پر درود وسلام دونوں پڑھنے ہوں، تو سلام کو پہلے اور درود کو بعد میں پڑھنا افضل معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ نماز کے قعدہ میں بھی یہی ترتیب سنت سے ثابت ہے۔ [1]

اور عام حالات میں انفرادی درود کا درجہ انفرادی سلام سے زیادہ ہے، اور اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ درود شریف کا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

---

[1] محدثین اور سلف نے کلام کے دوران جو ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ کو معمول بنایا، اور ان الفاظ میں صلاۃ سلام پر مقدم ہے، تو اس کی وجہ وہی اختصار وغیرہ معلوم ہوتی ہے۔ کمامر۔

فإفراد كل منهما في هذين الحديثين يعكر على القول بالكراهة والظاهر أن مرادهم أن محل كراهة الإفراد فيما لم يرد الإفراد فيه وأن أصل السنة تحصل بالإتيان بأحدهما وكمالها إنما يحصل بجمعهما كما ورد في حديث يأتي(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۵۸۲)

ان كلا من الصلاة والتسليم مامور به مطلقا ، ولاتدل على الامر بالاتيان بهما فى زمان واحد، كان يؤتى بهمامجموعين معطوفا احدهما على الآخر ، فمن صلى بكرة وسلم عشيا مثلا فقد امتثل الامر ،فانها نظير قوله تعالى:"واقيمواالصلاة وآتوالزكاة واذكرو الله كثيرا وسبحوه" الى غير ذلك من الاوامر المتعاطفة.

نعم درج أكثر السلف على الجمع بينهما فلا أستحسن العدول عنه (روح المعانى للآلوسى ، تحت آيت ۵۶ من سورة الاحزاب)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (سورۃ احزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، نبی ﷺ پر (ترجمہ ختم)

اور جب درود کا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی ہے، تو اس کا درجہ سلام سے زیادہ ہے۔

دوسرے اکثر احادیث میں درود شریف کی فضیلت اور تاکید زیادہ آئی ہے۔

اس لئے عام حالات میں سلام کے مقابلہ میں درود شریف کی زیادہ فضیلت ہوگی۔ واللہ اعلم

(۱۱)...... حضور ﷺ کے نام یا درود کے وقت انگوٹھے چومنے کا حکم

آج کل بعض لوگ اذان واقامت یا دوسرے موقع پر حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں، اور اپنی آنکھوں پر بھی لگاتے ہیں، اور اس کو سنت اور ثواب کا کام سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی یہ عمل نہ کرے، تو اس کو معیوب سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اس عمل کا سنت اور ثواب ہونا کسی مستند ذریعہ سے ثابت نہیں۔ [1]

حضور ﷺ کا نامِ نامی سننے پر شریعت نے درود شریف پڑھنے کی تعلیم دی ہے، اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

اسی طرح آج کل بعض لوگ درود شریف پڑھتے وقت بھی مذکورہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں، حالانکہ حضور ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو درود شریف پڑھنے کی جو تعلیم دی ہے، اس میں بھی کہیں اس کا ذکر نہیں، اس لئے یہ طریقہ بھی شریعت پر زیادتی واضافہ ہے۔

(۱۲)...... اذان میں ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پر درود کا حکم

اذان کے دوران جب مؤذن ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کہتا ہے، تو اس کے جواب

---

[1] ان فعل باعتقاد الثواب الذی لم یثبت دلیله کان بدعة و الزیادة فی الدین ، و اکثر من یفعله فی زماننا اعتقادھم کذلک فلا شک فی کونه بدعة ، و ان فعل بنیة الصحیحة البدنیة فھو نوع من الطب فیجوز فی نفسه لکن لو اقصی الی ایھام القربة کما ھو المظنون من العوام فی ھذاالزمان یمنع منھم مطلقا (بوادر النوار ، ص۴۰۸، چونتیسواں نادرة درمسح عینین بالانامل عند قول المؤذن اشھد ان محمد رسول اللہ)

میں سننے والے کو یہی الفاظ دہرانا چاہیے، اور ان الفاظ پر درود شریف کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے، جس طرح سے کہ مؤذن کے لئے حکم ہے کہ اس کو صرف ان کلمات پر اکتفاء کرنا چاہیے، اور اس کو ان کلمات پر درود شریف کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے (اگر اذان واقامت کے ان کلمات کو سن کر جواب میں ان الفاظ پر درود شریف کے اضافہ کا حکم ہوتا، تو یہ حکم اذان دینے والے کے لئے بھی ہوتا، کیونکہ عام حالات میں حضور ﷺ کا نامِ نامی لینے اور سننے والے دونوں قسم کے افراد کے لئے درود کا حکم ہے)

البتہ اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ پڑھنا چاہیے، کیونکہ احادیث میں اذان واقامت کے ان کلمات کے جواب میں درود شریف پڑھنے کا حکم مذکور نہیں، البتہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے گزرا۔

اس لئے احادیث میں بیان کئے ہوئے اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہیے، اور اس میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔

اور جب اذان کا سنت کے مطابق جواب دیا جائے گا، اور پھر اذان کے بعد اسی وقت درود شریف پڑھ لیا جائے گا، تو آپ ﷺ کے ذکر مبارک پر درود پڑھنے کے حکم پر عمل بھی ہوجائے گا۔

اس تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ آج کل بعض لوگ اذان کے دوران ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' سن کر یہی کلمات دہرانے اور سنت کے مطابق جواب دینے کی بجائے صرف ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ'' کہہ دیتے ہیں، اس سے سنت پر عمل نہیں ہوتا، بلکہ سنت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

(۱۳)......اذان سے پہلے مروّجہ درود وسلام کا حکم

آج کل بعض مقامات پر اذان سے پہلے لاؤڈ اسپیکر پر ''اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ'' وغیرہ پڑھا جاتا ہے، اور اس پر بہت زیادہ اصرار کیا جاتا ہے۔

یہ طریقہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں اور گناہ ہے۔

احادیث میں ابتداء سے لے کر انتہاء تک اذان کے بارے میں پوری تفصیلات موجود ہیں، مگر اس طرح آوازِ بلند اذان سے پہلے درود شریف کا کوئی ذکر نہیں، اور اگر ذکر بھی ہے تو اذان کے بعد خاموشی کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

اس لئے اذان سے پہلے آوازِ بلند صلاۃ وسلام کا مروجہ طریقہ چھوڑنا چاہئے، اور اسے ضد وعناد بازی اور انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے، اور اذان کے بعد خاموشی سے سنت کے مطابق درود اور اس کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنی چاہئے۔

البتہ خاموشی کے ساتھ مسنون طریقہ پر اگر کوئی اذان سے پہلے بھی درود وسلام پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴)......نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی درود کا حکم

بعض مساجد میں باجماعت فرض نماز کا سلام پھیر کر اجتماعی طور پر آوازِ بلند درود شریف پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس کا بھی سنت سے ثبوت نہیں، بلکہ شریعت نے نماز کے آخری قعدہ میں سب کے لئے درود شریف پڑھنے کا خود سے عمدہ طریقہ تجویز کر دیا ہے، جس کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لئے نماز کے بعد درود شریف کے مروجہ طریقہ کو چھوڑنا چاہئے۔

کسی نماز کے بعد اجتماع والتزام کے ساتھ بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا، نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، نہ صحابہ وتابعین سے، اور نہ ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف سے۔

اگر یہ عمل اللہ اور رسول ﷺ کے نزدیک مستحسن اور پسندیدہ ہوتا، تو صحابہ وتابعین اور ائمۂ دین اس کو اہتمام کے ساتھ کرتے، حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

البتہ خاموشی کے ساتھ یہاں بھی اختیار ہے کہ خواہ کوئی درود شریف پڑھے، یا کلمہ طیبہ، یا استغفار، یا اور کوئی ذکر کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضور ﷺ سے انفرادی حیثیت سے نماز کے بعد مختلف اذکار ثابت ہیں، مگر اجتماعی طور پر مروجہ ذکر

یا درود شریف کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۵)...... جمعہ کی نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی درود وسلام کا حکم

آج کل بعض مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوگ اجتماعی انداز میں کھڑے ہو کر بآوازِ بلند درود وسلام پڑھتے ہیں، اور اس درود وسلام میں حضور ﷺ کے لئے براہِ راست خطاب کے صیغے استعمال کرتے ہیں، اور کھڑے ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس مجلس میں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں، لہٰذا اُن کے ادب واحترام میں کھڑے ہوتے ہیں۔

تو اس بارے میں سمجھ لینا چاہیے کہ درود وسلام کثرت سے پڑھنے کے بے شمار فضائل آئے ہیں، اور یہ صحابہ وتابعین اور بزرگانِ دین کا معمول رہا ہے۔

اور جمعۃُ المبارک کی رات اور اُس کے دن میں خصوصیت کے ساتھ درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھنے کے احادیث میں عظیم فضائل آئے ہیں، جن کا ذکر پہلے اپنے مقام پر گزر چکا ہے۔

لیکن اس کے لیے شریعت کی طرف سے اجتماعی صورت کا ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اس میں اپنی طرف سے کچھ قیود وحدود بڑھا لینا شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

جمعہ بلکہ کسی بھی نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی انداز میں بلند آواز کے ساتھ درود وسلام پڑھنا نہ تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، اور نہ صحابہ وتابعین سے اور نہ ہی ائمۂ مجتہدین اور علمائے سلف سے۔

اگر مذکورہ طریقے پر درود شریف پڑھنے کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو صحابہ وتابعین اور ائمۂ دین اس کو خود سے انجام دیتے اور اس کی امت کو ترغیب دیتے اور تلقین فرماتے۔

جبکہ اُنہوں نے دین کی چھوٹی بڑی ہر بات کی پوری تحقیق وتبلیغ فرمادی، جس سے ظاہر ہے کہ مروجہ طریقے پر درود وسلام پڑھنا شرعاً ایک نوایجاد عمل ہے، جس کو عبادت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس کے علاوہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے میں ریاکاری اور نمائش کا بھی اندیشہ ہے، اور اس کی وجہ سے دوسرے عبادت یا آرام کرنے والوں کو بھی خَلَل واِیذاء پہنچنے کا خدشہ ہے۔

لہٰذا مذکورہ طریقہ کے بجائے آہستہ آواز میں ہر شخص کو اپنے طور پر اخلاص کے ساتھ درود وسلام کی کثرت کرنی چاہیے۔

نیز کسی مجلس کے بارے میں حضور علیہ السلام کے حاضر ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی شرعی دلائل سے ثابت نہیں، اور پھر خطاب کے الفاظ کے ساتھ اس عقیدے کے ساتھ کہ حضور علیہ السلام ہماری آواز کو براہِ راست سُنتے ہیں، ''یارسول'' اور ''یا نبی'' وغیرہ کی صدائیں لگانا بھی غلط ہے، بلکہ اس طرح کا عقیدہ اختیار کرنے سے شرک کا اندیشہ ہے، کیونکہ ہر جگہ سے براہِ راست آواز کو سُننا حاضر وناظر اور عالمُ الغیب ہونے کی صفت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ ''علیم، خبیر، بصیر، عالمُ الغیب والشہادۃ، اور علیم بذات الصدور'' وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اور قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی جا بجا مذکور ہیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: جواہرُ الفقہ جلد۱ صفحہ۲۱۱ تا ۲۱۸)

(۱۶)......درود شریف کی مروّجہ محفلوں کا حکم

آج کل بعض مقامات پر تداعی (دعوت) اور اعلان کے ساتھ درود شریف کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، اور ان میں سب لوگ شریک ہو کر مخصوص درود شریف کا التزام کرتے ہیں، اور بعض علاقوں میں ان محفلوں میں مزید کئی دوسری چیزیں شامل کی جاتی ہیں۔

اس قسم کی محفلیں قرآن وسنت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، اس لئے ان پابندیوں کو چھوڑ دینا چاہیئے، اور شریعت کی دی ہوئی سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، اور ہر شخص کو اپنے مقام پر رہتے ہوئے اخلاص کے ساتھ درود شریف کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہیئے۔

اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی ایسی صورت تجویز نہیں کرنی چاہیئے، جو صحابۂ کرام اور خیرالقرون سے ثابت نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ مشکاۃ شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں :

وَلَایَتَحَلَّقُوْنَ لِلْاَذْکَارِوَالصَّلَوَاتِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَافِیْ بُیُوْتِہِمْ ''(مرقاۃ ج ۱ ص ۲۶۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثالث)

ترجمہ: ''صحابۂ کرام مسجدوں اور گھروں میں بلند آواز کے ساتھ ذکر اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی حلقہ نہ قائم کرتے تھے''

اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شبِ جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے؛ مگر اس کے لیے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں۔

جو شخص تنہاء مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو، درود شریف دل لگا کر اخلاص کے ساتھ یکسوئی کے ساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے (فتاویٰ محمودیہ، مبوب، ج ۳ ص ۱۲۱، باب البدعات والرسوم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سنِ طباعت: ۱۴۲۶ھ)

نیز ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

درود شریف سراً وجہراً دونوں طرح درست وثواب، باعثِ ترقیِ درجات اور موجبِ قرب ہے، جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کی تاکید ہے، لیکن اجتماعی حیثیت سے جہراً پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، حالانکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی بکثرت حضر وسفر میں جمع ہونے کا موقع ملتا تھا، مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماعاً جہراً پڑھنے کا معمول رہا ہو۔

انفراداً بھی جہراً پڑھنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی کو تشویش نہ ہو، مثلاً وہاں کوئی نماز میں مشغول نہ ہو، یا نائم نہ ہو؛ نیز جہراً پڑھنے سے دوسری کوئی غرض مطلوب نہ ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ، مبوب، ج ۳ ص ۱۲۸، باب البدعات والرسوم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سنِ طباعت: ۱۴۲۶ھ)

ایک مقام پر سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''درود شریف کی ترغیب وتاکید قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے، یہ بڑی خیر وبرکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا وِرد رکھنا چاہئے، مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہئے، بلکہ قرونِ مشہود لہا بالخیر میں اس

کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہئے، ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کر کے اس تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اور سرورِ عالم ﷺ اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہٗ بھی خوش ہو کر ایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں، سوال میں جو صورت درج ہے اس کا ثبوت ادلۂ شرعیہ سے نہیں ہے‘‘ (فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج ۴ ص ۴۳۱؛ ۴۳۲، کتاب السلوک والاحسان، ما یتعلق بمجالس الصوفیۃ واذ کارہم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سنِ طباعت: ۱۴۲۶ھ)

(دلائل اور مزید تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ: ’’اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم‘‘ ملاحظہ فرمائیں)

(۱۷)......درودِ تُنجینا کی شرعی حیثیت

آج کل بہت سے لوگوں میں ایک درود ’’درودِ تُنجینا‘‘ کے نام سے مشہور اور رائج ہے۔

اور اس کے بارے میں عوام الناس میں بڑے فضائل مشہور ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آفات اور مصائب کے وقت اس درود کے ورد سے نجات حاصل ہوتی ہے، اس درود کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ.

اس بارے میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ درود قرآن وسنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو سنت نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور نہ ہی احادیث میں بیان کئے ہوئے درود شریف کے صیغوں سے اس کی زیادہ فضیلت اور تاثیر کا عقیدہ رکھنا چاہئے۔

جس کی تفصیل ہم نے پہلے ذکر کر دی ہے۔

البتہ اس درود کا مضمون غلط نہیں ہے، اور یہ بعض بزرگوں سے منقول بھی ہے۔ [۱]

اس لئے اس کو سنت سمجھے بغیر، اور سنت سے ثابت شدہ درودوں پر فضیلت دیئے بغیر پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ [۲]

لیکن بعض لوگوں نے آج کل اس میں اپنی طرف سے مزید کلمات کا اضافہ کرلیا ہے، جن میں یہ اضافہ بھی شامل ہے کہ:

اغثنی، اغثنی، یارسول اللہ

ظاہر ہے کہ اس قسم کے اضافے پر مشتمل درود پڑھنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مضمون خلافِ شرع ہے۔

(۱۸)......اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنے کا مروَّجہ طریقہ

آج کل بعض لوگوں نے یہ وطیرہ بنالیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی قبرِ مبارک پر حاضر ہونے کے علاوہ بھی کسی بھی مقام پر ہوتے ہوئے ”اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ“ یا اسی طرح دوسرے حاضر اور خطاب والے صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں، اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی

---

[۱] قال بعض العارفين كنت فى مركب فعصفت علينا الريح فأشرفنا على الغرق فرأيت النبى صلى الله عليه وسلم فى منامى فقال قل لهم يقولون اللهم صل على محمد صلاة تنجينا بها من جميع الأهوال والآفات وتقضى لنا بها جميع الحاجات وتطهرنا بها من جميع السيئات وترفعنا بها عندک أعلى الدرجات وتبلغنا بها أقصى الغايات من جميع الخيرات فى الحياة وبعد الممات فاستيقظت فقلناها جميعا فسكن الريح بإذن الله تعالى (نزهة المجالس ومنتخب النفائس، باب فضل الصلاة والتسليم على سيد الأولين للصفورى)

[۲] مگر ہم نے جہاں تک لوگوں کے حالات پر غور کیا، تو وہ مسنون وماثور درود وسلام کے صیغوں کو چھوڑ کر اس قسم کے درود وسلام کو زیادہ اہمیت وفوقیت دیتے اور ان کی تاثیر کا زیادہ عقیدہ رکھتے ہیں۔

اور اس کی وجہ غور کرنے سے یہ سمجھ میں آئی کہ مسنون وماثور درود وسلام پر زیادہ تر اجر وثواب کے وعدے اور بشارتیں ہیں، اور عام لوگوں کے دلوں میں حبِ دنیا کا غلبہ ہے، اس لئے وہ دنیا کے فوائد ومنافع سن کر ان کی طرف متوجہ ومائل ہوتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ مسنون وماثور صیغوں سے حاصل ہونے والے اجر وانعام کا درجہ ان دنیاوی منافع سے زیادہ ہے، اور اجر وانعام میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتیں بھی داخل ہیں، جن کے ذریعہ سے آخرت کے علاوہ دنیا کی فلاح وکامیابی بھی ساتھ ہی حاصل ہوتی ہے (محمد رضوان)

رکھتے ہیں کہ ہمارے خطاب کو آپ ﷺ ہر مقام سے بغیر فرشتوں کے واسطہ کے براہِ راست سنتے ہیں، اور اس طرح کے مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سے درود لوگوں میں مشہور کر دیئے گئے، اور اس کے فضائل بھی اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کر دیئے گئے ہیں۔

حالانکہ اولاً تو اس طرح سے درود وسلام پڑھنے اور حضور ﷺ کا ہر جگہ قریب ودور سے سننے کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ صحیح احادیث میں فرشتوں کے واسطہ سے پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔

دوسرے غیر اللہ کے بارے میں مذکورہ عقیدہ رکھنا بھی جہالت ونادانی کی بات ہے، اور بعض صورتوں میں شرک کا خطرہ ہے۔

اس لئے اس طرزِ عمل اور عقیدہ سے بچنا چاہئے، اور اس کے بجائے سنت کے مطابق درود وسلام پیش کرنا چاہئے۔ [۱]

(۱۹)......درودِ حبیب

بعض لوگوں میں درودِ حبیب کے نام سے یہ الفاظ رائج ہیں:

اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ.

---

[۱] بعض لوگ نماز میں پڑھے جانے والے سلام میں خطاب کے صیغے سے دلیل پکڑتے ہیں، جو کہ درست نہیں، اور ہم پہلے تفصیل کے ساتھ یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے صیغہ میں خطاب کی وجہ یہ ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح حضور ﷺ پر سلام پیش کیا گیا تھا، اور ہم اسی کی نقل میں اپنی طرف سے بھی سلام پیش کرتے ہیں۔

لہٰذا اس سے بعض کم علم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ حضور ﷺ ہر جگہ سے آواز کو سنتے ہیں، درست نہیں۔

وَأَمَّا قَوْلُهُ :السَّلَامُ عَلَيْك أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ حِكَايَةُ سَلَامِ اللَّهِ تَعَالٰى عَلَى نَبِيِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَهِيَ ثَلَاثَةٌ بِمُقَابَلَةِ الثَّلَاثِ الَّتِي أَثْنَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَبِّهِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ(البحر الرائق، فصل مايفعله من اراد الدخول فى الصلاة)

ويقصد بألفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيى اللّٰه تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه وأوليائه(اللباب فى فى شرح الكتاب، باب صفة الصلاة)

اوراس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے حضور ﷺ کی محبت نصیب ہوتی ہے، اوراس کی برکت سے پڑھنے والے کی قبر فوت ہونے کے بعد روشن ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اس درود کے الفاظ اوراس کی مذکورہ فضیلت کا قرآن وسنت سے کوئی ثبوت نہیں، اور یہ عقیدہ رکھ کر اس کو پڑھنا کہ حضور ﷺ ہر جگہ سے ہماری آواز کو سنتے ہیں، سخت گناہ ہے۔

(۲۰)......دم بدم پڑھو درود

بعض علاقوں میں اس طرح درود پڑھنے کا رواج ہے:

صل علی نبینا، صل علی محمد دم بدم پڑھو درود
حضرت بھی ہیں یہاں موجود پڑھو صل علی محمد

یہ درود منگھڑت ہے، اوراس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، نیز اس میں حضور ﷺ کے اپنے پاس موجود وحاضر ہونے کا عقیدہ ہے، جو کہ سخت گناہ ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر اور ہر زمان مکان میں موجود ہیں، اور ہر آواز کو سنتے ہیں، اور ہر حرکت کو دیکھتے ہیں، تو یہ عقیدہ شرک میں داخل ہے۔

لہٰذا اس سے توبہ لازم ہے (کذا فی فتاویٰ محمودیہ مبوب، جلد۳ صفحہ ۱۲۲،۱۲۳)

(۲۱)......درودِ نور اللہ

بعض لوگوں میں ایک درود ''نوراللہ'' کے نام سے ان الفاظ میں رائج ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ يَامُحَمَّدُ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللهِ .

اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ رنج وغم اور اچانک نازل شدہ مصیبت کے وقت اس کا وِرد کرنے سے تمام مشکلات حل ہوجاتی ہیں۔

حالانکہ یہ درود اوراس کا مضمون، اوراس کی مذکورہ فضیلت خودساختہ ہیں، اوراس کو پڑھنا اوراس پر مذکورہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں۔

(۲۲)......درودِ نوری

بعض لوگوں میں ایک درودنوری کے نام سے ان الفاظ میں رائج ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ
وَالْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ .

اوراس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو ایک مرتبہ پڑھنے سے ایک لاکھ درود کے برابر ثواب ملتا ہے، اوراس کو کثرت سے پڑھنے والے کو عالَمِ بالا کا روحانی مشاہدہ ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل اور حقیقت نہیں پائی جاتی، اور یہ لوگوں کا خودساختہ درود ہے، اوراس کا مضمون بھی غیرشرعی ہے۔

(۲۳)......درودِ تاج

بعض ناواقف لوگوں میں درودِتاج کے نام سے ایک درودرائج ہے، جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ
وَالْعَلَمْ ، دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ.

اوراس درود کے بارے میں جہلاء کی طرف سے مشہور کیا گیا ہے کہ اس کے پڑھنے والا صاحبِ کشف بن جاتا ہے، اورروزانہ سات مرتبہ پڑھنے سے روزی میں اضافہ ہوجاتا ہے، اورروزانہ تین مرتبہ پڑھنے سے دشمنوں اور ظالموں وغیرہ سے بچ جاتا ہے، اورگیارہ مرتبہ پڑھنے سے جادو یا جن وغیرہ سے چھٹکارامل جاتا ہے، اوراکیس مرتبہ پڑھ کرچھوارے پر دَم کرکے مخصوص طریقہ پر کھانے سے بے اولاد لوگوں کو اولاد حاصل ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اولاً تو اس درود کا قرآن وسنت میں کوئی ذکرنہیں، پھراس کے یہ فضائل اورفوائد قرآن وسنت سے کیسے ثابت ہوسکتے ہیں۔

دوسرے اس درود کا مضمون بھی شرکیہ عقیدہ پر مشتمل ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے بجائے

حضور ﷺ کو بلاؤں اور وباؤں اور قحط اور بیماریوں اور مصیبتوں سے نجات دھندہ کہا گیا ہے۔

اس لئے یہ درود منگھڑت اور شرکیہ مضامین پر مشتمل ہے، جس سے بچنا چاہئے۔

(۲۴)......درودِ کشف

بعض لوگوں میں درودِ کشف کے نام سے ایک درود مشہور ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

صَلَّی اللهُ عَلٰی نَبِیِّ الرَّحْمَةِ شَفِیْعِ الْاُمَّةِ کَاشِفَ الْغُمَّةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ .

اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس کو کثرت سے پڑھنے والے صاحبِ کشف ہوجاتے ہیں، اور ان پر پوشیدہ رازِ الٰہی کھل جاتے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے جنت کے حق دار ہوجاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ درود اور اس کے مذکورہ فضائل وفوائد بھی منگھڑت ہیں، اور اس کا مضمون بھی شریعت کے خلاف ہے

(۲۵)......درودِ شفائے قلوب

بعض لوگوں کی طرف سے ایک درود کا نام ''درود شفائے قلوب'' رکھا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِیَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِهَا وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ .

اس کے بارے میں مشہور کیا گیا ہے کہ کوئی بھی بیماری جو لاعلاج ہوگئی ہو، اور خاص کر دل کے امراض میں اس کو پڑھنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

حالانکہ یہ درود اور اس کی مذکورہ فضیلت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اور اس کے الفاظ بھی غیر شرعی ہیں۔

(۲۶)......درودِ ناریہ

بعض لوگوں نے ایک درود ''ناریہ'' کے نام سے مشہور کیا ہوا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الَّذِىْ تُنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتُنْفَرَجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ ، وَيُسْتَسْقٰى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ فِىْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ.

اوراس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے ہر مصیبت اور رنج وغم ختم ہوجاتا ہے۔

اس درود کے مجموعہ کا بھی قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں، اور بعض لوگوں کی طرف سے خودساختہ ہے، اوراس کا مضمون بھی خلافِ شریعت ہے۔

(۲۷)......درودِ موسوی

بعض لوگوں نے ایک درود ''موسوی'' کے نام سے رائج کیا ہے، اوراس کی نسبت حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَمَعْدَنِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَجَمَالِ الْكَوْنَيْنِ وَشَرَفِ الدَّارَيْنِ وَسَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ الْمَخْصُوْصِ بِقَابَ قَوْسَيْنِ .

حالانکہ اس درود کی حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوسکی، اس لئے اس طرح کا عقیدہ رکھنا سخت گناہ ہے۔

?

خاتمہ

درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے

احادیث میں کیونکہ عموماً درود اور سلام کے صیغے الگ الگ آئے ہیں، اس لئے اب ہم معتبر احادیث میں مذکور درود اور سلام کے صیغوں کو فرداً فرداً ذکر کرتے ہیں، تاکہ ہر شخص اپنی حسبِ حیثیت سنت کے مطابق درود وسلام پڑھ کر درود وسلام کے فضائل وفوائد سے مستفید ہو۔

اور اگرچہ درود وسلام جمع کرنے والے بہت سے حضرات نے بے شمار درود وسلام کے صیغے جمع کئے ہیں، جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں، مگر چونکہ ہم نے اپنے اس مجموعہ میں صرف حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول وماثور درود وسلام کے صیغوں کا اہتمام کیا ہے، اس لئے درود وسلام کے وہ بہت سے صیغے جو غیر مسنون وغیر ماثور ہیں، ان کو ہم نے شامل نہیں کیا۔

کیونکہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام سے درود وسلام کے جو صیغے اور جُملے منقول وماثور ہیں، ان کے ساتھ درود وسلام پڑھنا زیادہ فضیلت اور برکت کا باعث ہے، اور اتباعِ سنت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اُن صیغوں کے ساتھ ہی درود وسلام پڑھا جائے۔

اسی طرح بہت سے صیغے موضوع یا شدید ضعیف احادیث سے ثابت ہیں، ان کو بھی ہم نے شامل نہیں کیا، بلکہ ہم نے معتبر اسناد سے ثابت صیغوں پر اکتفاء کیا ہے، اور بوقتِ ضرورت حواشی میں سند پر کلام بھی کیا ہے، اور بعض صیغے ایک ہی راوی کی مختلف سندوں کی روایات سے ثابت ہیں، جن میں تکرار محسوس ہوتا ہے، جبکہ ہم نے اس تکرار سے بچتے ہوئے کسی ایک جامع الفاظ پر مشتمل صیغے پر اکتفاء کیا ہے، اور ساتھ ہی راوی کا نام اور اس کی حیثیت وافادیت کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

اور اگر کسی اور سند سے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس روایت کا ثبوت ملا، تو اس کی بھی حواشی میں نشاندہی کر دی گئی ہے، اس لئے ہمارے جمع کردہ درود وسلام کے صیغوں کی تعداد نسبتاً کم بنتی ہے۔

اور عام قارئین کی سہولت کے لئے ہر صیغے کا اس کے ساتھ اردو میں ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

درود شریف کے صیغے

(۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام کا طریقہ تو سکھلا دیا، لیکن صلاۃ کا طریقہ کیا ہے، وہ آپ ہمیں بتلا دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود شریف سکھلایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتَر ہیں، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و بَرتَر ہیں (بخاری عن کعب بن عجرہ ، حدیث نمبر ٣١١٩، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ إبراهيم خليلا)

(۲)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح درود پڑھنے کا طریقہ سکھلایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر

اورابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پراورمحمد کی آل پرجیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پراورابراہیم کی آل پر ، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مسند ابی یعلیٰ عن طلحہ بن عبیداللہ حدیث نمبر ٦٢٦ ، مسند طلحة بن عبیداللہ، واللفظ لہٗ، نسائی، مسند احمد، مصنف ابنِ ابی شیبة)

(۳)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے درود شریف کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی دیر توقف فرما کر اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم فرمائی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ
إِبْرَاھِیمَ فِی الْعَالَمِینَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اورابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اورابراہیم کی آل پر عالَمین میں ، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبرتَر ہیں (ترمذی عن ابی مسعود الانصاری، حدیث نمبر ٣١٤٤، ابواب الصلاة، باب الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشھد، واللفظ لہٗ، مسلم، نسائی بلفظ علیٰ آل ابراھیم مکان علیٰ ابراھیم)

(۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے درود شریف پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو آپ ﷺ نے ہمیں اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم فرمائی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ
عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَآلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت اور برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اورابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت

تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مشكل الآثار للطحاوی عن ابی هريرة، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى كيفية الصلاة عليه)

(۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ درود پڑھا، تو میں اس کے لئے قیامت کے دن ایمان کی گواہی دوں گا، اوراس کی شفاعت کروں گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ ، وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ، وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر، اور رحم فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحم فرمایا ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر

(الادب المفرد للبخارى عن ابى هريرة ، حديث نمبر ٦٦٠)

(٦)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے درود پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو آپ ﷺ نے یہ طریقہ بیان فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اوران کی ازواج پر اوران کی ذریت پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اوران کی ازواج پر اوران کی ذریت پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر

ہیں (المؤطا للامام محمد عن ابی حمید الساعدی حدیث نمبر ۲۹۱، ابواب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، واللفظ لہٗ، بخاری فی باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، مسلم وابنِ ماجۃ وشعب الایمان)

(۷)

حضرت عمرو بن حزم رحمہ اللہ نام کی تعیین کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح درود پڑھا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی أَھْلِ بَیْتِہٖ، وَعَلٰی أَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی أَھْلِ بَیْتِہٖ، وَ أَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ"

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی ذریت پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی ذریت پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مصنف عبدالرزاق عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۳۱۰۳، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، واللفظ لہٗ، مسند احمد وقال الھیثمی فی مجمع الزوائد" ج۲ ص۱۴۴ "رواہ أحمد ورجالہ رجال الصحیح) [1]

---

[1] اس سے پہلی حضرت ابوحمید الساعدی کی روایت میں ''ازواجہ وذریتہ'' کے الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور حضرت ابوہریرہ کی مذکور روایت میں ''ازواجہ وذریتہ'' سے پہلے ''اھل بیتہ'' کا اضافہ ہے۔
اس کی وجہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے درجِ ذیل کلام میں مذکور ہے:

قال الشیخ: وأمر فی حدیث أبی حمید الساعدی بالصلاۃ علیہ وعلی أزواجہ وذریتہ ویحتمل أنہ أفردھن بالذکر من جملۃ أھل البیت علی وجہ التأکید کما أفرد الذریۃ علی وجہ التأکید ثم رجع إلی التعمیم فی حدیث أبی ھریرۃ لیدخل فیھا غیر الأزواج والذریۃ من آلہ الذین یقع علیھم اسم أھل البیت واللہ أعلم (الدعوات الکبیر للبیھقی، تحت حدیث نمبر ۳۰۲)

(۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح درود پڑھنا سکھلایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَآلِ إِبْرَاھِیْمَ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور رسول ہیں، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر ، اور ابراہیم کی آل پر (بخاری عن ابی سعید الخدری، حدیث نمبر ۵۸۸۱)

(۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ (کے لئے مال) نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعا میں یہ درود شریف پڑھا کرے، تو یہ درود اس کے لئے زکاۃ ہو جائے گا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ ، وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، رحمت نازل فرما، اور مومن مَردوں اور مومن عورتوں اور مسلم مَردوں اور مسلم عورتوں پر بھی، رحمت نازل فرما (مستدرک حاکم عن ابی سعید الخدری حدیث نمبر ۷۱۷۵، وقال: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاه، وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح ، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۶۵۹، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۹۰۳، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۱۱۷۶، باب التوکل بالله عز وجل والتسلیم لأمره تعالی فی کل شیء ، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۱۳۶۷)

(۱۰)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر درود شریف کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ بتلایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْأَمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

كَـمَـا صَـلَّـيُـتَ عَـلٰـى إِبْـرَاهِـيـمَ وَعَـلٰـى آلِ إِبْرَاهِيُمَ ، وَبَـارِكُ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ الـنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَـمَـا بَـارَكُـتَ عَلٰى إِبْرَاهِيُمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيُمَ إِنَّـكَ حَمِيُدٌ مَجِيُدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جو کہ نبیِ امی ہیں، اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر جو کہ نبیِ امی ہیں، اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مصنف ابنِ ابی شيبة ،عن ابی مسعود عقبه بن عمرو حديث نمبر ٨٧٢٥، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم كيف هی، سنن دارقطنی حديث نمبر ١٣٥٥ ، صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ٦٨٨ ، واللفظ لهٗ، ومسند احمد وغيره)

(١١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو، کہ جب وہ ہمارے گھرانے پر درود پڑھا کرے تو اس کا ثواب بہت بڑے پیمانے میں ناپا جائے، تو وہ ان الفاظ سے درود پڑھا کرے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ ، وَأَزُوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيُنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيُتَ عَلٰى إِبُرَاهِيُمَ إِنَّكَ حَمِيُدٌ مَجِيُدٌ.

ترجمہ: اے اللہ محمد نبی پر رحمتِ خاص نازل فرما، اور آپ کی ازواج امہات المومنین پر، اور آپ کی ذریت پر، اور آپ کے گھر والوں پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر ، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ وبَرتَر ہیں (سنن البيهقی عن ابی هريرة حديث نمبر ٢٩٨٠)[1]

---

[1] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ابوداؤد اور شعب الایمان میں بھی کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے اور ''الكنی والاسماء للدولابی'' اور ''الضعفاء الكبير للعقيلی'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ''اللھم اجعل صلواتک وبرکاتک'' کے الفاظ کے ساتھ ہے، مگر ان تمام اسناد کا مدار حبان بن یسار الکلابی ابوروحیہ پر ہے، جن پر محدثین نے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۲)

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے، اور ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے اچھے طریقہ سے درود پڑھنے کا حکم فرمایا، تو اچھی طرح سے درود پڑھنے کا یہ طریقہ بتلایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، وَخَاتَمِ النَّبِیّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ، إِمَامِ الْخَیْرِ، وَقَائِدِ الْخَیْرِ، وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا یَغْبِطُ بِهٖ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنی عنایتیں اور رحمت اور برکت نازل فرما رسولوں کے سردار، اور متقیوں کے امام، اور خاتم النبیین محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، اور خیر کے رہبر، اور خیر کے پیشوا اور رسولِ رحمت ہیں، اے اللہ! ان کو قیامت کے دن مقامِ محمود تک پہنچا دیجئے، جس پر اول اور آخر سب لوگ رشک کریں گے، اور اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و برَتر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کچھ کلام کیا ہے، مگر وہ کلام زیادہ شدید نہیں، اور اس درود کے الفاظ دوسری روایات کے خلاف بھی نہیں۔

وھو ممن یروی مالا أصل له ، للاختلاط الذی ذکر فیه (ذخیرة الحفاظ تحت حدیث رقم ۵۳۴۴)

صدوق اختلط من الثامنة (تقریب التھذیب ج ۱ ص ۱۸۲)

وقال أبو داود لا بأس به. (تھذیب التھذیب ج ۲ ص ۱۵۳)

اور بزرگ وبَرتَر ہیں (مصنف عبدالرزاق عن عبداللہ بن مسعود موقوفا، حدیث نمبر ۳۱۰۹، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ) [1]

(۱۳)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس طرح درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُسْلِمِیْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ إِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ ، اَللّٰھُمَّ

---

[1] حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ابنِ ماجہ، معجم کبیر طبرانی، مسند ابی یعلیٰ، شعب الایمان، فضل الصلاۃ علی النبی میں بھی ہے۔

(ملاحظہ ہو: ابن ماجۃ، حدیث نمبر ۸۹۶، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۸۵۱۵ وحدیث نمبر ۸۵۱۶، شعب الایمان للبیھقی، حدیث نمبر ۱۴۵۳، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۵۱۴۴، فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۵۹)

اور علامہ بوصیری رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

رواہ ابن ماجہ فی سننہ موقوفا بسند حسن ، وابن أبی عمر وأبو یعلی الموصلی ورواہ الحاکم مرفوعا (اتحاف الخیرۃ المھرۃ، تحت حدیث رقم ۶۲۸۳)

لیکن علامہ کنانی رحمہ اللہ مصباح الزجاجۃ میں فرماتے ہیں:

ھذا إسناد رجالہ ثقات إلا أن المسعودی واسمہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود اختلط بآخرہ ولم یتمیز حدیثہ الأول بالآخر فاستحق الترک قالہ ابن حبان انتھی (مصباح الزجاجۃ للکنانی، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

مگر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی آنے والی روایت اس کی مؤید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس روایت میں اختلاط نہیں ہوا، اس لئے یہ روایت حسن ہے۔

نیز مصنف عبدالرزاق اور طبرانی کی ایک روایت میں مسعودی کے متابع ابوسلمہ موجود ہیں، اس لئے بھی یہ روایت حسن ہے۔

اور جہاں تک موقوف ہونے کا معاملہ ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس درود میں حضور ﷺ کی چند صفات اور آپ ﷺ کے لئے مقامِ محمود کی دعا کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر بھی درود کا اضافہ ہے، اور امید ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے قول وفعل سے یہ طریقہ اخذ کیا ہوگا، خصوصاً جبکہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح تھوڑے بہت لفظوں کے فرق کے ساتھ درود شریف مروی ہے، کماسیأتی۔

ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخَرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

ترجمہ: اے اللہ! اپنی عنایتیں اور برکتیں اور رحمتِ خاص نازل فرما مسلمانوں کے سردار، اور متقیوں کے امام، اور خاتم النبیین محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، اور خیر کے رہبر، اور خیر کے پیشوا ہیں، اے اللہ! ان کو قیامت کے دن مقامِ محمود تک پہنچا دیجئے، جس پر اول اور آخر سب لوگ رشک کریں گے، اور محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی (**فضل الصلاة على النبى ﷺ عن ابنِ عمر موقوفا لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ٦٠، واللفظ لهٗ، امالى للمحاملى**) [۱]

(۱۴)

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ کلمات پڑھے، اس کو میری شفاعت حاصل ہوگی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

ترجمہ: ''اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، اور قیامت کے دن (یعنی آخرت میں) اپنا قربِ خاص (یعنی مقامِ وسیلہ) عطا فرمائیے'' (**المعجم الكبير للطبرانى عن رويفع حديث نمبر ٤٣٥٣ وحديث نمبر ٤٣٥٤، فضل الصلاة على النبى لاسماعيل بن اسحاق حديث نمبر ٥١، معرفة الصحابة لابى نعيم حديث نمبر ٢٧٠٢، السنة لابنِ ابى عاصم حديث نمبر ٦٨٤**) [۲]

---

[۱] **قال البوصيرى:**

وله شاهد من حديث عبد الله بن مسعود رواه ابن ماجه فى سننه موقوفاً بسند حسن، وابن أبى عمر وأبو يعلى الموصلى ورواه الحاكم مرفوعاً(اتحاف الخيرة المهرة، باب فى الصلاة على النبى ﷺ)

[۲] اور مسند احمد، مسند بزار اور السنۃ لابی بکر بن الخلال کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ، وَقَالَ :اللّٰهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِى "(مسند احمد حديث نمبر ١٦٩٩١، مسند البزار حديث نمبر ٢٣١٥،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۵)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اذان کے بعد یہ دعا پڑھی، تو اس کے لئے شفاعت ثابت ہوگی۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ,وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ,اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَبَلِّغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ عِنْدَكَ ,وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ! محمد پر رحمتِ خاص نازل فرما، اور اپنے نزدیک وسیلہ کے درجہ تک ان کو پہنچا، اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت میں داخل فرما (المعجم الکبیر عن ابنِ عباس، حدیث نمبر ۱۲۳۸۹)[1]

(۱۶)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر درود پڑھو، اور اہتمام کے ساتھ دعا کرو، اور اس طرح درود پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر (نسائی عن زید بن خارجة، حدیث نمبر ۱۲۹۱، باب کیف الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، واللفظ لہٗ، السنن الکبریٰ للنسائی، مشکل الآثار ومعجم الصحابة لابنِ قانع)

یہ درود؛ دوسرے درودوں کے مقابلہ میں مختصر ہے، لیکن سنت سے ثابت ہے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السنة لابی بکر بن الخلال حدیث نمبر ۳۲۳)

اس حدیث کی سند پر کلام ہم پہلے ''اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ'' کے ذیل میں کرچکے ہیں، جہاں یہ بھی وضاحت گزر چکی ہے کہ ''مقعدِ مقرب'' سے ''مقامِ وسیلہ'' مراد ہونا راجح ہے، جس پر دیگر احادیث میں شفاعت کے حصول کی بشارت ہے۔

[1] اس روایت کی تحسین ہم نے اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ کے مضمون میں پہلے ذکر کردی ہے۔

اور اگرچہ اس روایت میں اذان کے بعد مذکورہ دعا کا ذکر ہے، لیکن ہم اذان کے بغیر بھی درود شریف کے بعد دعائے وسیلہ کی فضیلت کو مذکورہ مقام پر ثابت کرچکے ہیں۔

اس سے پہلے نمبر ۱۲ اور ۱۳ میں درود شریف کے ساتھ ''مقامِ محمود'' کی دعا کا ذکر گزر چکا ہے، اور اس درود کے ساتھ دعائے وسیلہ کا ذکر ہے، اور اسی بنیاد پر شفاعت کی فضیلت کی بشارت ہے۔

سلام کے صیغے

(۱)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا، اس حال میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد ایسے اہتمام کے ساتھ سکھلایا، جیسا کہ قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے تھے، اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح تشہد سکھلایا:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

ترجمہ: ساری بدنی اور قولی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری عن ابنِ مسعود، حدیث نمبر ۵۷۹۴، باب الاخذ بالیدین، ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی التشھد، المعجم الکبیر للطبرانی عن ابنِ مسعود حدیث نمبر ۹۷۹۴)[1]

---

[1] حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کئی دیگر کتبِ احادیث میں بھی موجود ہے۔

نیز حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ سلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ثابت ہے، چنانچہ مصنف ابنِ ابی شیبۃ میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ ، عَنْ سُفْیَانَ ، عَنْ زَیْدٍ الْعَمِّیِّ ، عَنْ أَبِی الصِّدِّیقِ النَّاجِی ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّ أَبَا بَکْرٍ کَانَ یُعَلِّمُھُمَ التَّشَھُّدَ عَلَی الْمِنْبَرِ ، کَمَا یُعَلِّمُ الصِّبْیَانَ فِی الْکُتَّابِ : التَّحِیَّاتُ لِلَّہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ ، السَّلاَمُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہُ ، السَّلاَمُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِینَ ، أَشْھَدُ أَنْ لاَ إِلَہَ إِلاَّ اللَّہُ ، وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ(مصنف ابنِ ابی شیبۃ حدیث نمبر ۳۰۰۷ عن ابی بکر)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت شدہ سلام کا یہ طریقہ دوسرے طریقوں سے افضل ہے، چنانچہ اس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں تشہد اس طرح اہتمام کے ساتھ سکھلاتے تھے، جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلایا کرتے تھے، اور تشہد اس طرح سکھلاتے تھے:

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ: ساری بابرکت قولی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہوا ے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں (مسلم عن ابنِ عباس ، حدیث نمبر ۹۲۹، کتاب الصلاۃ، باب التشھدفی الصلاۃ، ابو داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب التشھد، واللفظ لہٗ، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجۃ، مسند احمد، معجم کبیر طبرانی، مصنف عبدالرزاق، صحیح ابنِ خزیمۃ، سنن دارقطنی)

(۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کا یہ طریقہ ارشاد فرمایا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَائِشَةَ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي التَّشَهُّدِ فَقَالَ عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ (حوالہ بالا)

عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور مالی اور بدنی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (نسائی عن ابی موسیٰ الاشعری، نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ حدیث نمبر ۱۱۷۲، واللفظ لہٗ، مصنف ابنِ ابی شیبۃ وغیرہ)

(۴)

حضرت ابوالمتوکل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تشہد کا طریقہ معلوم کیا، تو انہوں نے یہ طریقہ بتلایا:

اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مصنف ابنِ ابی شیبۃ عن ابی سعید الخدری حدیث نمبر ۳۰۰۸، تقیید العلم للخطیب بغدادی)

(۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں لوگوں کو سلام کا یہ طریقہ دیتے ہوئے سنا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اور مالی اور بدنی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت اللہ کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مؤطا امام مالک عن عمر بن خطاب ، حدیث نمبر ۱۸۹ ،مؤطاامام محمد حدیث نمبر ۱۴۷ ،مصنف ابنِ ابی شیبة حدیث نمبر ۳۰۰۹)

(۶)

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح سلام پڑھا کرتی تھیں:

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ ، الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

ترجمہ: ساری پاکیزہ قولی اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمت ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مصنف ابنِ ابی شیبة عن عائشة، حدیث نمبر ۳۰۱۰، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، السنن الکبریٰ للبیهقی ، کتاب الصلاة، باب من قدم کلمتی الشهادة علی کلمتی التسلیم، واللفظ لهٗ، مؤطاامام مالک، ومؤطا امام محمد)

(۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں قرآن کی سورت کی طرح اہتمام کے ساتھ اس طرح تشہد وسلام پڑھنے کی تعلیم دیا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَسْأَلُ اللّٰہَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اور اللہ کی مدد سے ساری قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور بدنی اور مالی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں (نسائی عن جابر ،نَوْعٌ آخَرُ مِنُ التَّشَھُّدِ ، حدیث نمبر ۱۱۷۴ ، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة، ومصنف ابنِ ابی شیبة)

(۸)

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشہد وسلام اس طرح پڑھا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ شَهِدْتُّ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ .

ترجمہ: اللہ کے نام سے ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، بدنی بھی اللہ کے لئے ہیں، سب پاکیزہ عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، سلام ہو، نبی پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں (مؤطا امام مالک عن ابنِ عمر حدیث نمبر ۱۹۰ ، باب التشهد فی الصلاة، واللفظ لهٗ، مؤطا امام محمد ، ابوداؤد)

(۹)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح تشہد وسلام پڑھا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ خَیْرِ الْأَسْمَاءِ ,اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ ,

اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ,أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ,وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ , أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ,وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ,اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ,اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ , اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ ".

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ اوراللہ کی مدد سے، جوسب ناموں میں بہتر نام ہے، ساری قولی اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اوروہ یکتا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اورمیں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں، جن کواللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اورڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور بے شک قیامت آنے والی ہے، جس میں کوئی شک نہیں، ،سلام ہو، آپ پراے نبی پراوراللہ کی رحمت ہواوراللہ کی برکتیں ، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، اے اللہ ! میری مغفرت فرما، اور مجھے ہدایت عطافرما(شرح معانی الآثار عن عبداللہ بن زبیر حدیث نمبر ۱۵۷۸ ، باب التشھد فی الصلاۃ، واللفظ لہٗ، معجم طبرانی کبیر، مسند البزار، قال الھیثمی فی مجمع الزوائد "ج ۲ ص ۱۴۱"ومدارہ علی ابن لھیعة ، وفیه کلام)

مختصر درود وسلام

حضرت ابنِ عمررضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زید بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ وتابعین اس طرح کہنے کو پسند فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر جو کہ نبیِ امی ہیں، ان پر سلام ہو(فضل الصلاۃ علی النبی لاسماعیل بن اسحاق حدیث نمبر ۵۸)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم محمد رضوان

مورخہ۲۴/ ذوالقعدۃ/۱۴۳۰ھ 13 /نومبر/2009ء، بروز جمعہ ادارہ غفران، راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

جمعۃُ المبارک

کے

فضائل واحکام

جمعۃُ المبارک کی رات اور دن اور جمعۃُ المبارک کی نماز کے فضائل واحکام

جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟

اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟

جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز وخطبہ کے متعلق قرآن وسنت

اور فقہ میں بیان شدہ مفصل فضائل واحکام ومنکرات۔

خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات

کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ

خواتین وحضرات کے لئے یکساں مفید

مصنّف

مفتی محمد رضوان

اداہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی